بعون صانع مکین و مکان و بفضل خلاق زمین و زمان

یہ نگار نامہ منشآت اردو و محاورات لکھنؤ تحریر بے نظیر استاد نامی مشہور مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم

انشای سرور

مرتبہ مولفہ نامور مشہور زبان شاعر ہمہ دان سیدی میرزا احمد علی صاحب سلمہ اللہ الوہاب متخلص بہ شفقی عرف مرزائی صوت

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع مزین مقبول چھپا ہوا

باہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ مطبع ہذا

جزو
۶ ورق

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی اور فہرست مطول اُسکی ہر ایک شایق کو چھاپے خانے سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے جو تین صفحہ سادے ہین اُنمین کتب منشآت ومنتخبات درسی مبتدیان اُردو وکتب منشآت ہر قسم فارسی وکتب ابتدائی تعلیمی درسی وکتب عروض وقافیہ درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی دیگر کتب اور بعض کتب دیگر فن سے شائقون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو-

کتب منشآت ومنتخبات درسی مبتدیان اُردو

انشاے خردافروز - رقعات وعرائض وپروانہ نویسی وغیرہ کا طریق آموزی مصنفہ منشی قمرالدین - ۹پا

مکتوبات حسن - بخط شکستہ مصنفہ مولانا ابوالحسن صاحب فریدآبادی واقعی بہت ہی مفید کتاب ہی - ۴ر

گلشن ہند - یعنے سوال وجواب جغرافیہ ہل صاحب حصہ اول مولفہ منشی جگبندر داس صاحب نایاب کتاب مفید طلباے - ۶پا

انشاے مادھورام - خط شکستہ اُردو پورا ترجمہ - ۴ر

انشاے بہار بےخزان - رنگین عبارت اُردو مسجع مصنفہ مولوی غلام امام شہید - ۲ر۳پا

دستور الصبیان - کا ترجمہ اُردو - ۹پا

انشاے یادگار صغری - مولفہ مفتی غلام سرور لاہوری - ۵ر

رقعات اُردو - ہر قسم کے مراتب کے رقعے مصنفہ منشی محمد عطا علی متخلص بہ خاک - ۱ر

عود ہندی - رقعات مشہور سلیس عبارت موافق روزمرہ بول چال اُردو معلے کے مصنفہ مرزا اسداللہ خان غالب دہلوی ومرتبہ چودھری عبدالغفور - ۶ر

لذت الافہام - ہر رنگ کے فقرات اُردو وبعض فارسی ہر طرز کی عبارت کارآمد انشاپردازان از سید علی خان معروف بہ نواب دولھا - ۶۳ر

انشاے دلربا - مصنفہ منشی ریوتی پرشاد - ۶ر

کتب منشآت فارسی ہر قسم

انشاے بہار عجم - عبارت درسی بغیر لفظ عربی از منشی امانت علی - ۱ر

انشاے فیض رسان - مفید تعلیم طلبہ - ۳ر۹پا

انشاے خلیفہ - تعلیم اطفال کا خلیفہ مع حواشی اُردو دو قسم خط -

ایضاً بخط نستعلیق - ۲ر

ایضاً بخط شکستہ - ۲ر

انشاے تمیز - از منشی کالی راے - ۱ر۳پا

انشاے مادھورام - مشہور عام بخط نستعلیق - ۴ر۳

ایضاً حسب مراتب بالا بخط شکستہ - [illegible]

نوباوہ منیر - نادر انشا مصنفہ میر صافی منیر لاہوری - ۱۰ر

نثرالدرر - از مولوی روح الامین عبارت متین نہایت عمدہ - ۸ر

انشاے بہار ہند - از منشی عبدالعزیز آروی - ۹ر

بعون صانع بیچگون و بکمال فضل خلاق زمین و زمان
یہ نگار نامہ منشآت اُردو محاورات لکھنؤ تحریر بےنظیر استاد زمانہ مشہور مرزا رجب علی بیگ صاحب سرور
انشائے سرور
مرتبہ مجموعہ لطف ناشر فخر ادبار شاعر ہمہ دان سیدی میرزا احمد علی صاحب سلمہ الصمد لواہب متخلص بہ شوق مغفرت
مطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع مزین مقبول جہان ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمدت حضرت رب العزت جل جلالہ و عم نوالہ

سبحان اللہ بحمدہ مصنوعات ایزد جہان آفرین اور مخلوقات خلاق زمان و زمین ادراک احاطۂ وہم و قیاس انسانی سے باہر ہین آذہان مقربان ملاء اعلی اسی مقام پر قاصر ہین کن کے کنایہ مین کونین کو پیدا کیا قدرت وحدت کا جلوہ دکھایا فیکون نے اٹھارہ ہزار عالم کو ہویدا کیا جمعیت کثرت کا ظہور رچایا ملائکہ کو اپنا کلام پاک سنایا عقل بجنایت کی مقرب بارگاہ بنایا اضداد عناصر کو اتفاق ہوا نفخت فیہ من روحی بعض کو شاق ہوا آدم ابو البشر کو تنگنائے کتم عدم سے وسعت آباد ہستی دکھایا اس مشت خاک کا عجز پسند آیا کہ سزاوار رحمت ہوا فرشتون کو رشک آیا خاکی نژاد خبر دار قدسیون کا مسجود ہوا معلم الملکوت غرور کردار بادۂ نخوت کا مبہوت لعنت نصیب مردود ہوا تنا راس رافت و رحمت سے جب آدم زاد خاکی بنیاد کو ادائے مراتب حمد و سپاس مین سراسیمہ و عاجز پایا قلزم زخار بخشش نے دفعۃً جوش کیا زبان قدرت سے آپ اپنی حمد فرمائی بندۂ درماندہ کو اس بار گران سے سبکدوش کیا اصلاح کار عالم کیواسطے

انبیاے عالیمقدار و پادشاہان والاتبار کی ضرورت ہوئی نبیون کے ہاتھ مین چراغ
ہدایت و شریعت شہریارون کے قبضۂ قدرت مین صمصام انتظام و عدالت عنایت
ہوئی خلاصہ یہ کہ وہ خلاق آفاق بالاتفاق پرستندگی کے سزاوار رہے بندے کا بندگی کردار رہے

میمنت نعت جناب خاتم النبوۃ علیہ الصلوۃ والتحیۃ

اور نعت ستودہ صفات حضرت خاتم المرسلین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ
اجمعین مجال بشر سے محال ہے جسکی شان مین یہ کلام ایزد بیہمال ہو اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ
یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا
مخفی نرہے کہ جناب فیض مآب فلک انتساب مسند آراے بزم فضل و افضال طغراے
منشور عزت و جلال صبح عید سعادت و فیروزی مصباح کاشانۂ حشمت و بہروزی
رونق افزای انجمن طرازندۂ دیہیم علوم ہر فن صدر نشین دولت و اقبال آبروی بزم
شوکت و اجلال زبدۂ نتائج عناصر و اجرام عمدہ منشاء خلقت و انام دیباجۂ نسخۂ
رافت و قدردانی عنوان صحیفۂ نوازش و مہربانی دریادل فیاض روزگار حاتم سخانیسان نثار
مہر سپہر جود و کرم عطارد تحریر خورشید حشم عقدہ کشاے مشکلات عاجزان برآرندۂ
حاجات درماندگان جناب مستطاب **منشی نولکشور** صاحب ادام اللہ شوکتہم
کہ صانع نادرنگار و نقشبند اعجوبہ کار نے اپنی قدرت کاملۂ و حکمت بالغہ سے
ذات سرچشمۂ تفضلات مین عجب جوہر ذاتی و کمالات صفاتی عنایت فرمائے ہین کہ
زبان خامہ تحریر سے قاصر ہے اقبال دست بستہ ہر لحظہ غلامی مین حاضر ہے **نظم**

بہر وصف و ثنایش رحیم تحریر
کہ ذاتش شدہ ملجای ہر غریب و امیر
شریف گوہر درج شرافت و الطاف
رئیس ابن رئیس و امیر ابن امیر
بہر کجا کند ابر نوال او بارش

بہر نیست کس او را غرض سہیم و نظیر
زبان زدہ ہمہ خلقست لطف نعامش
کہ بر سپہر سخاہست ماہ پر تنویر
شود ز جنبش کہ باشد نیست نیکلان
شوند ہمسر اہل [illegible] فقیر

سحاب جود و سخاہست بحر لطف و کرم
بر آسمان مروت بسان مہر منیر
بدیع جوہر اعراض فضل شد ذاتش
ہمین سزد کہ بعیسیٰ اگر کند تقریر
ز جوش بحر سخا و عطا و ہمت او

شده است حاتم طے غرق لجۂ تشویر	چو نام نامی منشی نولکشور شده	چرا نه شاد شوند از درش غریب و امیر
توئی کہ بردر تو جز عاجزان حاصل	مراد عزت و دولت ہزار ہا توقیر	چه شرح علم و سخا و مروت و جودت
گر روشن است بآفاق مثل ماہ منیر	چو سال ما شده مدح تو ما عجب است	کنی ز لطف برای گذاره اش تدبیر

بنظر فیض عام و رفاہ کافۂ انام دفتر علم و ہنر کو وہ رونق دی کہ زمانۂ سلف سے آج تک
کبھی نہین ہوئی تھی اور وہ نسخۂ نادرۂ روزگار اعجوبۂ کار اور کتب ادیان و ابدان
غیر مروجہ ہر زبان بصرف زر خطیر چھپوائین کہ بجز نام عنقا صفت معدوم تھین جو
ہر شخص کے دیکھنے مین آئین ہفت اقلیم مین علم دینی و دنیوی کو رواج ہوا اسی عیسیٰ دم کی
ہمت عالی کی بدولت مرض جہالت ہندوستان کا علاج ہوا بمقتضائے علو ہمتی و عالی
حوصلگی ابتدائے معرکۂ جنگ روم و روس سے بلا تعصب روزانہ اخبار
چھاپا جاتا ہے ہر شہر و قریہ مین تاریخی حال ناظرین کے دیکھنے مین آتا ہے ہزارہا اہل ہنر
کامل عمدہا محتاج جاہل اسی وسیلہ سے فیض پاتے ہین آسودہ حال ہو کر بفارغ البال
ترقی اقبال مناتے ہین کارپرداز ترقی خواہ برگزیدۂ زمان مطیع فرمان ہین دلسوزی و
جانفشانی مین حاضر و غائب یکسان ہین علی الخصوص مجمع حسن اخلاق فرخندہ سیرت
حمیدہ خصال **لالہ بشیشر دیال** صاحب مہتمم و رونق دہ مطبع کانپور خلق و مروت
مین مشہور مرد معقول شریف ہنر پرور کارگزار محاسب لاجواب ہین خوش کردار ہین اور
جناب خواجہ صاحب افصح الفصحا ابلغ البلغا شاعر شیرین مقال ناثر نازک خیال سرامد
معاصران وحید زمان ہمارے اوج سخنوری یادگار خاقانی و انوری تاریخ گوئی مین یکتا
مستند الشعرا حضرت خواجہ **محمد مرتضی خان صاحب بہادر**
متخلص بہ **بقا** زبدۂ بنائر نواب خواجہ ابو الحسن خان بہادر سابق صوبہ دار با اختیار کشور
کشمیر و عمدۂ عشائر نواب خواجہ **سعد اللہ خان بہادر** شاہجہان صاحبقران کے
وزیر جنکا عدیل زمانہ مین دشوار ہے نزاکت سخن قدمو نیر شارہ ہے

سبب تالیف لطیف

جناب منشی صاحب ممدوح کو بسبب قدر دانی و جوہر شناسی حضرت ولی نعمی والد ماجد مرحوم و مغفور مرزا رجب علی بیگ سرور مصنف فسانۂ عجائب ساتھ کمال محبت و عنایت بلکہ بہر حال منظور نظر رعایت تھی وہ بھی تا بقید حیات مرہون سپاس ممنون احسان بیقیاس رہے چنانچہ بنظر اتحاد قدیمانہ و نوازش کریمانہ منشی صاحب موصوف کو مرکوز خاطر عاطر ہے کہ جسقدر کلام مرزا ے مرحوم کا ہاتھ آئے چھپوا دیجیے تا کہ یادگار رہے ضائع نجائے چند نوازش نامجات جو بنام کمترین فرزند افتخار بخش سرنیاز ہوئے تھے اور اکثر یہ مختلف حلیۂ تحریر سے سرفراز ہوئے تھے حسب فرمان والا اس ہیچدان کج مج زبان خوشہ چین ارباب انکسار احمد علی خاکسار ازلی نے ترتیب وار ایک جا کیا اور انشاے سرور نام رکھا امید واثق و رجاء صادق ہے کہ مقبول خاطر انام ہو بخیر انجام ہو

آغاز مکاتیب اعجاز طراز

عرضداشت حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ عرصہ ہوا خانہ زاد نے نسخہ فسانۂ عجائب پیشکش کیا تھا گو ہدیۂ مور ناتوان پیش سلیمان زمان اور نذر گدا آگے سلطان جہان کے حقیقت نہین رکھتی مگر نگاہ پرورش شاہنشاہ زمان مثل خورشید درخشان گل و خار پر یکسان ہوتی ہے اس امید پر ہمہ تن و چشم و گوش عتبہ بوسی کا رہا لیکن ناسازی بخت نے محروم رکھا اب جمعیت پریشانی اور سامان بیسامانی سے گھبرا کے عرض رسا ہون کہ اگر سلک کفش بردارون اور زمرۂ جان نثار مین آبرو پاؤن تو سر خاک فتادہ سے کمر خمیدہ فلک پیر چھو آؤن بقدر لیاقت خانہ زاد کو جو کچھ فرمان بندگان والا دربان ہوگا بجا آوری اسکی فخر و سعادت جانکر جان تک دریغ نہین الہی کوس جود و سخا و غلغلۂ کشورستانی و شہرۂ جہانبانی بلند آوازہ و گلشن سلطنت شاداب و تر و تازہ بادشہ الہی درجہان باشی باقبال + جوان بخت و جوان دولت جوان سال +

عرضداشت بوقت عرض باریافتگان آستان ملک پرستان حضرت

ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ گل کی روش چاک گریبان غنچہ صفت دلتنگ
کیطرح نالان حضرت کے قدمون سے دور بدبخت غمگین سر و بر عرض رسا ہے
ے آسمان زفت و زمین ممسک و دوران ناساز۔ مددلے آہ کہ از سینہ برآرم آوازہ
ے لکھنؤ مین جب نہو وے تاجدار لکھنؤ۔ کیون نہ پامال خزان ہو سب بہار لکھنؤ۔ اے
سلیمان جہانی ہین خاک بریان راتدن۔ ساتھ حضرت کے گیا عز و وقار لکھنؤ۔ حضرت کے قدمون
چھٹ گئے بستی مین اجڑے لٹ گئے تقدیر برگشتہ ہوئی تمام رات اپنے دلون کو روتے
ہین ایسے سانحہ دنیا مین کم ہوتے ہین قبلۂ عالم کی برکت سے شہر غیرت گلزار تھا
گلی کوچہ رشک باغ سراپا بہار تھا اب سنسان ہو کا مکان ہوگیا ایسا بسا بسایا نگر ویران
ہوگیا وہ قصر و ایوان خجالت دہ جنان قیصر سے جسکے دربان تھے زیر آسمان بروے
زمین ان جھگڑے کے اور کہان تھے کیونکر سینے مین سانس برچھی کا کام نکرے جب
آنکھین خوگیر کی بھرتی بھرے وہ نہر جسکے دید کی سمندر کو لہر ہو دفعتہً یہ قہر ہو کسطرح
حیرانی نہو جب انمین بوند بھر پانی نہو غضب کا مقام ہے ساون جائے بھادون آئے
بھری برسات مین وہ سر پر خاک اوڑائے خدا کسیکو بے وارث و والی نکرے
مالک سے مکان کو خالی نکرے فرح بخش سخت دلتنگ ہے مکین مکان کا عجب رنگ ہے
جن کمرون کے دیکھنے کا پریون کو خار تھا اس گلزار مین بلبل کو ادب سے جھکنا دشوار
تھا طالع اسکا شوم ہوا ہما نے منھ پھیرا نحوست نے گھیرا مسکن زاغ و بوم ہوا
طاقون مین طوطے کانسون پر کوے منڈیرون پر مینا برجون مین ابابیل چھت پر
چیلین ہین ویرانے پن کی دلیلین ہین جھاڑون پر جھاڑو پھری کوڑے کے مانند جھاڑ
ڈالا فرش بیکار سمجھکر پھاڑ ڈالا پہلے تو راہ صاف کی ہموار بلند و پست ہوا اس حال مین جاے ضرورون
کا بندوبست ہوا حلال خورون کو حرام زادے پکڑ لیگئے گھر گھر سنڈاس بند ہوئے
لوگ غلیظ قسمین کھا کے حاجتمند ہوئے زبردست کے قبض و تصرف مین گھرے زبردست
غریب غربا بہت پکڑے پھرے بلوچ پورے کی گڑھیا نجاست کی علت مین گھری ہے
قصابون کے گلے پر چھری پھری ہے غیر حاضری کی وجہ لکھنی ضرور ہے خدا جانتا ہے

بندہ مجبور ہی جو وظیفہ سرکار سے پاتا تھا وہ سب خرچ ہو جاتا تھا تہیدستی مین ندامت کے
سوا اور کیا ہوتا ہے مفلسی کا پیچ بُرا ہوتا ہے حضور روشن ضمیر ہین سب کا حال آئینہ ہو چھپا
کیا ہے آے پروردگار مالک آسمان و زمین احکم الحاکمین جب تک دورہ سپہر زنگاری
رہے میرے سلطان عالم سکندر حشم کا سکہ شرق سے غرب تک جاری رہے

عرضی مہاراجہ صاحب خداوند نعمت فیاض زمان غریب پرور غربا نواز حاتم دوران
زاد حشمتہم الحمد للہ کہ فلک کجرفتار سیدھا ہو کر ہمہ سرساز ہوا گو تمنا دیر مین بر آئی مگر درست
بر آئی ہمچشمون کی نظر مین ممتاز ہوا پروردگار عالم حاکمون کا حاکم کرے اِس ذرہ نوازی
سے مضطر کی چارہ سازی سے سر پر حکومت پر جلوہ افروز رکھے شب شب برات
دن عید ساتون روز جلسۂ نوروز رکھے یہ جو اِس ہیچکارہ کی قدردانی اور عزت افزائی فرمائی
ہے جو جو رئیس نامدار گذرے اور امیر اولو العزم باوقار ہین یہ حرکت سب سے ہوتی آئی ہی
ع سلیمان باہمہ حشمت نظر میداشت با موری ؛ هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ
کلام خلاق جن و انسان ہی شبہہ و شک کی جا نہین کسنے اسکو پڑھا لکھا دیکھا نہین
فیض عام خاص اسی کا نام ہی داتا کے واسطے دام ہی بُلبُل طبعون کے لیے شیرۂ بادام ہی
اللہ جانتا ہی طول مدت کا بہت ملال تھا گمان خفقان بڑھتا تھا کیا کیا احتمال تھا شکر کا
مقام ہے کہ انجام بخیر ہوا ایام گزاری کا وسوسہ منجر بخیر ہوا کارساز عالم نے حضور کو
حاجت روا ہمکو حاجتمند کیا ہے کھلم کھلا ہے کہ ہماری حاجت کو دست ملازمان والا مین
بند کیا ہے کھانے کا لطف فاقے سے ملتا ہے سائے کا مزا دھوپ کے تڑاقے سے ملتا ہے
صحت کی قدر بیماری سے ہوتی ہے امارت کی دھوم غریب کی کاربرآری سے ہوتی ہے
ہم تشنہ لب آب بحر جود و نوال ہین لازم و ملزوم بہر حال ہین محتاجین بود کو نابود
جانتے ہین اور صاحب دولت و حشمت اُنکی مدد کرنے مین بہبود جانتے ہین **بیت**
چہ فرخ فریدون فرشتہ نبود ؛ ز مشک و ز عنبر سرشتہ نبود ؛ اسواسطے کہ جوادی کی
صفت نیر تابان سے زیادہ درخشان ہوتی ہے مثل برق غرب و شرق مین چمکتی لپکتی ہی حاسد
بدبخت کی آنکھ جھپکتی ہی خیر تقریر کو بھی طول ہوا سخن سازون مین مشمول ہوا خلاصہ یہ

کہ شقہ کو کھولا تہیدستی کے باعث نقد جان سے تولا ہر فقرہ رنگین غازہ شاہد معانی تقاضا
گواہ ہے مطلب متین آئینہ جمال خوش بیانی تھا واہ واہ ہی بحر ناپیدا کنار کو زے مین بند
کس طول کا اختصار کیا ہی حبذا انشی دل پسند ہے کار کیا ہی اگر ملا ظہوری کا ظہور ہوتا رنگ
طفل دبستان معترف بقصور ہوتا تحریر منشیانہ تقریر مدبرانہ کسقدر مطلب خیز ہی نامۂ نامی
شقہ گرامی توقیر کی دست آویز ہی فیضی زندہ ہوتا تو فیض پاتا ابوالفضل باین فضل و کمال
آنکھون سے لگاتا قتیل کے ڈھنگ کا گو زمانہ زخمی ہی وہ بھی اِس نہر فصاحت و بلاغت
سے اپنے لب تشنہ سیراب کرتا طاہر وحید بھی یکتا سمجھکر سلاست کا دم بھرتا بیک
نگاہ مضمون کا حاصل ذہن مین نہ آیا سبحان اللہ بغور غواصی کر کے مدعا نکال لایا مطلب
سمجھا بسم اللہ ترفیخواہ کو منظور ہی ایک جملہ مطلب میرا ہے اُسکا عرض کرنا ضرورت
حسب ارشاد یار و دیار چھوڑتا ہون یہان کی بود و باش سے مُنہ موڑتا ہون یہ ملحوظ
خاطر ملازمان رہے کہ پھر بندے کی تخیلہ مین عزم سفر نہو تو ترفیخواہ گوشۂ عافیت
مین بسر کرے دربدر نہو فقط زبان ہلانے مین کام ہوتا ہے زخم خوردہ رام ہوتا ہے
خداوند نعمت سمجھین بیدام ہاتھ آیا بندہ جانے قدردان پایا بڑی نیکنامی ہی اگر خلق
خدا کی زبان پر یہ کلمہ مشہور رہے کہ حضور کی قدردانی سے حزین کے پہلو مین سروا
رہے اہل و عیال کو بھی ہمراہ لاؤن گا حُبّ وطن کو دل سے بھلاؤن گا گردش تقدیر سے
عجب سامان ہو گیا لکھنؤ ویران ہو گیا گل کی جگہ خار ہی آنکھنا ناگوار ہے اگر پامالی کی حقیقت

اظہار کردن انجام نہو تا زیست تحریر تمام نہو

عرضی نواب نامدار حاتم شعار وزیر اعظم دستور معظم عالی ہمت والاشان فیاض زما
دام حشمتہم محرومی ملازمت باریابی کی حسرت جود و قوع مین آئی ہی سراسر فلک کی کج نصیب
کی نارسائی ہے مگر جب در دولت پر حاضر ہوا داروغہ صاحب نے کبھی کہا اِس وقت
فرصت نہین گاہ یہ کہ موقع نہین مصلحت نہین میر عابد علی صاحب نے مکرر کہا
اُنھون نے بھی یہی سُنا القصہ حضور کلکتہ کو تشریف فرما ہوئے جو یہان رہے گرفتار
ہوئے نہ رائے ماندن نہ پائے رفتن ناچار رہے رہے تو کیا رہے زیست سے بیزار

تیرہ مہینے سے صفائی ہی تنخواہ کی صورت نظر نہین آتی ہی زمین پانون کے نیچے سے
نکلی جاتی ہی جان زیست سے تنگ ہی روتق منھہ پر نہین رحم فرمائیے تو وہی رنگ
ہی آجتک بسبب مکروہات عرض حال نہین کیا دیر ہونیکا ملال نہین کیا اب اگرچہ حکم ہوجائے
تو یہان سے جان چھڑا کے وہان تک پہونچ جاؤن کشمکش سے نجات پا کے جان بچاؤن
شہر خالی بے وارث و والی ہی یہان کے رہنے مین دل پر درد ذہن کند رنگ زرد ہی

عرضی دادرس مظلومان غریب پرور شرفا نواز حاتم ہمت والا منزلت دام حشمتہ
ع شکر نعمتہا ی تو چندانکہ نعمتہا ی تو۔ شقۂ خاص مرحمت اختصاص چھٹی جمادی الاول
کا لکھا عین انتظار سرآیا انتشار مین طلب خیز گہر ریز ہوا پروردگار عالم اس غریب نوازی
مضطرون کی چارہ سازی سے سلامت باعز و کرامت رکھے اور حسب استدعاے
ترقیخواہان با حسن عنوان کامیاب کرے ذخیرہ اندوز مطالب بہرہ یاب ثواب کرے
اس زمانہ مین کہ ہر شخص اپنے حال مین مبتلا ہی نزول حوادث بلا ہی خداوند نعمت
فی الحقیقت حاجت روائی نیک کام ہی جو آخر دون کا اسی مین نام ہی ملاحظہ فرمایئے
امداد حسین خان مر گئے کسی کا کام نہ نکلا جمع کر کے دھر گئے مفت بر اُسکے مزے اُڑائینگے
اُن کے نامۂ اعمال مین لکھے جائینگے لازم اُس کا لٹانا تھا جو کچھ تھا ساتھ لیجانا تھا مال وہی
خوب ہی جو ساتھ جائے نہ کہ اُسکے مال مین ایذا اُٹھائے خوشامدی بہت ہوتے ہین
ناصح دلسوز کہین نہین ملتا راست گو خیرخواہ کہین ملتا خداوند نعمت ہم اپنے محسن کو دعاے
خیر کرتے ہین سب کو سناتے ہین۔ الٰہی آفتاب دولت تابان رہے

عرضی غریب پرور حاتم ہمت سکندر صولت فیاض زمان دارا دربان دام اقبالہٗ
پروردگار عالم نے اس دار ناپایدار مین کوئی شے بیکار خلق نہین کی اکثر لازم و ملزوم ہین
سبکو معلوم ہین بہت توام جیسے شادی و غم اور کتنی چیزین وہ ہین ضد جنکی کام تمیز کا ہی
صحت یا بیماری دولت یا ناداری طول اس کا بیجا ہی دانشمندون پر ہویدا ہی تقریر
زائد کے طول سے سامع ملول ہوتا ہی کلام محل فضول ہوتا ہی الحاصل میران نامدار
و رئیسان والا تبار فقط محتاجون کی حاجت براری کو خلق مین خلق ہوئے ہین

قدر دانی امیر کو چاہیے جانفشانی غربا کو علی الخصوص ذات ستودہ صفات کہ امیدگاہ سرگشتگان کوی ناکامی اور نام نامی ہر شخص کا مددگار اور حامی ہے اس ہیچکارہ کو بھی دامن دولت ہاتھ آیا ہے طالع رسا نے بعد گردش یہان تک پہونچایا ہے امیدوار ہون کسی خدمت پر مامور ہو کر بقیۂ زندگانی دعاے دولت ابد مدت مین بسر کرون شام ناکامی کو صبح سعادت کی سحر کرون عدم لیاقت دامنگیر حال ہے ترقی خواہ پا بزنجیر ہے مگر غریب پروری اور بیکس نوازی حضور کی عقدہ کشا ہے بہر حال اسی کا بھروسہ ہے الٰہی بتصدق ائمۂ اطہار یہ امیر نامدار شب و روز مسند کامرانی پر جلوہ افروز رہے اور ساتون دن مدنظر جلسۂ نوروز رہے

عرضی غریب پرور فیاض زمان حاتم ہمت فریدون فر دام اقبالہ خداوند نعمت بیکاری کو اتنا عرصہ گذرا کہ حساب اس کا یاد نہین خلاصہ یہ ہے اب نوبت بجان کارد باستخوان ہے چھوٹے چھوٹے بال بچے فاقون سے مرتے ہین مگر دعاے ترقی دولت سرکار ورد زبان کرتے ہین چھ مہینے سے در دولت پر پڑا ہون دائرۂ افلاس مین گھرا ہون خداوند عالم و دانا ہے جس بیحیائی سے اپنا پیٹ پالتا ہون مصیبت کے دن ٹالتا ہون ایسا جینا مرنے سے بدتر ہے کہ مدت ہوئی لڑکے بالون کے حال سے بیخبر ہے اس قطع پر یہ قطعہ حسب حال ہے قطعہ ببین آن بے حمیت را کہ ہرگز ٭ نخواہد دید روی نیکبختی ٭ تن آسانی گزیند خویشتن را ٭ زن و فرزند بگذارد بہ سختی ٭ عزیز و اقربا کو منھ دکھانے کے قابل نہین وطن جانیکے قابل نہین یہی خیال آتا ہے کہ بیابان مرگی اختیار کرو عیال و اطفال کو چھوڑو ترک شہر و دیار کرو لللہ حال زار پر رحم فرمائیے جس علاقے مین مرضی ہو بھیجدیجیے اس غریق بحر فاقہ کشی کو روٹی کے گھاٹ لگائیے اجر غریب نوازی کا بیکسون کی چارہ سازی کا خدا دیگا چھوٹا بڑا دن رات دعا دے گا الٰہی آفتاب دولت و حشمت افق اقبال سے تابان رہے

عرضی خداوند نعمت شہسوار جود و سخا یکہ تاز عرصۂ بخشش و عطا دام اقبالہ فدوی بیکس و ناچار بلاے گردش ابلق لیل و نہار سے افلاس مین گرفتار تھا بے یار و مددگار تھا حضور نے غریب پروری غربا نوازی محتاجون کی چارہ سازی کی راہ سے

اصطبل خاص کی خدمت عنایت کی ہمچشموں مین آبرو ہوئی اُس کہنہ لنگ پر رعایت کی فدوی جان و دل سے سرگرم کاروبار رہا آین لاغری رات دن جانفشانی کو تیار رہا گو توقیر مین سائیسون سے بدتر ہون سر حساب تنخواہ مین برابر ہون ہر ایک سائیس لید تھاپ کے کنڈے تھاپتا ہی بچون کو پالتا ہی آور عیسی جان ایسا پلید ہی کہ سر کنڈے جلاکے دن کاٹتا ہی دانے کا ایک دانہ دو ربینون کے نزدیک حرام ہی چونا دان دفنی جو حرام خور مین یہ اُن کا کام ہی بہت دنون زبان کو لگام دی نہ کھولا بجز دعاے دولت کچھ نہ بولا مفلسی نے اب مضمحہ لیا ہی تہیدستی نے کاوا دیا ہی زندگانی سے تنگ ہون ناچار جامے سے باہر ہو کے فلک سے برسر جنگ ہون کہ روز تازی مصیبت سر پر ڈالتا ہی ترکی تمام ہوئی جاتی ہی وہ انگھڑ چالین نکالتا ہی حضور والا شہسوار جود و سخا مین محتاجون کے حاجت روا مین فدوی عیال دار ہی زیر بار ہی کوئی ایسی صورت ہو تا زیست در دولت چھوڑ کے در غیر پر جاؤن اور جفاے چرخ سے نجات پاؤن آلہی ابلق لیل و نہار زیر ران اور سمند سبز فام فلک تیزگام مطیع فرمان خادمان رہے

عرضی غریب کے پلنے والے رنج کے ٹالنے والے سلامت فدوی نے جلوس کی تاریخ کہکے گذرانی اُسکے جلدو مین پچاس روپیہ ہر مہینے خزانہ سے پاتا تھا کبھی جو کسی کتاب کے ترجمے کا ارشاد ہوا بجالاتا تھا چنانچہ شمشیر خانی کو اُردو مین لکھ کے سرور سلطانی نام رکھا ہی اور بہت صاف اُردو مین لکھا ہی الغرض بڑھاپے کے دن نکمے ہوتے ہین گھر مین بیٹھا شام کرتا تھا پیری کی صبح کو شام کرتا تھا بارہ سے سرسٹھ ہجری مین یہ سررشتہ بہم پہونچا اب بارہ سے تہتر ہجری ہین اس سال مین محرم اور صفر تک وصول ہی ربیع الاول سے باقی ہی زیادہ عرض کرنا فضول ہی مصرع کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند۔ آلہی آفتاب دولت و اقبال تابان اور درخشان رہے

یکم اپریل ۱۸۵۶ء مطابق ۲۴ رجب ۱۲۷۳ ہجری

عرضی سرفراز عالم سزاوار سریر سلطنت رئیس رفیق پرور رونق ریاست فریدون فر مدار مملکت مہر منور حافظ حقیقی حامی رہے تمنا ہے ملازمت مین اگر دفتر

لکھون انشا رہا ہی دست و قلم کا کیا یارا ہی لہذا اس فقرے پر تمام کیا بعجز سلام کیا خداوند نعمت
شقہ والا کھولا دیکھا کا لکھا مع ہنڈوی مرسلہ محرم کی دوسری تاریخ یہان آیا سر
خاک افتادہ آسمان پر پہونچا لیکن اسوقت یہ حال تھا کہ دیکھنے والون کو رنج و ملال تھا غشی سے
آنکھ کھولنی محال تھی اور بات کرنیکی تو کیا مجال تھی اتنا ہوا کہ اسکو لیا آنکھون مین آنسو بھر آئے
سرھانے رکھا یا چھٹی تاریخ اتنا سمجھا کہ یہ شقہ بنارس سے آیا ہی مہاراج بہادر نے
بھجوایا ہی آگے پڑھنے کا عزم ہر چند رہا الا عارضہ نے اجازت ندی کھولنے مین بند رہا
وحشت انتہا کی تھی دماغ مین خلل ہوا تھا اسواسطے مسہل پر عمل ہوا تھا خلاصہ یہ ہے
بارھوین تاریخ اسکو کھولا پڑھا آپنے حال پر سخت تاسف ہوا ملال بڑھا حکیم صاحب نے
وہ رقعہ وصول کیا آجتک وہ امانت دار ہین ہم فقط پڑھنے کے گنہگار ہین ابتدا مین سبکو
یقین کامل تھا یاس کا مرتبہ حاصل تھا لیکن حیات مستعار باقی تھی حضور کے قدمبوس ہونیکی
مشتاقی تھی کہ جان تو بچ گئی وہ گھڑی تو ٹل گئی مگر کوئی پہچانتا نہ تھا ایسی صورت بدل گئی اس
عارضہ مین عشق و جوانی کی نشانی نظر آتی تھی محبت کی کیفیت پائی جاتی تھی پوست اور
استخوان باقی تھا بستر پر نشان باقی تھا ہڈیان پسلیان کھال کے اندر سے گنی جاتی تھین
جسم پھول تھا رگین گل تر کی رگون کو شرماتی تھین اسطرح کی طبیعت علیل ہوئی محرم
تمام ہوا مگر صحت کی نہ سبیل ہوئی دسوین گیارھوین صفر کو عارضہ کا سفر ہوا فی الجملہ
اس ضعف و ناطاقتی سے مفر ہوا انیسوین کو نذر کی شیر برنج دو تین پیسے بھر خادم نے
کھائی صبح نکس ہوا تپ اور کھانسی نے گھیرا صحت نے منھ پھیرا پھر خرابی نے صورت
دکھائی یکبس ایسا ہوا کئی دن نیند نہ آئی آخر کار ناچار حکیم صاحب نے کہا مارالجبن کی
تجویز ہی صرف پر خیال نکرو جان بہت عزیز ہی خدا جانے کیا کیا ہوا بہرکیف سامان اسکا
مہیا ہوا ساتوین ربیع الاول سے اسکا لگا ہی دیکھا چاہیے مرضی خدا کیا ہے
لیکن عنایت ایزدی سے طبیعت بحال ہی اتنی شکایت ہی کہ ضعف بدرجہ
کمال ہی اگر پروردگار عالم کو ہماری زیست اور سرخروئی منظور ہی طاقت بہت جلد
عنایت کرے گا بنارس کتنی دور ہی اپنی غیر حاضری کی وجہ سے ملال اور یارون کی

چشمک کا خیال آٹھ پہر رہتا ہی مگر فقیر کو حضور کی پرورش پر تکیہ ہی یہ سہارا مد نظر رہتا ہی اگر زندہ
ہون اور فی الجملہ توانائی جسم مین آئی تو بندہ روانہ ہوتا ہی ورنہ بشر ہین کیا ہی مرجانے کو
ایسا ہی کچھ بہانہ ہوتا ہی ایسا ہی ہوا ہی کہ اب لکھنے پڑھنے کو عاری نہین کوئی عارضہ
نہین بیماری نہین امیدوار ہون کہ غریب پروری کی راہ سے جواب اسکا جلد عنایت
ہو کہ اُسکے آنے سے جسم مین جان آئے دل و جگر کو طاقت ہو لکھنؤ کی خرابی بدستور ہی
پوشیدہ نہین جو لکھون دور دور مشہور ہی پروردگار عالم ہر دم حامی و مددگار رہے فلک
محکوم زمانہ تابعدار رہے رنج و ملال سے ذات خجستہ صفات بری رہے نیر اقبال کے
مہر منیر سے زیادہ جلوہ گری رہے

عرضی (بعز عرض جناب نواب صاحب صدر نشین ایوان اقبال طغرای منشور عزت
و جلال دام حشمتہم - میر ساند) جان نثار نو برس عالم بیکاری مین مثل جرس نالان بے سر و
سامان مبتلائے بلائے روزگار رہا قافلے کے قافلے منزل مقصود کو سیدھے پہونچے
مگر یہ گم کردہ راہ کامرانی سرگشتہ وادی ادبار رہا عجب گردش سے فلک کجرفتار و نیرنگ
ساز لیل و نہار پھرتا تھا کہ یہ شامت زدہ شام و پگاہ بے جرم و گناہ حلقۂ غم دائرۂ الم مین
بسان نقطۂ پرکار ہر بار گھرتا تھا نہ سامان سفر ہوتا تھا نہ اطمینان حضر ہوتا تھا جس کوچہ
مین گام فرسائی سے بیکاری کو ٹالتا تھا نامردی سے جو رہائی کی راہ بصد اکراہ نکالتا
تھا اُس مرحلہ مین اُلجھ کے منھ کی کھاتا تھا گتھی نہ سلجھتی تھی اُلجھن بڑھتی تھی بلکہ اس پیچ
مین یہ بل پڑتا تھا کہ دم گھبراتا تھا وہ جو کرائے کا مختصر سا منحوس گھر تھا وحشت سرا
ڈھئی دیوارین ٹوٹا ہر ایک در تھا معمار قدرت بھی جسے دیکھ کے ششدر تھا مسکن
گزینون کو دھن اثر در تھا صحن کا طول سخت نامعقول جیسے گزی کا عرض گو گاڑھے پسینے کا
پیسہ مل مل کے لگایا ہو پر کا واک طرز شرقی رویہ بد بین کچھ ارشیر دہال سپر سورج سپید زمین
مین ہزار طرح کے رخنے جا بجا چھید رہنے والون کو تمام دن فاقہ مستی یا آفتاب پرستی چار پہر
سر پر دھوپ کا سایا عجب بدساعت کا بنایا دیوارون مین دراڑین چھت کی دھنی کوئی جت
نہین سب مین آڑو اڑین ایک گھنی تو دوسری ٹوٹی دروکی کھگل پھول کے چھوٹی

حشرات الارض کا گھر سانپ بچھو کا ہر وقت ڈر ایک کوٹھری تنگ و سر اتاریک فی الان
یہ رشک گلخن وہ غیرتِ زندان چھتین انتہا کی بوسیدہ پٹاؤ کے تختے جیسے بزم کباده ابتدا کی
خمیدہ خشکی مین گرنے پر آمادہ سرنگون چھپر کا سایبان حویلی کی وہ شوکت اسکی یہ شان پھوس
سڑا تنکا تنکا ثابت نہین گلے بانس کی ہر گرہ خالی پوریون مین گھن بند حسن کھلے بان کے بدلے
عجب آن بان سے جالے رجالے کیطرح لپٹے مکڑیون کی اُدھیڑبن وہ جو ایک آدھ سٹری گلی
تھونی تھی سرکنڈے سے نصف کم سر کی سے البتہ دو تی تھی سرشام سے کڑیان کڑکتین خوف سے
بچون کی جانین دھڑکتین شبکے وار سایبان مین تمام گھر چار پہر چھینی دھوپ کھاتا تھا جان کے خوف سے
در کے اندر کوئی نہ جاتا تھا دنکو دیوارون پہ چیلین مونڈیرون پر کوے غل مچاتے تھے راتکو سرشام سے
الّو چلاتے تھے دروازون مین بازو پہ چوکھٹ تیون مین بے بازی ہر دم کی کھٹ پٹ زنجیر یا بر نجیہ
کنڈی گھسکے گھنڈی ہو گئی قفل کے طالع سو گئے کبھی کھو گئی نہ زنجیر کو کنڈی تک کوئی لایا نہ قفل
نے کنڈی کا سوراخ پایا دیدہ منتظر کی صورت دروازہ وا رہتا دن رات بکشادہ پیشانی کھلا رہتا
آنے جانے مین عقل چلتی تھی خلق خدا دیکھکر ہنستی تھی بازو سے بازو چوکھٹ سے ماتھا رگڑتا تھا
آمد و رفت مین ٹکر کھا کے منہ بگڑتا جھکتے جھکتے کمر مین بل آیا کچھ دن نہین گذرے کہ کُب نکل آیا
اور گرمی کے موسم مین دوپہر کو وہ گھر بھاڑ سے بدتر ہوتا جسکو آنکھین بھیجا بھیجا اُس کا پکتا تھا
چھت سے بلبلا کے کبھی بچھو گر پڑا کبھی کھنکھجورا ٹپکتا تھا جب ترلے کی لون چلتی تھی بانس کی
چربی پگھلتی تھی بتی ہر ایک شمع کی صورت جلتی تھی اندھیرا گھر روشن ہو جاتا حویلی مین فانوس کا
جوبن ہو جاتا کبھی گرمی مین قضاً غیر فصل کے بونٹ جو خریدے یا کچے چنے منگائے والان
مین جا کے گھبرا کے بھولے سے جو کھولے بونٹ کے ہولے چنے بھاڑ کے بھُنے پائے
ہونٹ لب سوفار سے زیادہ خشک رہتے تھے دنکو اوگر لیس کبادہ چرخ سے تیر شہاب
پڑ دیر پڑ جاتے تھے گو سہم کر پیچھے چلا کے مچلتے تھے گوشۂ عافیت سے رُخ باہر نہ کرتے تھے
گرایہ دینے کا مقدور نہ تھا جنگل مین جل جانا منظور نہ تھا مجبور چند سوختہ جگر با سوز و گداز
جلتے تھے وگرنہ وہان قدم رکھتے سمندر کے پر جلتے تھے گرم فقرہ تو یہ ہے کہ حرارت مین فقط
چوطے جلتے تھے باورچیخانہ کی جگہ سرد رہتی تھی برتنون مین ناج خاک نہ تھا آندھی کے احسان سے

گرو رہتی تھی گو فلک جفا پسند اس گرمی کے گزند مین بیچارا دیدے کے ہکوتا تھا
لیکن یہ آنکھ کب جلنے والی تھی صائم النہار و قائم النار پاتا تھا یہ لگی ہوئی بجھ کے برسات
اگر آتی تو حال زار پر ابر زار زار روتا ایذا اور تکلیف کا سامان ہر آن کچھ زیادہ ہوتا کوٹھری
یا دالان یا چھپر نظر آتا گھٹا کے کتنا ہون انگنائی سے بدتر نظر آتا ہمسایے کے جور سے
ہر دم فلک پر نالے چلتے تھے اونچے گھرون کے چار پہر اس چھونپڑے پر پرنالے
چلتے تھے برسات بھر ہل چل اہل محلہ سے ردوبدل رہتی کوٹھری مین کیچڑ دالان مین
دلدل رہتی اور انگنائی مین تو لتس ہونے سے رنگ نرالا تھا اسباب بہا بہا پھرتا گھر
کا ہیکو تھا کاندو کا نالا تھا ہر ایک بدحواس تن پر آبشار کا لباس وہی چولہے جو گرمی مین
جلتے تھے فار التنور کا عالم نظر آتا طوفان اُبلتے تھے ان پریشانیون مین برسات
اگر بہ جاتی تو جاڑے کا خوف ہوتا کہ گھر اُجاڑے گا آب اس سے پالا پڑے گا حقیقت بگاڑیگا
سردی کی آمد سے کانپتے تھے روئی کے تصور سے جسم ڈھانپتے تھے جہان جہان سے پانی
ٹپکا تھا فلک بدسگال کو تو آزار دینے کا لپکا تھا وہان سے برف گرتی چارپائی ہاتھون ہاتھ
چارون کونے دوڑتی پھرتی دن تو دوڑ دھوپ مین کٹ جاتا رات کو تھک کر گھر مین جب
ہم جاتے تنگ حویلی جیسے برف کی قلفی دیوار کا لونا شورے کا کام کرتا جس کونے مین
دبک کے بیٹھے جم جاتے کوٹھری کو نمونہ کرہ زمہریر کا پاتے دالان مین مزا کشمیر کا اڑاتے
خلاصہ یہ کہ ؏ گرما بگذشت و این دل زار ہمان ؂ سرما بگذشت و این دل زار ہمان
القصہ تمام گرم و سرد عالم ؂ برما بگذشت و این دل زار ہمان ؂ خدا جانے کس عصر کا وہ مکان
بنا تھا بنا کی تاریخ کسی مورخ کو یاد نہ تھی بستی ویران پورانی وحشت کی نشانی آباد نہ تھی ہاتا کی
جستجو کو بکو کرکے اتنا پتا لگایا تھا کہ نوح علیہ السلام کے زمانے مین جب طوفان آیا تھا ہنوز
پانی کی جابجا علامت اور نشانی تھی خشک ہونے پایا تھا اُسی ہلڑ مین بغیر پنسال کسی نے اٹکل
نے دلدل کے لوندون سے نشیب مین یہ گھر بنایا تھا الحاصل کچھ کیڑے تو گرمی
کی دوا دوش مین چلے کچھ برسات کے جھڑاکون مین بھک کے سڑ گئے جلے کے جاڑے کی
کشمکش مین گردون دوار سے گردش لیل و نہار سے لتے ہوکے تار تار ہو گئے سنگ

ستار مطلق کیا کہ بدن کی آلائش گئی دست جنون سے گریبان دری کی فرمائش گئی گٹھری
بقچے کے کھولنے باندھنے سے سبکسار ہوگئے جھٹ پٹ بکشادہ پیشانی اپنی قوت بازو سے
دروازہ کھولدیا گھوڑا بیچکے سونے لگے چور اُچکے خالی پھر کے مجوب ہونے لگے مثل کا مصرعہ
بھی پڑھ دون مصرعہ دزد از خانۂ مفلس خجل آید بیرون ؛ ان خرابیون کے بعد چرخ کج نہاد
سیدھا ہوا در دولت ابد مدت پر لایا مطلب بھر پایا روٹی کا سہارا ہوا یعنی روزگار ہمارا
ہوا تقدیر کا علاقہ جدا ہی اُسمین کسکا اجارہ ہی مگر ٹھیکہ کا نان پارا ہی اسکے دھیڑ بن مین اگر
مانڈا ہاتھ آئے تو کپڑون کی کد جلئے عریان تنی کا مانڈا لدجائے بادشاہ اور وزیر کی
دعاے ترقی اقبال مین فقیر کی دن رات گذرتی ہی للّٰہ الحمد بہرکیف سر درمین سرور
کی اوقات گذرتی ہی خدانخواستہ تنخواہ کے ملنے مین جن دنون تامل ہو جاتا ہی تو وہی سامان
گذشتہ از سر نو بالکل ہو جاتا ہی غور کا ہنگام ہی انصاف کا مقام ہی اضافہ کی طلب مین
سماجت مطلوب نہین جس کام مین آبروریزی ہو اُسکی ہوس خوب نہین اس قناعت
پر اگر فلک سفلہ پرور ستائے تو اس ظالم کے جور سے کس طور سے کہان نکل جائے
شعر چالون سے چرخ کے یہ مرا عزم ہی سرورؔ ؛ اُس سرزمین پہ جاؤن جہان آسمان نہو
اس جفا کو کیونکر نہ کہون کب تک چپ رہون الکیسوین ذیحجہ کو دوڑ دھوپ سے
کس کس بہروپ سے قبض بہم پہونچائی گیارھوین جمادی الثانی تک بہت دروازون
کی خاک اڑائی اتنے دنون دوڑا کے خوب ساتھکا کے دیا تو سردست جواب دیا
خالی پھرنے پر آمادہ و مستعد نہو پیچ و تاب دیا حضور والا قدردان ادنیٰ و اعلیٰ ہین
اسوجہ سے عرض حال ہی کس و ناکس کی التجا کا سخت ملال ہی کبھی سخی داتا کے ذمہ تنخواہ
کا اہتمام ہو کہ شکایت بخت کی کہانی کا قصہ تمام ہو زیادہ حداد اقبال کی دھوم ہو زمانہ محکوم ہو
رقعہ ۱۳ مخدوم مکرم مصدر عنایت و الطاف مجمع اوصاف دام اشفاقکم
بعد گذارش سلام نیاز مند عاطر از ہون بدولت طالع شوم ملازمت سے محروم ہون
مگر مستحق عنایت امیدوار رعایت بہرکیف کہ آپکے بزرگون کا خادم ہون بندہ زادہ
ملازمت کا آمادہ حاضر ہوتا ہی پارۂ نان بتوجہ سرکار میسر آئے ناکام نہ پھرجائے

(نوکری)

یہ وہ کام ہی جسکا بخیر انجام ہی حاجت برآری جوانمردون کا کام ہی اس عنایت و احسان کا
ذکر بہت دنون صفحۂ روزگار پر یاد رہے گا دریںولا نیازمند حسب فرمایش
مہاراج بہادر حدائق العشاق کا ترجمہ کرتا ہی اور اپنا حال کچھ اسمین لکھونگا یہ لکھنا بھی
ضرور ہی راقم کو منظور ہی اور یہ شخص بھی اطاعت اور فرمانبرداری شرط خدمتگذاری بہ کیف
بجالائے گا بار عنایت سے سر نہ اٹھائے گا کیفیت اسکی بعد ملازمت جناب پر ظاہر ہوگی
فقیر کی تحریر سے سخن سازی معلوم ہوگی یہ پرچہ بہت جلدی اور عارضۂ طبیعت مین حال
ردی کہ اصلا ہوش و حواس نہ تھے حوالۂ حرمان و یاس نے لکھا ہی اسکے بعد عریضۂ مفصل
ادای شکر مین جو ارسال ہوگا اُس سے ظاہر حال ہوگا زیادہ بجز تمنا کیا لکھون عرضہ

فتادۂ دور سرور عفی عنہ

رقعہ ۲۵ مشفق و محسن نیازمندان مظہر عنایت و احسان سید علی حسین صاحب دام الطافہ
بعد از سلام اور اشتیاق ملاقات کہ جسکی انتہا نہین مطلب طراز بعد سوز و گداز ہون بعد
مدت مہربانی نامہ تمھارا آیا اُسنے روز سیاہ دکھایا اُس بلبل کے اجاڑنے سے گلزار جہان
نظر مین خزان ہی مگر بجز صبر کے چارہ کہان ہی اللہ تمکو بھی صبر عنایت کرے اور نعم البدل اُسکا
دے دوسرا خط جو ملفوف تھا ہرچند مین اُن کو جانتا پہچانتا نہین مگر عجب ستودہ خصال
شخص باکمال ہین کہ اجنبی کے حال پر اسقدر عنایت فرمائی ہی کہ بے اختیار یہ بات
جی مین آئی ہی کہ اگر آبرو کے ساتھ طلب کرین کیا مضائقہ ہی فوراً چلا جاؤن اور ان دنون
اپنا حال کیا لکھون کہ دشمن کو خوشی اور دوست کو غم ہو ناحق رنج و الم ہو آپ اُن کو لکھیے
کہ مین ان دنون نیرنگی زمانہ سے تنگ آیا ہون گردش فلک سے سخت گھبرایا ہون مگر
پانچ سو روپیہ کا بالفعل قرضدار ہون اسوجہ سے ناچار ہون اگر مہاراج شیودان سنگھ
بہادر کو اس بیچارہ کی طلب منظور ہی دست بستہ حاضر سرور ہی اور کتنی دور ہی آبرو کا
امیدوار ہون کہ آٹھ برس سے جنکا ملازم ہون وہ بہت ناز اُٹھاتے ہین آبرو بڑھاتے
ہین اسطرح سے بلوائیے کہ سردربار انسے عرض کرون کہ رئیس جوہر شناس ایسے ہوتے
ہین اور قدردان بے دیکھے بھالے اس عزت سے بلاتے ہین یہ عرض کرکے بر سر راہ ہون

حاضر بارگاہ ہون بعد ملازمت جیسا موقع ہوگا عمل مین آئیگا میرا حاضر ہونا ناگوار نہوگا لطف دکھائیگا اور جو کچھ لکھا ہی ع تصنیف را مصنف نیکو کند بیان ؛ وہ سُن لینے کی داستان ہی یقین کامل ہی کہ خداوند نعمت بہت خوش ہون لطف حاصل ہو یہ ہیچ ملازمان حضور مین داخل ہوا اگر تم بھی چلے چلو تو زیادہ کیفیت ہو بیک کرشمہ دو کار ہو سوز مین ساز ہو جو کچھ دن زندگی کے باقی ہین قدر دان کے زیر قدم گذر جایئن حرمت کے ساتھ رہین مر جایئن اور تم جو مناسب سمجھو لکھکر جلد روانہ کرو مین موجود ہون غلہ یہان بہت گران ہی خدا نخواستہ برا سامان ہی فقیر کے خرچ کا حال تم پر روشن ہی جسدن سے ہم تمسے جدا ہوئے کس کس رنج مین مبتلا ہوئے پہلا یہ ستم ہوا کہ مرزا حسین بیگ صاحب مرگئے فرقت کا پہاڑ سر پر دھر گئے اُسدن سے آجتک زیر باری ہی قرضداری ہے وہ تو یہ ہوا کہ پٹیالے کے راجہ آئے تھے کڑے کی جوڑی مرصع عنایت کی اُس کو بیچکر سب کا قرض ادا کیا پھر فلک نے گرفتار بلا کیا مجبور ہون اُن عنایت فرمائیتہ و نشان نہین جانتا و گرنہ اس احسان بے پایان کا شکریہ لکھ بھیجتا جسدن سے یہ خط دیکھا ہی شوق دست و گریبان ہی اُسیطرف کشان ہی دوسرا مقدمہ یہ ہی کہ میان حسین بخش مرزا غلام رسول کے مکان مین اُترے ہین اُن سے ملاقات کرنا اور کہنا تم جسدن سے کلکتہ گئے ایک خط بھی نہ بھیجا اسکا سبب معلوم نہوا اور تمہارے آنے کا حال نہ کھلا کہ کہین دے ٹیکا یا نہین فقط

رقعہ شفیق و مہربان عنایت فرمائے مخلصان مجمع خوبی ہائے بیکران دام لطفہم بعد از سلام نیاز مظہر مدعا ہون بخدا آپ کی وہ عنایت بدرجۂ کمال چلتے چلتے ملاقات کا حال جب خیال کرتا ہون تو کہتا ہون کہ یہ جلسہ صحبت احباب تھا یا خیال و خواب تھا آنکھ جو کھلی تنہا ہم تھے افسوس سے دست و گریبان حیرت سے بہم تھے ایسی ملاقات بھی کم ہوئی ہی بعینہ رخ گل شاداب کی شبنم ہوئی ہی آپ اُدھر تشریف لیگئے انجمن دیکھئے ہر بار بصد شوق سر شوریدہ دھنتا تھا کہتا تھا یا الٰہی یہ کیا تھا جو دیکھتا سُنتا تھا بعد آپ کے کچھ دن کانپور مین اوقات بسر کی پھر بنارس روانہ ہوا

صعوبت سفر کو بہانہ ہوا بنارس پہونچا راجہ صاحب سے ملاقات ہوئی دفعتہً عجب واردات ہوئی کہ خبر ویرانی و بربادی لکھنؤ کو بکو مشہور ہوئی شیشۂ دل سنگ حوادث سے چور ہوا وہان کا قیام نہ کسی طرح منظور ہوا ہر چند مہاراج بہادر نے بڑی عنایت کی کفالت کی راہ سے بہت کچھ رعایت کی مگر دل و دماغ نرہا غم سے فراغ نرہا بہرکیف افتان و خیزان اشک ریزان لکھنؤ مین آیا ایک عالم کو تہلکۂ عظیم مین مبتلا پایا شہر مین سناٹا چھوٹا بڑا آفت مین مبتلا ہر گلی کوچہ مین انگریزی بند وبست اپنے اپنے حال مین ہر ایک مست یکا یک حاکم شہر عازم لندن ہوا اس گرمی مین غریب الوطن ہوا کیا اس دنیاے دنی کا اعتبار بجز فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ دیا تو وہ خسخانے جو کیوڑے کے عطر سے چھڑکے جاتے تھے یا وہ جنگل ہونکے شعلے نظر آتے تھے یا وہ گلدستے پہولونکے جا بجا ادھر یا خار صحرا لہو کے پیاسے جلے ہوئے بے برگ وبار پیر زمانہ تا ہنجار گردون سفلہ شعار کبھی پریون کے جھنڈ دکھاتا ہی گاہ سوکھے ٹنڈ دکھاتا ہی گاہ مدنظر وہ نہرین ہوتی ہین جسمین ہزار ہا طرح کا فوارہ چلتا ہی سمندر کی لہرین ہوتی ہین کبھی کوسون پانی نہین ملتا ہی لطف زندگانی نہین ملتا ہی غضب کی جا ہی مقام حیرت کا ہی جو شہریار پروردہ ناز و نعم ہو وہ اسطرح حامل رنج والم ہو وہ دخانی بجرے کی سواری دیکھے ہوا کی آتشباری دیکھے تڑاقے کی لون چلتی ہو کھوپڑی چٹکتی ہو چھت جلتی ہو جب جھونکا ہوا کا چلتا ہو سرطان فلک جلتا ہو کینکڑا دریا مین ابلتا ہو پانی بجرا ایساے کے دو قدم چلے اور اٹک جائے پتھر کے کوئلون کی چراہند دھوان ہو گھٹی اور بجرے کا عالم یکسان ہو ہر کروٹ مین کھٹمل کاٹ کھاتے ہون اوپر سے مچھر ستاتے ہون گھاٹون پر مردے سستی ہوتے ہون فقط

رقعہ ۱۵ قبلہ بندہ تسلیم بجالاتا ہون جو کام نیا کرتا ہون اس کی داد دیتا ہون آپکی پوسٹ ماسٹر تک رسائی ہی مین نے ہرکارون سے رسم بڑھائی ہی گو ہم پلہ نہین کم ہون مگر قدم بقدم ہون آپ سا قدر دان مجھسا ہیچ و جا نفشان اگر فلک تفرقہ پرداز اپنی عادت بدلے دو ایک جا ہو جائین عجیب لطف ہو بڑے بڑے تماشے

نظر آئین گردن کے درد کا آپ حال پوچھتے ہین اسکا سر کھلتا نہین کیا ہی عجب گلوگیر
ہمار منہ ہوگیا ہی آپکے فرمانے سے تکیہ فقیر نے دھوپ مین رکھا تکیہ تو اہوا غلاف
جلا فائدہ متصور نہوا غلاف جلا عجب طرح کا اختلاف زمانے مین ہی بیشتر جھکانے مین
جو حاصل تھا بیشتر اُس سے اُٹھانے مین ہی گردن ہی اور ہردم نیا تیل ہی فائدہ بخیر مگر کھیل
ہی گردن ناپی تو نہین مگر ہر روز ملی جاتی ہی اتنی چھیڑ چلی جاتی ہی آپ نے گرمی کا حال
لکھا تھا وہان سے دل سرد ہوا یہان کی حرارت سے وہ برد ہوا اگر فی الجملہ یہان کا
مذکور ہو زبان مین چھالے پڑین بات کرنے کے لالے پڑین سوا نیزے پر آفتاب ہی
جو جانور اُڑا کباب ہی دن کو بھری سے آفتاب جلاتا ہی رات کو تارے انگارے ہین چاند پر
سورج کا شبہہ ہو جاتا ہی جو بشر ہی پانی کا جانور ہی دیوانون کے ہوش جلتے ہین شمع کیصورت
خاموش جلتے ہین ہوا اسطرح سے شرربار ہی جو گھر ہی کرۂ نار ہی طوطی حق اللہ بھولی
زبان پر پانی پانی ہی ایسی حرارت کی طغیانی ہی طرہ یہ ہی کہ ماہ صیام ہی دن کو کھانا
پانی حرام ہی اللہ کی عنایت سے کیا بعید ہی جو اندنون جلتے رہے تو ماہ آیندہ
عید ہی میر کرم علی صاحب کو سلام اور یہ پیام پہونچے مرزا صاحب کی محبت خط لکھواتی
ہی ورنہ آج کل دوات بھنتی ہی قلم کی زبان جلی جاتی ہی والسلام خط تمام ہوا

۱۲- رمضان ۱۲۷۱ ہجری مطابق ۲۹ مئی سنہ حال

رقعہ [۱۶] قبلۂ بندہ بندگی تین مہینے کے بعد عنایت نامہ آیا اور قسمت کا لکھا یہ نظر آیا
کہ تو اگر لکھتا تو جواب آتا انصاف فرمائیے دو خط لکھاتے مین گئے تیسرے کا جواب
آیا حساب بھر پایا اینہم غنیمت ست مگر آپ دو مہینے کے بعد بھی یاد فرمائین تو ہم شکایت
کی حکایت کیون زبان پر لائین خدا اسکا عالم ہی ہمکو آپ سے دعوی نیازمندی ہی
سخن سازی نہین فقرہ بازی نہین خط نہین آتا ہی تو دم گھبراتا ہی چندے سے فلک
جفا پسند درپے آزار ہی مقدمہ وہ ہی تحریر جس کی سراسر بیکار ہی مصرع گل بتاراج رفت و
خار بماند ؎ اظہار اس کا موقوف بملاقات ہی مطلب کی یہ بات ہی کہ نصیب اعدا
مزاج کی بدمزگی کا حال پھنسیون کی ایذا کا ملال تیرہ [۱۳] منضج کا ہونا مسہل کی خبر سنکر

طبیعت پریشان ہوئی مسہل سے زیادہ مصیبت دنیا مین اور نہین اسکا جگو نابنا ابینا
کیا ستم و جور نہین جوانی کا قصہ بڑھاپے مین فیصلہ ہوتا ہی سچ تو یہ ہی کہ اندنون اور کیا
ہوتا ہی شافی مطلق جلد آپ کو صحت کامل عطا کرے یہ دور افتادہ دعا کے سوا اور کیا کرے
خط کے مقدمہ مین محبت کی راہ سے جو آپنے ڈرایا نیازمند فرمان بجا لایا آئندہ ایسا
کام نہوگا مورد الزام نہوگا تھوڑا سا حال علاء الدین خان صاحب کا سنئیے مینڈھو خان
کی سرا سے قریب تشریف فرما ہین یکتہ و تنہا ہین مصاحب الدولہ مشہور ہین ایک
جہان آگاہ ہی کہ نائب سے اُن کو بہت رسم و راہ ہی وہ ملے گئے تھے بیان کیا کہ باپ
دادا ان کے جاگیردار ہین ملازمت کے امیدوار ہین نواب صاحب نے بارہ پارچہ
کا خلعت عنایت کر کے رخصت کیا اُس دن سے آنا نہ جاتا ہی بات کا بتنگڑ بناتا ہی
نواب ضیاء الدین احمد خان صاحب نے سرفراز نامہ مین لکھا تھا کہ جس اُن کا بادشاہ تک
گذر ہوا رزیڈنٹ سے رسم و راہ ہی حاضر باشی شام و پگاہ ہی عنایت کی نگاہ ہی یہ نری
شوکت دکھاتا ہی ورنہ فسانا ہی یقین ہی کہ بادشاہ کی صورت بھی نہ دیکھی ہوگی وہ ہندو
مسلمان کے قصہ مین باہر آتے نہین صورت دکھاتے نہین مولوی امیر علی ساکن قصبہ
امیٹھی عازم جہاد ہوا چاہتے ہین بہت سے گھر برباد ہوا چاہتے ہین بادشاہ منع کرتے
ہین اُن کو اصرار ہی فوج شاہی کمر بستہ تیار ہی کہ بہر کیف اُنکو پھیر لاؤ مصلحت نہین کہ فساد
بڑھاؤ میر کرم علی صاحب سے بعد سلام یہ پیام کہیے وہ کرنیل فرنگی مع عیال و اطفال لکھنؤ مین
آیا تھا بندہ زادہ کو ہمراہ لایا تھا بعد چندے وہ مر گیا لکھنؤ مین گذر گیا مفسد و نکو ذریعہ
ہاتھ آیا رزیڈنٹ کو اُبھارا کہ بہت سا نقد و جنس نوٹ گھر مین چھپا رکھے ہین خانہ تلاشی ہو
تو ہاتھ آئین برباد نہ جائین اس سبب سے اُسکی خانہ تلاشی ہوئی الحمد للہ کہ کچھ نہ نکلا دشمنون
اور گویندون کی ثابت بد معاشی ہوئی وہ رسم دیرینہ موقوف ہی حیرت کا مقام نہین
رزیڈنٹ کو اختیار ہی بادشاہ کو طاقت انتقام نہین جواب کو تامل اسوجہ سے ہوا کہ یہان
وبا کا زور و شور ہی ہر شخص زندہ در گور ہی بستیان ویران محلے سنسان ہین مبتلاے
بلاے ماتم پیر و جوان ہین عیادت اور سوم سے فرصت نپائی خط لکھنے کی نوبت نہ آئی

چند سے رام رام ست اور کلمۂ محمدؐ کی صدا نہین معلوم ہوا کہ کوئی ہوا نہین ہر گلی مین حشر
سامان تھا جو مرگیا نوجوان تھا۔ والسلام

رقعہ ۱۷ مخدوم خادم نواز صدر نشین جلسہ تمکین و امتیاز دام عنایتکم تمنائے ملازمت
مین بہت ہاتھ پانؤن مارے یہ وادی طے نہوئی ہمت ہارے الحمدللہ عنایت نامۂ نامی
صحیفۂ گرامی آٹھوین مئی جسکو سہوسے اپریل لکھا تھا بارھوین اُسی مہینے کی یوم شنبہ تھا
جو مشتاق تک آیا بخدا اپنے عارضہ کا حال مریضہ کی بے کیفیتی کا ملال بھولا مگر اُسکو کھولا مردمک
دیدۂ انتظار کا سپند کیا خود فراموشون کو یاد کرنا غم نصیبون کو شاد کرنا آپ ہی کا کام ہی
کیون نہو شیر بیشۂ محبت آپ کا نام ہی خدا گواہ ہی بندہ خیریت خواہ شام و پگاہ ہی گو یہ
لیاقت نہین خادمون مین شریک ہونے کی طاقت نہین لیکن کثرت عنایت جو میرے
حال پر ہی گمان مرتبۂ کمال پر ہی امیدوار ہون کہ ہر دم پیش چشم حاضر ناظر جانکر نظر عنایت
بدستور رہے دلشکنی نہ منظور رہے اُس خط رفتہ کو خط غبار سمجھنا کدورت خاطر کا باعث
ہی دل نیاز منزل صدمۂ دوری سے صد پارہ تھا اُسکا نقشہ آثار اتھا حرارت
فصل سے وہ کافور ہوا میرا کیا قصور ہوا مین تو وہی خادم بیریا جو تھا وہ ہون اور جبتک
زندہ رہون گا یہی کہونگا خدا جانتا ہی آغا صاحب کے انتقال سے خود رفتگی کا حال تھا
وحشت کا احتمال تھا مگر آپ کا ذکر خیر ہر دم رہتا تھا ہر شخص سے کہتا تھا بد یا نیک جانیے حاضر و
غائب ایک جانیے بقول مشہور عارضہ نے گھر کیا ہی مدت سے بیل بٹا ہاتھ سے نہین چھٹا ہی
کچھ دنون سے گردن کی رگ تنی ہی درد کی شدت سے جان پر بنی ہی تین دن مین یہ خط
لکھا ہی طبیعت کیا کیا رکتی ہی کمر جھک گئی مگر گردن نہین جھکتی ہی یہ پرچہ لکھ رہا تھا
کہ سرفراز نامہ دسوین کا لکھا قند مکرر ہوا میر کرم علی صاحب کا آنا آپ کا خط سنانا معلوم ہوا
قبلۂ من جب طبیعت کو کلفت ہوتی ہی دوستون مین جانا برا معلوم ہوتا ہی نہ کہ دربار
جو نرا بیکار بلکہ بیگار رہی عادت قدیم ہی خدا علیم ہی کہ بے بلائے کہین نہ گئے ع وان
بھی نہ جاؤن بے طلب تا نہ کرے خدا طلب ؛ انشاءاللہ تعالی اگر ماہ صیام بخیریت
تمام ہوا عید کو جاؤن گا جو حال کم و بیش گذریگا حضور کی نظر سے پیہم گذرے گا میر صاحب کو

بعد سلام یہ پیام دیجیے کہ واقعی اُس برگشتہ بخت کا حال قابل افسوس ہے کہ مطلوب سے جدا سیکڑون کوس ہے وہ جو صاحب معاملہ ہین آج کل اپنے حال مین مست ہین سب کچھ بھولے ہین ایسے ایسے گل پھولے ہین خانہ کوچ بے سامان یہان آئے ہین اسباب ہمراہ نہین کسی سے رسم وراہ نہین اُسکی تہیدستی کا انھین بھی ملال ہے علاج کا خیال ہے واللہ ہر بار دلی دیکھنے کا خیال ہے اگر فلک کو منظور ہے تو مثل مشہور ہے دلی کتنی دور ہے والسّلام فقط

رقعہ ۱۸ قبلہ بندہ معزز وممتاز مسافر نواز پروردگار آپکو صحیح وسالم رکھے رنج جانی کیفیت دشت پیمائی فسانۂ دراز قصۂ پر سوز و گداز ہے عرضۂ سابق سے حال ہویدا ہوا ہوگا مطلب پیدا ہوا ہوگا رفع شک کو مکرر تحریر مین آیا خدا جانے کیا دل فلک پیر مین آیا آپ سے جدا کیا ملال مین مبتلا کیا ایک ہفتہ میرٹھ مین قیام صبح کو شام کرکے کانپور مجبور روانہ ہوا طپش دل کو بہانہ ہوا ارادہ کی تنہائی غیر جنس کی صحبت ہر دم عالم حیرت کہ کل کیا تھا آج کیا ہے یا شاہجہان آباد کی سیر یا وہ خانقاہ اور دیر یا جنگل کا سناٹا ہے اس اُدھیڑبن مین گھر پہونچنے کی دھن مین کانپور نظر آیا اختلاف آب وہوا کا پانی جا بجا کا ناک مین دم لایا چندے وہان رہا جی نہ لگا آخر شہر جمادی الاول مین وہان سے چل نکلا تین دن مین لکھنؤ پہونچا ابھی گھر سے تا در قدم نہ آیا تھا کسی سے ملنے نہ پایا تھا دفعۃً اس شدت سے تپ آگئی کہ حکیم صاحب کی نبض ساقط ہوئی طبیعت گھبرا گئی سر دست مسہل کی صلاح ٹھہری پانچوان منضج تھا کہ جناب قبلہ وکعبہ مرزا خانی نوازش بندے کے اُستاد اس خراب آباد سے تشریف لیگئے عجب صدمۂ جانکاہ دیکھئے زمانہ نظر مین سیاہ ہوا الم جانکاہ ہوا ایسے شفیق کا مرنا اس ماتم مین بجز صبر کرنا کمر بار غم سے خم ہوگئی طبیعت درہم وبرہم ہوگئی دفن کرکے جو پھرا ایسے مکروہات مین گھرا کہ آجتک پھر وہان جانا نہین ہوا بشر نرا مجبور سخت ناچار ہے حقیقت مین اسی کا نام جبر اختیار ہے ابھی اس ملال سے رہائی طبیعت درست ہونے پائی تھی کہ فلک جفا پسند نے دوسرا فرزند پہونچایا وہ جو شریک رنج وراحت تھا اُسکو سرسام ہوا اسکو یقین تھا کہ کام تمام ہوا

یہ طول ہوا کہ چودہ منضج بے درپے بے اس خیال سے مسہل نہ پیا کہ اس حال مین اگر یہ مرجائیگا
طبیعت کا رنگ بگڑ جائیگا کچھ بن نہ آئیگا القصہ جب اُسکے چلنے کا سہارا ہوا تب مسہل ہمارا
ہوا پانچ مسہل ہوئے طاقت گھٹی ضعف بڑھا کڑوا کریلا نیم چڑھا گام فرسائی کی اجازت
اُسکی بدولت نہ پائی رجب کے مہینے تک چلنے پھرنے کی نوبت نہ آئی پانچوین جمادی الثانی
کی تھی ایک دوست کو بلوا کے اپنا حال لکھوا کے خدمت عالی مین بھیجا شام و پگاہ چشم براہ
رہا جواب کو جواب ہوا طبیعت کو اوبیچ و تاب ہوا مجبور یہ عریضہ بھیجتا ہون جو وہی آتش در کاسہ
ہو تحریر سے فقیر دست بردار ہوگا قاصد پردار و مدار ہوگا مصرع چہ شد آن وفا و عہدی
کہ بمن نمودہ بودی ؛ یا حسن بیان فقط امتحان تھا اگر فلک ستم شعار گردش لیل و نہار مہلت
دے تو اپنی خیر و عافیت لکھیے وگرنہ ہمارا فاسد خیال ہے اور چشم پوشی کا احتمال ہے والسلام

رقعہ ۱۹ ملال رسیدون کے غمخوار یکتائے زمانہ بے مثل روزگار سلامت رہو - کیون
حضرت ہم کیا پوچھتے ہین آپ کیا فرماتے ہین مزاج کا حال چھپاتے ہین منضج کا حال مسہل کا مآل
پھنسی پھوڑون کا بہت تھوڑون کا احوال تو نہ لکھا ہندو مسلمان کا بکھیڑا جھیڑا بندے کو
دونون سے سروکار نہین مہتمم اخبار نہین فقط ارشاد بجالاتا ہون متوجہ ہوجیے مشہور
داستان سناتا ہون ذیقعدہ کے مہینے مین مولوی غلام حسین صاحب نام اہل اسلام
فیض آباد مین گئے یہ دعوی کیا کہ ہندوؤن نے اینٹ کی خاطر مسجد ڈھائی ہے کلمہ کی
دہائی ہے یہ خبر سنکر مسلمانون کا مجمع ہوا ناظم سلطان پور کا نائب اعلی علی ہے اُسے
کہتے ہین سخت شقی ہے مسلمانون کو روکا کہا دو روز چپ رہو دنگا نکرو ہم فیصلہ کرینگے
رشوت پہلے سے کھا چکا تھا زر نقد کیسہ مین آچکا تھا مسلمانون کو حیلے سے ٹالا جب
لوگ پراگندہ ہوئے جاہل ہندو دوڑ پڑے مسلمانون کو مسجد مین گھیر لیا وہ جو شہر کے
مہتمم تھے انھون نے اسلام سے منھ پھیر لیا گو قلیل تھے مگر کثرت سے ہندوون کو مار
مر گئے ساکھے کر گئے ستر مسلمان تیس چالیس قرآن شہید ہوئے سی پارون کو ہزار پارہ کیا
کام ناکارہ کیا کچھ جلائے کچھ نوچ ڈالے چھریون کے ڈانٹ بنائے حاکم ملعون شر کو خیر سمجھا بیگناہ
مسلمانون کا قتل ہونا سیر سمجھا سرکار مین جو خبر ہوئی کچھ تدبیر تقریر نہ نظر ہوئی اب مولوی

امیر علی ساکن امیٹھی نے بعزم جہاد قصد فیض آباد کیا اودھ اجودھیا اسی کا نام ہندوؤن کے
تیرتھ کا مقام ہی وہان کا خلط سنئے تعمیر عالمگیری بڑی مسجد ہی اسکی یہ وقعت کھوئی ہی کہ اسکے
صحن مین سیتا کی رسوئی ہی کہین سنکھ پھکتا ہی بم بم کی صدا ہی کہین تکبیر کی آواز ہی تسبیح کا
کھٹکا ہی گنگا مدار کا ساتھ نیا انداز ہی وہان سے قریب ہنومان گڑھی ہی اسکے کھودنے کی
خاطر مسلمانون کی بھیڑ پڑی ہی ابھی تک دریاباد مین کہ دو منزل لکھنؤ سے یہ مقام ہی
مولوی امیر علی صاحب کا قیام ہی دو ہزار مسلمان کل انکے ہمراہ ہین اور انکو گھیرے ہوئے
کئی پلٹنین ستاؤن ضرب توپ گرد مہتاب سلگتا ہی اور بہت سے ملازم بادشاہی سرکار
سے ممانعت ہی آگے بڑھنے نپائین ہاتھی گھوڑون پر چڑھنے نپائین آور مولوی صاحب کا
یہ قول ہی خدا کی راہ مین سر نذر کیا مرنا اختیار کیا ترک یار و دیار کیا حالا ہیچ ہمدانم پر خری
کہ باشد من بالا نم اس غضب کو غور کیجے سرکار سے مسلمانون کی تدبیر ہوتی ہی ہندوؤن کی
سزا مین تاخیر ہوتی ہی اسکے سوا خیر آباد کے ضلع مین کیسری قصبہ ہی عشرہ کو وہان زن و مرد
لڑکے سے بوڑھے تک فرد فرد ذبح کرکے گھرون مین آگ لگائی امام باڑے کھودے
مسجد ڈھائی کربلا کی تصویر دکھائی کچھ بھاگ کر جو بچے در دولت پر دوہائی دیتے ہین تلکے
چلتے ہین کارپرداز سرکار کب سنتے ہین مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیاے فانی
سے جب منھ موڑا آل باکمال اور کلام ذوالجلال کو دنیا مین چھوڑا ایک کا حاکم کوفہ و شام نے
قتل عام کیا بند آب و طعام کیا بارہ سے بارہ کے بعد ملک اودھ کے ہندوؤن نے
قرآن کی یہ نوبت پہونچائی مسلمان جو حاکم تھے انکو غیرت نہ آئی رشوت لی دشمنان ایمان سے سانہہ
جعلی روزہ ہی دغا بازی کی ثنا نہی خدانخواستہ اگر یہ ایجاد ہوگا ناحق شہر برباد ہوگا لکھنؤ کا تبرا
دور دور مشہور ہی آج کل مجلسون مین یا عیدین کو مسجدون مین جہان شیعہ سنی کی جماعت
ہوتی ہی حاکم شام کے بدلے ناظم سلطان پور اور حاکم فیض آباد پر لعنت ہوتی ہی فقط

رقعہ ۲۰ جناب والا بندگی عرض کرتا ہون عنایت نامہ آیا مزاج مبارک کی صحت سے
شکر شافی مطلق کا سجدہ بجا لایا لیکن میر کرم علی صاحب کی کیفیت سنکے تسکین کی تدبیر نہین
بڑے دغدغے کی بات ہی کہ مرض علاج پذیر نہین میرا قول ہی کہ دس بارہ برس کا

دشمن نایاب ہی اور یہ شخص پچاس برس کا دوست لاجواب ہی دو تین آدمی گنتی کے ہزاروں مین باقی ہین
اور سب زیر خاک جا چکے بکھیڑون سے فرصت پا چکے ان مین دیکھین پہلے کسکی باری ہی بوجہ سر پیری دم
تیاری ہی غالب ہی کہ آپ اکثر تشریف لیجاتے ہونگے دیکھ آتے ہونگے اسکے جواب مین مرض کی
کیفیت علاج کی صورت حکیم صاحب کا نام ضرور تحریر ہو اور میرا سلام کہکے فرمائیے کہ
آپ کچھ نگھبرائیے پرہیز شرط ہی دوا کیجیے شافی مطلق سے صحت کی دعا کیجیے بیماری تندرستی کا
کفارہ ہی دعا کے سوا اور کیا چارہ ہی خدا شاہد ہی بے پیری رو کتی ہی نہین اڑکے
جاتے آپکو دیکھ آتے دل کو سرور ہوتا قلق دور ہوتا مولوی امیر علی صاحب کا حال
اور آل سُنیے اس سے زیادہ ماجرا ہے جانکاہ بعد شہادت سید الشہدا دنیا مین
اور نہین سُنا ستاؤن ضرب توپ گرد مہتاب روشن بیچ مین ایکسو چھبیس خستہ تن
کوئی یار نہ مددگار ایک طرف فوج سلطانی ہزار در ہزار پہلے جھپٹے مین بہت مر گئے
باقی توپون پر سینہ سپر کر گئے اللہ ری جرأت و جوانمردی تلوار کی باڑھ سے توپون کی
باڑھ بند کر دی فلک کی روبہ بازی دیکھیے شیر بہادر ایک گنوار مشہور ہی وہ بزدلا دو ہزار
گنوار لیکے کمر پر آیا ادھر سے اُسنے گیدڑ بھبکی دکھلاکے چھرا لگایا مسلمان سب پریشان ہوگئے
خاتمہ بالخیر ہوا بیجان ہوگئے چار سو سے زیادہ دشمنون کو مارا پھر یہ قافلہ جنت کو سدھارا
ہر چند بہت چھپایا تھا مگر سرکٹ کے بھی آیا تھا دو دن کسیکو کھانا نہین ملا پانی کی بوند نپائی
بھوکے پیاسون نے جان لڑائی دو تین مولوی مرسلہ جو وہان پہونچے لڑائی حقیقت مین
اُنھون نے فتح کی جس جمعیت پر مولوی صاحب کو بھروسا تھا وعظ سنکے پریشان
کر دی اور دو ایک بہادر وہ تھے جنکا نام زمانے مین مشہور ہی لکھنا کیا ضرور ہی اُنھون نے
بزور زر معاملہ تربتر کر دیا ڈھیلا پھینک کر ثواب مین داخل ہوے لیکن بدنام ہونیکے سوا
مطلب کسی کے نہ حاصل ہوئے دوسرے دن مولوی صاحب کی نعش بے سر و سامان اسی
میدان مین گرمی دن کی دھوپ انکی اُس کفن پر پڑی اسی طرح کہ ایک قریہ قریب تھا دیہاتیون
نے رحم کھایا اور تو کوئی گاڑنے بھی نہ آیا سمع خراشی سمجھکے لکھنا موقوف کیا ورنہ ایک جزو کا
کُل یہ قصہ تھا جس جس نے یہ خون خرابی مچائی جو جو ساتھ چھوڑ کے چلے آئے سب نے

اپنے کردار کی سزا پائی ہے مگر اونچون کی باری ابھی نہین آئی ہے

رقعہ ۲۱ فرد یاد مہ نیکی وز یاد مہ نیر وی ، عمرت دراز با دفرا موشکار من ،

سبحان اللہ بحمدہ ہمین بیکاری سے سابقہ ہوا روزگار جائے کسیکو خیال نہ آئے اور وہ نوکری جسمین مجرانہ سلام ہو نہ دربار کی مقید نہ حاضر باشی کا مقام ہو جہان جی چاہا جدھر منھ اٹھایا چلے گئے جی لگا رہے گھبرائے سیدھے چلے آئے کھلے بندون اسیکو کہتے ہین وارستہ اسی کی تلاش مین رہتے ہین اس حادثہ پر آپ غمخواری نکرین زمانہ سازی سمجھکے زبان سے بھی خاطر داری نکرین آوے سلیے بندہ پرور ہم تو فقط یار شاطر ہین نہ بار خاطر اتنا تو پوچھا ہوتا کسطرح اوقات کٹتی ہے کس شغل مین دن بسر ہوتا ہے کونسے اندیشے مین پہاڑ سی رات کٹتی ہے خیر اگر مرہم کی تدبیر نہوتی تو نمک چھڑکنے کی تقریر نہوتی یا دس پانچ دن کو یہان چلے آو دل بہلاو تو گرہ سے کچھ نجاتا بات رہجاتی نہ دن رہتے نہ رات رہ جاتی اگر اسکے جواب مین فرماتے دربار سے فرصت نہین دنیا کے اشکار سے مہلت نہین تو مین کہونگا یہ نئی بات نہین حضوری دنرات نہین دنیا کے بکھیڑے مین ایک عالم مبتلا ہے مگر کونسا کام اٹھہ رہتا ہے نہ یہ کہونگا غفلت شعاری ہے الا سہل انکاری ہے زیست کا مدار اسی اعتبار سے ہے ؎ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند ، بقول جناب میر سوز صاحب

بیت پھر بہار آتی ہے تجھ مین اے گلستان غم نکھا ، وہ چلی آتی ہے فوج عندلیبان غم نکھا ، گو کہ شب آخر ہوئی اے شمع توزاری نکر ، پھر وہی محفل وہی تیرا شبستان غم نکھا ،

مصحفی زندگی ہے تو خزان کے بھی گذر جائینگے دن ، فصل گل جیتون کو پھر لگے برس آئیگی ،

میر کرم علی صاحب سے کہیے آپنے ہمکو یاد نکیا غضب کیا پروردگار دونون صاحبون کو بصحت و سلامت رکھے بشر پتھر سے سخت تر ہے اسکا حوصلہ بہت بڑا ہے مشہور ہے کہ جگر ہے جیسی افتاد پڑتی ہے جھیل جاتا ہے رفتہ رفتہ مذکور رہجاتا ہے جھوٹ موٹ اگر یاد فرماتے ہم دوڑے چلے آتے دل بہل جاتا یہ صدمہ بھول جاتا اسکا جواب دیجیے زمانے کی یہ رسم و راہ ہے کہ نہین کوئی آگاہ ہے کہ جسکو غم رسیدہ یا رنجیدہ خاطر پاتے ہین اسکی تسکین کرتے ہین تشفی کی باتین سمجھاتے ہین نہ کہ یہ آفت کا سامنا اور ایسا ملال ہو ،

جسکے ذکر سے دشمن کا غیر حال ہوا افسوس لکھنؤ سا شہر اس بے کیفیتی سے لٹجائے
والی ملک جسنے خشکے کا پیڑ ندیکھا ہو اس فصل مین غریب دیار ہو اپنے بیگانے سے چھٹجائے
دھوپ کا اثر اقاؤنکا چلنا زمین و آسمان کا جلنا ہوا آتشبار ہو دخانی بجرہ نمونہ کرہ نار ہو
آدمیون کی کثرت سے جگہ کی قلت دریا مین پانی نہو کشتی مین روانی نہو جابجا جھٹکے کھائے
آگ لگے جو چلے خفقانی سر پٹک پٹک کر ہاتھ ملے دم ہردم خفا ہو تو اپنی بوٹیان
نوچے دس بارہ دن کا ناخدا سے وعدہ ہو وہ بھی نہ وفا ہو جب اُس سے کہیے بجرہ
کیون نہین چلتا وہ کہے ول ہم مجبور ہین یہ کل ماجرا ہے ہمارا نہین قصور ہے وہ دھوکے کی
ٹٹیان جو کیوڑے سے چھڑکی جاتی تھین وہ نہرین جسمین سمندر کی لہرین آتی تھین وہ
گلدستے جسمین رستے بستے تھے پھولون کی مسہریان سجی سجائین جہان پر فرشتے کا قدم
ڈگمگا جائے اونگنے تو لگے مگر خوف سے نیند نہ آئے پریان آنکھین بچھائین جب
بار پائین سرو قامت گلعذار خوشگلو ماہر و دست بستہ روبرو نغمہ سرا ہون جہان کے
سامان مع ساز بندہ نواز ہردم پیش نظر مہیا ہون یا دفعۃً سوکھا دریا ریت کے ٹیلے
جابجا اور وہ پلنگ جسپر پاؤن پھیلانے سے دلتنگ ہوا دھر بچھر ادھر بسپوٹی کی شکل
بجرے کا رنگ ہو تپھر کے کوئلے ناخداشناس جلائین جبرا ہندی بو سے بد دماغ سر پھرائین
کہین بجرے کے پینڈے مین مُردہ اُنکا کوئی بہتا ہو گدھ اُسپر بیٹھا ہوا اور رکھتا ہو
اُس دیکھنے والے کو جسنے مرا ہوا چوہا بھی ندیکھا ہو کہو کیا خیال آئیگا کیا سمجھکے دل بہلائیگا
جب انتہا سے عاری ہو جان سے بیزاری ہو فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ
پکار پکار کہے خدا کو یاد کرکے چپ رہے

رقعہ ۲۲ مرزا صاحب شفیق و مہربان مجمع مروت مصدر محبت عمیم الخلق مخزن
لطف بیکران سلمہ اللہ تعالیٰ بعد سلام نیاز گذارش مطلب طویل بیان قصہ سوز و گداز
ہے شکایت فلک جفا کردار کی حکایت لیے حال زمانہ کی سراسر زہر اندمرگ انبوہ جشنے دارد
یہ معاملہ یہان عالمگیر ہے گرفتار مصیبت برنا و پیر ہے کہ نشاید و نباید سینہ جو فرقت سے زخمدار تھا
اُسکے واسطے مرہم زنگار تھا دل کی طاقت جگر کی قوت خاطر شکستہ کی مومیائی دافع

الم جدائی حاصل دعای سحر سرمایۂ تمنای نالۂ اثر خود فراموش غیر کی زبان سے بولنے والا
عقدۂ سربستہ کا کھولنے والا یعنے نامہ نامی صحیفۂ گرامی گلریز دامن آرزو ہوا الا علی کا قصہ کھلا
بر سر گفتگو ہوا حال بے کم و کاست معلوم ہوا خیریت سے خوش حقیقت سے مغموم ہوا دنیا
جسکا نام ہی وہ رنج و الم کا مقام ہی اسمین راحت و آرام کا ڈھونڈھنا خیال خام ہی دار المحن
اسکا اصل نام ہی کام اسکا ناکامی ہی وہی بہت بدنام ہوتا ہی جو شخص نامی ہی اگر ہزار جزو لکھون
بہت کم ہی ہر پیرایہ مین رنج ہی بہر صورت غم ہی الم ہی غرضکہ جو ابھی آپنے نہین دی مصلحت
یہی تھی موقع اور وقت پر اختیار ہی اُسی پر اپنا دار و مدار ہی وہ جو وہان آنے مین دغدغہ
مرگ اور بیم قضا ہی بھائی صاحب یہان کونسا قلعہ اُسکی پناہ کا تجویز کیا ہی یہ تو حاصل
زندگانی ہی کہین ہو ایکدن آنی ہی اگر اسکے لیے کوئی جگہ مقرر ہوتی تو بڑے آدمیون کے
ہاتھ سے کوئی وہان کھڑا ہونے پاتا دور ہی سے حسرت مین مر جاتا لڑکے سے بوڑھے
امیر سے فقیر تک سب جانتے ہین کہ اس سے مفر نہین دھوکے مین دنیا ہی اُسکا وقت اور
جگہ مقرر نہین اسکے بچاؤ کی کیا کیا باتین کرتے ہین کیسی کیسی گھاتین کرتے ہین سیکڑون
تدبیرین نکالتے ہین ہزارون بہانے سے ٹلتے ہین جب وقت برابر ہوا دم سے
مر گئے کسی نے بچایا کون تھے کدھر گئے کچھ دن مقبرہ رہا گنبد سے نام و نشان فاتحہ درود
کا سامان رہا عزیزون نے بہت اینٹ کا پختہ سیپ کا چونہ دیکھ بھال کے بڑے
چھان وبنان سے لگایا تھا گچ کو بڑے کھڑ پیچ سے کیا گیا بگاڑ کے بنایا تھا دفعۃً
فلک گردان نے چکر کھایا رگڑی ہوئی اینٹ کو ٹھوک بجا کے ڈھایا بہت پوچھا نہ پتا ملا
نہ سراغ ہاتھ آیا جتنا چھپا تا کر کرایا پایا چلا آیا کیے کہ یا رو اس مین بادشاہ گڑا تھا یا فقیر
تنگ گدا دبا تھا یا زبردست جوان تھا یا بوڑھا ناتوان تھا اس سرگرانی مین برسون خاک
چھانی نام نہ معلوم ہوا نہ نشان ملا یہ وہی جا ہی خاک مین جہان جہان ملا اور جو کبھی کوے
چیل کے بچے گیدڑ بھیڑیے کی چبائی کسی بیل سے بچی سڑی گلی ہڈی ہاتھ آئی نہ تو ہم
تمیز کر سکے نہ اُسنے اپنی کہانی سنائی اسکو سمجھ لو کہ حکیم نے جبر پر اپنا اختیار رکھا ہی یہ
ہوشیاری دیکھو کہ غفلت پر اپنا مدار کار رکھا ہی اگر کسی نے اس بھید کو کھولا ایلچی کی

کچھ منھ سے بولا تو دنیا بے مدار ملی نہ دین ملا گھاٹے مین جان سے گیا نہ ادھر کا ہوا نہ اُدھر کا
رہا دو جہان سے گیا یہان تک سمع خراشی کی اُتری ہوئی تصویر کی نقاشی کی اس سلسلہ
سے ہاتھ اُٹھایا مطلب پر آیا مرزا فدا علی خان صاحب سے آپ کی لاعلمی بیان کی موقوف
شکایت کی داستان کی لیکن بہت رنج مین ہین نہایت تنگ ہین مگر آج تک وہی رنگ
ڈھنگ ہین دریبولا شہر مین انگریزی کوٹھی لین دین کی ہوئی ہے نام اُس کا بنک ہے وثیقے
والون کو قرض لینے کی اُمنگ ہے مثل مشہور ہے کہ پینا سہل ہے موتچون مین کسالا ہے تاریخ
ادائے وعدہ ملے تو دیوالا ہے حضرت نے بھی تین ہزار روپے وہان سے لیے ہین
بارہ دری مجلس الکھی بادشاہ مرزا اور داروغہ صاحب کی ضمانت ہوئی جائداد انکی بھی تحریر
ہوئی برس دن کا وعدہ ہوا گھر کھونے کی تدبیر ہوئی گھوڑا آپ کا بکا حساب کے سوا کچھ ہاتھ
نہ آیا دس بارہ شاید آپ کے قرض مین دیے فقط روز کی دستک گئی آپکے اگاڑی اگر بکتا
تو خریدار کا مفت لیا جاتا تنگ کرتے تو کچھ ہاتھ آتا یہان کوئی بیچنے کا خوگر نہ تھا عقلمندونکو
نکتہ کافی ہے منظور تقدیر نہ تھا یارون نے نہاری کھائی نقدی بنائی جو ہمکو جانے کی سمت
بتائی ہے بات اچھی ذہن مین آئی ہے لیکن سفر دور دراز بے زاد راہ جانا محال ہے سفر اور سقر کی
صورت ایک ہے پر اب یہ مثال ہے دن رات اُدھیڑ بن رہتی ہے نکل جانیکی دُھن رہتی ہے شہر مین روز
تازہ فساد ہوتا ہے دھڑا دھڑ لٹتا ہے برباد ہوتا ہے کہین چوری کہین سرزوری حرام خوری ہے
جسدن سے خاص محل مین چوری ہوئی تہلکہ بپا ہے دار و گیر کی صدا بلند ہے معاملہ کھلتا
نہین چند در چند ہی جب بُرے دن آتے ہین ایسے ہی سانحے پیش پا ہو جاتے ہین اور
کچہری مین یہ صورت ہے نواب زادے مستغیث آتے ہین چور بیٹے ساتھ لاتے ہین
صندل گھسنے کی فریاد ہوتی ہے اسپر طلب داد ہوتی ہے یہان کی خلقت پر عتاب خدا ہے
معلوم نہین غیرت کدھر گئی حد سے نوبت زیادہ گذر گئی وہی مثل ہے شاید غیرت چہ کہی ست کہ
پیش مردان بیاید نہ جی کو یارا ہے نہ قلم کو لکھنا گوارا ہے حال روز بروز بدتر ہے چپ رہنا بہتر ہے۔

رقعہ ۲۲ تہنیت اس سال نیا ساز و سامان ہے ہولی شب برات بہار سے دست و
گریبان ہے جوش و خروش کے دن آگئے نالے نوشتر کے دن آئے باغبان نل قفیہ چمن نکالیگا

[stamp] ...یم سحر غنچون کی گانٹھ ٹٹولنے لگی عبیر اور گلال گرہ سے کھولنے لگی
تختۂ ... دھنک دکھاتا ہی نہرون مین فوارے پچکاری ہین پانی عجب رنگ دکھاتا ہی
چشم بینا ہو تو کھلے کارخانۂ قدرت کبھین بند رہتا ہی گوش شنوا درکار ہی یُحیِی الاَرضَ
بَعدَ مَوتِہَا کا آوازہ بلند رہتا ہی کوسون تک سبز مخمل کا فرش بچھا ہی شاداب کوہ و صحرا
ہی پتا پتا کان زمرد کا پتا دیتا ہی شبنم کا دانہ در بے بہا کا آویزا ہی کوہ مین کبک دری کا قہقہ
باغ مین بلبل کا نالا ہی صحن گلزار مین سبزے سے سرو نے سر نکالا ہی جس قلمتراش مین شاخ کا
دستہ ہی قوت نامیہ کے فیض سے یکقلم گلدستہ ہی برگ و بار گل و خار بلکہ شاخ چنار مین
فیض ہوا کا اثر ہی عصا زاہد خشک بھی امیدوار گل و ثمر ہی امید کا اسقدر چرچا پھیلا ہی
کہ بید مجنون کو ہولے ہیلا ہی چوب خامہ سے دم رفتار قطعہ قرطاس پر گل پھولتے ہین ہیم
صیاد خوف باغبان جو نہین اس روش پہ بلبل پھولتے ہین یاسمین پیکرون کے گل تو شنک نے
نیا شگوفہ کھلایا ہی اپنی بو باس پہ عندلیب کو پھنسایا ہی بلبل نالان ہی پروانہ جل مرتا ہے
جسدم سر محفل شمع سوزان سے گلگیر گل کترتا ہی اس گلشن ایجاد مین یہ نمونہ قدرت پروردگار
ہی کہ دست و گریبان خزان و بہار ہی اگر شاخ سے کوئی پتی مرجھاکے ٹوٹتی ہی تو برابر سرسبز
کونپل پھوٹتی ہی گل کی ہنسی پہ گریان شبنم ہی مہلت یہان بہت کم ہی بشر کو لازم ہی فرصت
غنیمت جان کر ان خیالون سے درگذرے جو امر ضروری ہوئے سو گذرے لہذا صدر نشینان
بزم طرب و سرور انجمن آرایان جلسۂ شادی و سور کی خدمت مین امیدوار ہون کہ ازراہ
دوستانہ بیعذر و بہانہ رونق بخش جلسۂ احباب ہون رہین منت خاکسار ہوگا۔

رقعہ ۲۲ ہولے چمن دنیا آج کل سرور افزا ہی ساکنان افلاک کو مسرت ہی مقیمان سطح
خاک کو فرحت ہی عجب مزا ہی ہر سو مژدہ تہنیت کو بکو غلغلۂ مبارکبادی جو ہی خرم و شادی آمدروز
سعید ہی گھر گھر عید ہی نرگس ہمہ تن چشم گوش بر آواز ہی در عیش و طرب باز ہی طاؤس
آمادۂ رقص ناز ہی زمین کے رخسارہ پہ سبزہ آغاز ہی کوہ و صحرا مین سنبل و ریاحین لالہ و
نسرین کی نشو و نما ہی دامن دشت و جبال اس سال سبد گلچین ہوگیا پھولون سے
بھرا ہی گل رعنا کس زیبائی سے شگفتہ ہوکے سراپا گوش ہی بلبل شیدا پھولا نہین سماتا

صبح گلشن حمد رب ذوالمنن چہک رہا ہو خوف خزان گلزار جہان دونون کو فراموش ہو نالہ نواز ان
ہستی کا لانا مین ترانہ سنج ہین وحشیان صحرا بصد تمنا جوباے گنج ریاض باغبان قدرت
ہو چیا تیا جوبن نکالتا ہو مشاطہ بہار دایہ وار گیسوے سنبل مسلسل کرکے دلجمعی سے
پریشانی کہوتی ہو سر سبز ٹہنیون سے نئی نئی کونپل پہوٹتی ہو نسیم سحر چل پہرکے کیا کیا مزے
لوٹتی ہو باغ کے سرو قامتون سے لجالو شرماتا ہو بے بار ہو ندامت سے شرمسار ہو
انسان کی پرچھائین سے سمٹا جاتا ہو نرگس بیمار مشہور ہو کہ علیل ہو آسیر فرط شوق سے
عصا ٹیکے برسر سبیل ہو نازپرداز ان آغوش بہار پر بلبلے ہین کا جوبن ہو لالہ زار ہو غیرت گلزار جوبن
ہو آب جو کے قہقہے سے نارسیدہ پہل امرودون کے روش ثمر لاکے بتون مین منہ چھپاتے ہین
گلونکے غنچے دامن گلچین مین کہلکہلاکے لوٹے جاتے ہین فراش صبا گل کا دست بقچہ کبھی باندھتا
ہو کبھی کہولتا ہو غنچہ مسکراکے پہولا ہو دلبستگی بہولا ہو اپنی گرہ مین زر گل ٹٹولتا ہو سر شاخ
لالہ یاقوت کا پیالہ یادگار ساغر جم ہو جہرنون سے آبشار کا شور ہو کیفیت کا زور ہو تختہ ہین
طائرون کا غل ہو نہرون کے متصل سرو پا بگل اکڑا اکڑا ایک پانون سے عازم رفتار ہو فاختہ
کی کوکو قمری کی حق سرہ جلوہ وار ہو سبزہ خط سے گلعذارون کا رخ پر نور ہرا ہوتا ہو دہوکے کی ٹٹی
مین دلفگارون کے زخم جگر کا انگور ہرا ہوتا ہو آسیا نمو کا جوش اس سال دیکہتے ہین کہ لکہنؤ کی
گلیون مین سبز لال دیکہتے ہین فیض ہوا سے تعجب نہین جو طوطی تصویر سر سبز ہو چوب خامہ قلم ہوکر سبز ہو
ہر کیاری مین عنبر سے زیادہ معطر خاک ہو بسا بسا یا خس و خاشاک ہو جہانے باغبان خوف خزان سے
طبیعت جو رکتی ہو دعاے بقاے بہار کے واسطے ہر شاخ بار وار کس بکی سے سجدہ کرنیکو جہکتی ہو
صحن گلشن مین نازو نیاز کا جلسہ ہو دار نسبت پر سب کی تاک ہو سر برگ نغمہ سنجان چمن کی سواری کا
بچلسہ ہو قوت نامیہ کا یہ جوش ہو کہ کوہ بہی لباس کاہی سے ہم لباس مرد پوش ہو شبنم کو خدمت
آبداری ہو گلعذارون کے چہرے سے گرد کلفت دہونیکی تیاری ہو گل کے بناؤ پر بلبل سے
بگاڑ ہو کچہ بو پائی ہو گو خبر باد ہوائی ہو آسیر چلی کٹی کی چہیڑ چہاڑ ہو ہر گل و خار گلشن مثل کبک دری
قہقہہ زن ہو ہنسانیکو گیندے کا تختہ رشک زعفران تیار ہو مہندی کی پتی پتی سے خون
پوشیدہ کا پتا برملا ابلا آتا ہو پنجہ مریم کے رشک سے پنجہ مرجان کا مثل کہربا رنگ اڑا جاتا

خون بلبل گل سرخ قبا کا دامنگیر ہی گیسوے سنبل پانون کی زنجیر ہی رنج و ملال کا نام چمن سے
مثل حرف غلط محک ہی غنچون کے چٹکنے کی صدا مبارکباد کی سلک ہی آمادہ ناز بصد انداز
گل اور ہزار نیاز سے بلبل ہی ارض و سما مین نوروز کا غل ہی بلند صداے دور باش
ہونے لگی غنچہ دہنون کو گل اشرفی کی تلاش ہونے لگی ایسی ہوا چلی کہ دفعتہ گلرخون کے
بھاؤ بڑھ گئے جوبن ٹپک پڑا دام چڑھ گئے آہر و عنبرین مو دام زلف بر دوش مرصع
پوش طائر دل پھنسانے کی گھات مین خوب نکھرے ہین کوئی چپک چمکا کسیکی جلدی کے جنجال
مین بھیگے بال شانون پر بکھرے ہین کسی نے سلک گہر پر مسی ملکر رنج کے جوبن سے نیلم کو ہیرا
کھلایا ہی کسی بیدرد سرخ پوش نے قتل عالم پر بیڑا اٹھایا ہی دھڑا دھڑی لوٹنے کو لاکھ
انداز سے لاکھا جمایا ہی دروازون پر طلائی نقرئی بانس جڑاو کھٹولے کی وہ ڈولی ہوتی
ہی جسکو دیکھکر جی کو ڈانوان ڈولی ہوتی ہی پردون مین نت گوکھرو لچکا سیرون لگا ہوا لگا
ایسے مغرق کہ جب غفلت مین اٹھین ہوشیارون کی عقل پر پردے پڑین جب آنکھون سے
آنکھین لڑین کہارون کی کرتیان پر پہارے بھاگنے پر تیار یہ ہنگامہ جو نظر سے گذرا خیال آیا
آج جلسہ نوروز ہی ہر بزم مین روشن شمع شب افروز ہی بیساختہ یہ فقرہ فقیر کی زبان پر آیا باواز
بلند ہر دردمند کو سنایا کہ اللہ نون جو جو رشک بدر ہین انکی راتین غیرت شب قدر ہین والسلام

رقعہ ۲۵ جناب خانصاحب عالی منزلت والاشان قدر افزاے مخلصان زاد حشمتہم

بعد گذارش سلام اور ملازمت کی تمنا کے کہ لا انتہا ہی عرض رسان ہون عنایت نامہ نامی
صحیفہ گرامی نے بعد انقضاے زمانہ دراز ممتاز کیا پروردگار عالم باین عنایت و الطاف
سلامت رکھے وہ جو جواب خط کا حال تھا اسکی صورت یہ ہی اگر روانہ ہوتا تو آتا ورنہ ہرکارہ
بیچارا کیا لاتا یہ جو نوین ذیحجہ کا لکھا تھا پندرھوین کو لایا ہرچند دو تین دن کی دیر ہوئی مگر
آیا یہان سے بغور سنیے اور سچ جانیے کہ نیازمند کو آپ سے دلی راہ ہی خدا گواہ ہی
خط نہین آتا تو جی گھبراتا ہی کیا کیا خیال آتا ہی اس عرصہ دراز تک خط نہ آیا بہت ملال یا
عجیب و غریب احتمال رہا گو آپ ہمارے حال سے بیخبر ہے لیکن ہم جویاے کیفیت
مزاج بیشتر رہے جب وہ خانصاحب میان نوروز کے مکان پر ملے اور حال معلوم ہوا

ملال کا دل پر ہجوم ہوا لیکن بیقراری سے تحریر کی اور شکایت کی تقریر کی آپ کی قدردانی
اور مہربانی ہمکو گستاخ کرتی ہے اس صورت مین اگر ایک مہینے کے بعد بھی عنایت نامہ آئے
تسکین ہو جائے مجبور ہین جفائے فلک نے سر اُٹھانے نہ دیا بر سر امتحان آنے نہ دیا
محتاج سے کیا ہو سکتا ہے یہ ہیچ بُرا ہوتا ہے۔ فقط

رقعہ ۲۶ اے رونق سریر سلطنت زیب دہ تاج سلطانی مشتاقون کے باعث زندگانی
ہر دل عزیز یوسف ثانی اللہ جاہ ملال سے نکالے سایۂ عاطفت ہمپر اور اس مملکت پر جلد
ڈالے جبس روز سے دائرۂ دولت بیان سے روانہ ہوا دل محبت منزل مین اندوہ
والم کا ٹھکانہ ہوا نہ رات کو چین نہ دن کو آرام ہے آٹھ پہر رونے پیٹنے سے کام ہے کوئی
اتنا پوچھنے والا نہین ہنستے کیون نہین روتے کیون ہو کیا کرتے ہو ہر دم کی آہ و
زاری بیقراری اچھی نہین بُرا کرتے ہو یہ تو اندھیری ساون بھادون کی راتین ہین اور
تمام شب دل سے دلبر کی باتین ہین کبھی دیوانون کیطرح بکنا گھبرا کر ہر ایک کا مُنھ تکنا گاہ یہ
شعر ترزبان پر ؎ نہ تو آتی ہے نیند کہ سو ہی رہون نہ انیس ہے کوئی کہ باتین کرون نہ
شب ہجر کی کس سے درازی کہون یہ وہ شب ہے کہ جسکی سحر ہی نہین وہ سخت جانی کا
بُرا ہو یہ مصیبتین دکھاتی ہے نہ آپ آتے ہین نہ جان جاتی ہے حضرت کی تصویر سے باتین کرتے
کرتے بیساختہ پکارنے لگے جواب نہ ملا تو در و دیوار سے سر مارنے لگے ؎ شکل اپنی ہمکو
دکھلا و خدا کیواسطے ٭ جان جاتی ہے اجی آؤ خدا کیواسطے ٭ ؎ جب جُدا ایسا یار جانی ہو نہ کیسے
کسطرح زندگانی ہو ٭ لخت جگر کھاتا خون دل پیتا ہے مرگ سے بدتر تنہائی کا جینا ہے دل کہتا ہے
بچھڑا جب تک نہ ملے تگ و دو لگی رہی گو شمع کی صورت سر کٹ جائے مگر پروانے
کیطرح لو لگی رہے محبت نامہ جو آیا جان تن مین آئی فصل بہار خزان رسیدہ
گلشن مین آئی وہ جو ملا دل مضطر سے ملا چھاتی سے لگایا آنکھین جو دیدار کی مشتاق تھین
انکو لکھا دکھایا اگر سوچیے تو آپ کا کیا بگڑا ہماری بنی بنائی سلطنت ڈوبی ہے دوش کسکو دین
اس بری تقدیر کی خوبی ہے آپ سے جدا کیا اکیلی جان کو ہزار آفت مین مبتلا کیا خدا
جانے کونسی خطا ہم سے سرزد ہوئی جو فلک سفلہ خو مفارقت جو کو ہماری خرابی کی کد ہوئی

آپ جہان رہینگے لوگ بادشاہ کہین گے آٹھ پہر پریزادون کا جھگڑا رہے گا جہان کی نعمت
موجود سب طرح کا جلسہ رہے گا پر ہم بدنصیب دور از حبیب ہین کہ تنہائی کے عذاب مین
وحشیون کی صورت اوقات کٹتی ہی ایڑیان رگڑتے ہین جیتے ہین نہ مرتے ہین جاگتے
پہاڑسی رات کٹتی ہی اگر آپ کی صورت نظر آئے گی تو جان بچ جائیگی وگرنہ کہان تک دن
رات کے دھڑکے سہین بہتر یہ ہی کہ جان دین مر رہین وہ جو دوا کا ارشاد ہوا تھا کہ نادرست
مزاج ہی سو ہمارے مرض کی دوا حضور ہین ہمسے دور ہین چاند سا مکھڑا دیکھنے مین شفا ہی
یہی بیمار محبت کا علاج ہی اور قمر قدر اُسکا حال بیان کے قابل نہین کلیجہ مُنھ کو آتا ہی جب
وہ نام لیکے جان دیتا ہی روتا ہی رُلاتا ہی غور کیجیے اُس بچے پروردہ ناز و نعم کو کسطرح
راحت ملے چین کہئے کہ جسکا ایسا چاہنے والا اس سن مین چھوٹ جائے دن رات لندن
لندن رٹتا ہی اُسکی باتون سے کلیجہ پھٹتا ہی دشمن پر بھی ایسی مصیبت نہ پڑے نہ یہ آفت
ٹوٹے کسیکا بچہ بچپنے مین باپ سے بچھوٹے ننھی سی جان ہی ہر دم اُسیطرف دھیان ہی
ہڑکتا ہی جو باہر سے آتا ہی بیتاب ہو کے اُسکا مُنھ تکتا ہی کونون مین سجدہ کرتا ہی کہتا ہی
اے میرے اللہ ابا جنیان سے ملادے میرا مسیحا آجائے مریض شفا پائے
مُردے کو جلا دے نہ اُسکو دوا کی پروا نہ غذا کی خواہش ہی ہر طرح سے میری جان کو کاہش
ہی اور سچ بھی ہی کیونکر وہ بصحت وہ رنجور ہو جو اپنے مسیحا سے منزلون دور ہو جو خدا آپکو
پھیر لائیگا تو ہمارے دن پھرین گے وگرنہ جاہ کی بدولت ہم کنوئین مین گرینگے نئی نئی ایذا
فراق مین سہتے ہین آنکھین نہین دو پرنالے ہین دن رات بے برسات بہتے ہین سر کو کیونکر
نہ ٹکرائین گردن مین باہین ڈالنے والا نہین چھاتی ہی اور غم کے بھالے ہین
دیکھنے بھالنے والا نہین ؎ گریون ہی رہیگی بیقراری ۃ تو ہو چکی زندگی ہماری ۃ
لبون پر جان ہی دم کوئی دم کا سینہ مین مہمان ہی یہ شعر ورد زبان ہی ؎ حیف
در چشم زدن صحبت یار آخر شد ۃ روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد ۃ وہ جو نظم
ہر شعر تر تھا زخم جگر کا نشتر تھا اُسنے تو عجب حال ہمارا کیا گریبان صبر و قرار تا دامن
پارہ پارہ کیا ہر مصرعہ برجستہ پر جان پھڑکی دبی ہوئی سینہ کی آگ بھڑکی جہان مضمون

نالۂ شبگیر ہی بے مبالغہ ناوک کا تیر ہی مگر زرا اسکو دیکھا سُنا سر شوریدہ خوب پٹیا بہت دُھنا
بہت سچا یہ کیسا مقال ہی قدر نعمت بعد زوال ہی اب سمجھے کہ سب ملتے ہین چاہنے والا نہین
ملتا ترک سہل ہی نباہنے والا نہین ملتا ہر دم وصال نصیب تھا ہجر کی لذت زبان پر نہ آئی تھی
اس جان کے دشمن نے صورت نہ دکھائی تھی ہی ہی یہ کمبخت برے دن ہوتے ہین ہزارون
جان بوجھ کے اس بلا مین جان کو کھوتے ہین ہر دم یہ اُدھیڑ بن ہی کہ یا الٰہی یہ ناسور ہی یا کھن
ہی سینے مین کون کلیجے کو چاٹتا ہی تیغ ہی نہ خنجر ہی گلا کون کاٹتا ہی نہ زخم معلوم ہوتا ہی کہ مرہم
لگائیے نہ بیماری ثابت ہوتی ہی جو دوا کھائیے نہ پری کا گذر نہ آسیب جن ہی کونسا پردہ
پڑگیا کچھ نہین سوجھتا رات ہی یا دن ہی نہ بھوک پیاس ہی نہ کچھ کھاتے پیتے ہین ارے
لوگو کس سہارے سے اس مین جیتے ہین نہ چھوٹے کا لحاظ نہ بڑے کا پاس نہ جینے کی
خوشی نہ مرنے کا غم ہی رو رو کے تن کو موم کا پتلا جانتا ہی زوال سے بدتر اسکی نظر مین ستم ہی
خلاصہ یہ ہی کہ ایسی بلا مین پھنسے ہین نکلنا مشکل ہی لینے دینے کو روتے ہین جان کھوتے ہین
اسکا عوض ہی جو ہنستے ہین یہ آگ نہین معلوم ہوتی بدن جلتا ہی اور آگ نہین معلوم ہوتی فقط

رقعہ ۲۷ فتنہ خوابیدہ کے چونکانے والے عیسیٰ نفس کشتۂ فراق کے جلانے والے
گو ہم مرتے ہین مگر دعا کرتے ہین تم سلامت رہو زخمی خنجر فراق ہین ہمہ تن چشم سراپا اشتیاق
ہین درد جدائی کی تپش کسطرح سنائین بے پر ہین تمکو پروا نہین حال زار اثر کریگا کیونکر دکھائین
لب پر جان زار جی کو انتشار ہی آنکھ نہین جو بے خون ہی بہتا پانی کو ہاتھ گو دست وحشت
بڑھاتا ہی بیابان گردی کا متقاضی پاے جنون ہی سوز دروں سے سب بدن گھل گیا
گریبان پھاڑنے سے پردہ کھل گیا کہ دھوکے کی ٹٹی ہی بھاڑ مین جائے یہ محبت سب اعضا
جلتے ہین سینہ کاہے کو ہی بھٹی ہی ہمنے بڑی مشقت سے بغل مین پالا دل خانہ خراب گویا لا اٹھا کہ
کام آئیگا یہ نہ سمجھے تھے کہ دیکھ بھال کے آفت مین پھنسائیگا بقول مشہور ہاتھیون سے گنے
کھاتا ہی جیسا کیا اسکی سزا پاتا ہی تمھارا نام جان عالم ہی آسیر یہ عالم ہی دل چھین لینے مین طرار ہو بڑے
انچی مار ہو لاکھون دل زلف پیچان مین لٹکے ہین تم نے اڑالے ہو وہ سسکتے ہین
مرتے ہین اور دم بھرتے ہین اور چند گرفتار یاس ہین لیکن اتنا لطف ہی کہ ہر دم دیکھتے ہین

پاس ہین ایک تو مین کیا بلا ہون دوسرا یہ ستم ہے کہ تمسے جدا ہون ؎ محمل نشین ہین لاکھون
خدام یار مین یان ٭ لیلی کا ایک ناقہ سو کس قطار مین یان ٭ اگرچہ سمجھو کہ ایک یہ بھی جانے والی ہے
جان پر کھیل چکی ہے کیا کیا رنج والم جھیل چکی ہے بنا سہنے والی ہے تو البتہ جان بچ جائیگی سنبھل
جائیگی نہین تو ہم جان چکے ہین کہ ایکدن ہجر کے صدمون سے جان نکل جائیگی انصاف تو
کرو کلیجے پر ہاتھ دھرکے دیکھو کہ خوگر وصل ہجر مین کیا کرے تا کہ صبر کی سل دل پر دھرے
؎ تراغرور مرا عجز تا کجا پیارے ٭ ہر ایک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہے ٭ ایک تو عورت
دوسرے غم زدہ اسکا دل تھوڑا ہوتا ہے رنج دوری سے پک کر پھوڑا ہوتا ہے ٹیس کا گزند
کم سہتا ہے فورًا نازک مزاجی سے پھوٹ بہتا ہے آفت کشیدہ دلون کی دلجوئی جوانمردون کا
کام ہے ہم ستم رسیدہ مطلوب سے جدا ہین خدا جانے کس رنج مین مبتلا ہین رحم کا مقام ہے
ہمارے حال سے غفلت نہ کیجیے اونچ نیچ کی نہ لیجیے یہ خیال فرمائیے یہان کون ہمارا ہے تمھارا
بھروسا ہے سہارا ہے وہ ترکیب نکالو ہجر کی بلا ٹالو ؎ پس زانکہ من نمانم بچکار خواہی آمد

رقعہ ۲۸ شاہنشہ اقلیم محبت صادق الوعد زیب دہ اریکہ مودت یوسف جمال
فرہاد بیستون الفت شیرین خصال اللہ جلد ہمکو تمھارا روئے تابان دکھائے کلبہ تیرہ ہمارا
روشن ہو جائے زخم جدائی کو التیام ہو راحت ہمکو صبح وشام ہو گلدستہ پر بہار نامہ نگار
۱۳ جمادی الثانی کا لکھا نعمت غیر مترقب کی طرح آیا دل مضطر پر رکھا چشم تر کو دکھایا
اسکی اشک باری کم ہوئی اسکی بیقراری کم ہوئی ہمکو کچھ آرام ہوا کوچ کی تیاری سے
مقام ہوا خدا تمکو بعز و اقبال صد و سی سال سلامت رکھے کہ اس حال مین ہمارا خیال ہے
تمھاری خوشی سے خوشی رنج سے ملال ہے مگر جان عالم ایکدم دل سے ہمارا حال سنو
بیمار کے مزاج کی مسیحائی کرو تپ دوری کی دوا دو حاجت روائی کرو داستان
ملال سنو اب صدمہ اٹھانے کا یارا نہین مرجانے کے سوا چارا نہین لیکن یہ دعا ہے
خالق سے التجا ہے کہ تمکو جی بھر کے آنکھون سے دیکھ لین تو موت آئے مٹی ہماری عزیز
ہو محنت برباد نہ جائے دن رات کے گھلنے سے پوست استخوان باقی ہے دید کی امید
پر نیم جان باقی ہے جیتے ہین نہ مرتے ہین مصیبت کے دن بھرتے ہین آٹھ پہر

تپ رہتی ہی کیفیت عجب رہتی ہی رنج والم ایکدم پیچھا نہین چھوڑتے ہین تمھارے بغیر گھر سونا ہی
درودیوار سے سر پھوڑتے ہین نہ کوئی پرسان حال ہی نہ کسی کو خیال ہی لوگ ہنستے ہین ہم روتے ہین
اسی مین مزا ملتا ہی جان کھوتے ہین تمکو کسطرح پائین کہ اپنا حال خراب دکھائین تمھارے جانے سے
ہمپر کیا تمام شہر پہ آفت آئی ہی گھر گھر آٹھ پہر فریاد ہی دہائی ہی ہزار طرح کی بلائین اکیلی جان ہی
بہت برا سامان ہی دل کی بیتابی ہر دم ستاتی ہی نیند خواب وخیال ہوگئی ملنے مین نہین آتی ہی
تارے گنتے گنتے پہاڑ سی رات جاتی ہی ہمارا سونا کیسا اس دل کی تپش سے سونیوالونکی
نیند اُچٹ جاتی ہی ع گر یون ہی رہے گی بیقراری ؛ تو ہو چکی زندگی ہماری ؛
آہ مین اثر نہین نہ نالے مین تاثیر ہی پنجۂ وحشت گریبان گیر ہی

رقعہ ۲۹ مونس شب تار غمگسار خورشید سپہر عزووقار مرہم کافور سینہ سوزان اختر
درخشان برج وفا صادق الولا تم سلامت رہو دن رات بستر غم پر یہ قول ہمارا ہی قضا
بدنام ہوگی صدمۂ فراق نے مارا ہی تمخال عنبرین وزلف مسلسل مشکفام کہ طائر دل پھنسانے کو
دانہ ودام ہی اگر یہی لیل ونہار ہی تو ناکام کا کام تمام ہی آب ملال دوری الم مہجوری اٹھانیکی
تاب نہین تمام دن بیقراری گریہ وزاری مین کٹتا ہی رات کی بیتابی سے کلیجہ پھٹتا ہے
خیال مین خواب نہین ہوشون پر جان ٹھیکر آئی ہی جانعالم کی دہائی ہی تڑپتے ہین بلکتے ہین
گھٹ گھٹ کے درودیوار سے سر ٹپکتے ہین جلتے ہین نہ مرتے ہین مصیبت کے دن
بھرتے ہین ادھر مین لٹکتے ہین طرۂ طرار کا صدقہ ابروے خمدار کا صدقہ
بیکسی پر خیال کرو تنہائی کا ملال کرو مفت مین ہماری جان جاتی ہی شب فراق
کالی بلا ہی اکیلا پاکے کاٹے کھاتی ہی ع زتو یک نفس کہ دورم شدہ صد
بلا نصیبم ؛ من وبے تو زندگانی نکند خدا نصیبم ؛ یہ کلمہ سب کی زبان سے
ہر ایک پیر وجوان سے سنتے ہین کہ دنیا مین کسی شے کو ایک وضع پر دم بھر قرار
نہین کبھی صبح وصل کبھی ہجر کی شام ہی انقلاب اسی کا نام ہی واہ رے طالع کی خوبی
تقدیر لے ڈوبی اس قول پر قرار نہ رہا کسیکا خاک اعتبار نہ رہا یا تو وصل تھا یکایک
فصل ہوا جاگتا ہوا نصیب پانون پھیلائے سوتا ہی اس کو اتنی دیر ہوئی کہ زیست بیکار

جلنے سے سیر ہوئی قسمت کی برائی سے جان زار سینۂ بے قرار سے آج گئی یا کل لگ گئی ہماری
نحوست کے اثر سے فلک کی گردش بدل گئی اتنا کوئی نہین سوچتا کہ اُس گردون کے
ستائے کا کیونکر نہ برا حال ہو جس سے جدا آپ سا عاشق معشوق خصال پری تمثال یوسف
جمال ہو چرخ کی کجرفتاری سے بہت نئے نئے رنج و الم سہتے ہین صدمہ ہر چند ہی لیکن
زبان بند ہی خدا کے سوا کسی بیدرد دیندہ سے کچھ نہین کہتے ہین دیکھتے ہین کہ یہ تفرقہ پسند
کب تک ہمکو رنج مین گھیرے گا جسدن آپ پھرینگے خدا ہمارے دن پھیرے گا

اب یہ مرے جان زار دیکھیے کب تک رہے ٭ آپ کا یہ انتظار دیکھیے کب تک رہے ٭
گانون تھا اک بروان ہوگیا رشک جنان ٭ اسمین مرا تا جدار دیکھیے کب تک رہے ٭
غنچہ نہین گل نہین باغ مین بلبل نہین ٭ فصل خزان کی بہار دیکھیے کبتک رہے ٭

زیادہ عرض حال موجب ملال سمجھکر خموشی اختیار کی دیدہ ندیدہ ہوگئے حسرت ہی انتظار کی
اللہ جمیل حسن و جمال بڑھائے کوس لمن الملک بجے جاہ و جلال بڑھائے فقط

رقعہ ۳ لطف زندگانی رونق بوستان نوجوانی نخلبند حدیقۂ محبت و وداد اس
قمری کے سرو سہی غیرت شمشاد باغبان قدرت ہمیشہ سرسبز اور شاداب رکھے اور حسن
عالم فریب کو بصد آب و تاب رکھے داستان دوری صدمۂ مہجوری ماجراے پرسوز و گداز
ہی قصہ پر غصہ دراز ہی فلک کجرفتار گردون مفارقت شعار نے جسدن سے اے شہریار آپ سے
جدا کیا بیان ہو نہین سکتا جس جس مصیبت مین مبتلا کیا جب تم پاس نہو کیونکر یہ شیدائی بدحواس
نہو اے جفا شعار للہ انصاف کرو وہ صحبت دن رات کی غمزہ و ناز کا جلسہ چھیڑ چھاڑ
بات بات کی جب یاد آتی ہوگی کسطرح جان پر نہ بنجاتی ہوگی ہجر کے صدمونسے صورت
بگڑ گئی کچھ بن آتی نہین سخت جانی نے مفت شرمندہ کیا کمبخت جان جاتی نہین نئے نئے
مضمون دل سے گڑھتی ہون گھبرا کر یہ شعر پڑھتی ہون

تم چھٹے پر خیال باقی ہی ٭ گئی شادی ملال باقی ہی ٭ شب فرقتین جلتے رہتے ہین ٭ کسقدر انفعال باقی ہی ٭ ناوک ہجر نے جگر چھانا ٭ اب فقط دیکھیہ بحال باقی ہی ٭ مر کے الفت کا حق ادا کرتے ٭ یہ امید وصال باقی ہی ٭ دیدہ و دل مین ور جگر آہ ٭ آپ پر انفصال باقی ہی ٭ جسقدر چاہو امتحان کرو ٭ کچھ اگر احتمال باقی ہی ٭ دل و جان کردین آپ پر صدقے

گوکہ دولت نہ مال باقی ہی + حسرت دید میرے سینے مین + ای شہ خوشخصال باقی ہی + ٹکٹکی آٹھ پہر
لگی ہی صدائے در پر کان اور نظر لگی ہی پروردگار ہمارے حال زار پر رحم فرماکے تمھارا چاند سا
مکھڑا نظر آئے جبندم دید ہو اُسی وقت ہماری عید ہو نالۂ نیم شبی مین اثر نہ دعائے سحری
مین تاثیر ہی ہجر کا ملال گلوگیر ہی تمھاری ناوک نگاہ کا زخمی باقی نہین مانگتا سوائے تمھارے
حیات جاودانی نہین مانگتا حضرت کے دامن دولت سے لپٹے تھے گرد راہ کی صورت
جھٹک دئے سر پٹکنے کو سنسان مکان مین ٹپک گئے سوائے شربت وصال ہمارا علاج
ہی نہ چارہ ہی تپ جدائی مین گھلتے ہین آپ کے جانے سے ہماری موت آئی بے اجل تئے
مارا ہی قسمت کی برائی دیکھیے مین غم کی ماری بار سفر بھی ہمرا نہ لے گئی ملک الموت کے
منھ مین دیگئی جب مکان خالی نظر آتا ہی دوڑکے کاٹے کھاتا ہی غیرت دامنگیر ہی حیا پاؤن کی
زنجیر ہی ورنہ جب جی گھبراتا ہی یہ خیال آتا ہی کہ کپڑے پھاڑ کے یہان سے نکل جایئے
حال خراب دل بیتاب آپ کو دکھایئے لیکن آپ کی نازک مزاجی سے دل ڈرتا ہی
لاکھ طرح کا وسواس گذرتا ہی کہ اگر خلاف ہو دونون جہان سے گئے کہین کے نہ رہے
قہر درویش برجان درویش بندۂ فرمانبردار کو کیا چارہ ہی لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ
پر سہارا ہی احکم الحاکمین جامع المتفرقین وہ دن دکھلائے کہ تمھارا جمال دیکھین
اور کانون سے سنین کہ لو مبارک ہو جانِ عالم مع الخیر تشریف لائے
آمین یا رب العلمین

رقعہ شاہنشاہ کشور وفاداری آدیب دبستان دلفریبی وجفاکاری موجد نازونیاز
معشوق فراموش عاشق نواز تجاہل کی دھوم رہے زمانہ محکوم رہے شکایت فراق مین
دفتر سیاہ ہوے حکایت سوزش اشتیاق کے پروانہ گواہ ہوے گو تحریر کا سلسلہ صبح و
شام جاری ہی لیکن ہاتھ اور قلم عاری ہی ناکام ہو کثرت کے باعث زبان زد خاص
و عام ہی اسکا بھی ابتک آغاز ہی اپنا انجام ہی ناچار ہاتھ اُٹھا یا مدعا طراز
مطلب برآری پر آیا محبت نامہ سینۂ مہجور کو مرہم کافور کا ہوا سبب دل کے سرور کا
اور باعث آنکھون کے نور کا ہوا ہاتھون سے اسکی بلائین لین دل سے تمکو دعائین

دین ضعف دل و جگر کے لیے جواہر مہرا کوتاہی نظر کے خاطر کحل الجواہر ہوگیا عین عنایت
کا رنگ روشن ہوا ہمارے حال سے چشم پوشی یہ ڈھنگ مد نظر ہوگیا عجب دلبری اور
خاطر داری کی پیاری پیاری باتین تھین کہین سوز و ساز تھا کسی جا ناز و نیاز تھا سب
جان لینے کا انداز تھا دل چھینے کی گھاتین تھین کہین پیا وصل کے دن کا تھا کسی جا اشارہ
ہجر کی رات کا تھا ہر فقرہ مین مزا دو بدو بات کا تھا تحریر کا لطف یہی ہے کہ رو برو بیٹھے گفتگو
زبانی ہوتی ہے ورنہ تقریر بیجا کے طول سے درد سر حصول ہوتا ہے نیند اچٹنے کی کہانی ہوتی ہے
اور یہ رنگ ڈھنگ خوش آہنگ آپ پر ختم ہے گویا حصہ ہے باقی اوروں کا لکھا امیر حمزہ
کی داستان حاتم کا قصہ ہے بھلا یہ قصہ بکھیڑا تو تمام ہوا مطلب دل کا بیان ہے سب سے
جدا تحریر کا طرز ہے نیا عنوان ہے فرمایئے کب تک صبر کرین دل مضطر پر جبر کرین آخر
یہ کمبخت برے دن کتنے روز مین تمام ہونگے اور کس مدت تک اس مصیبت پہونچنے کے
صدمہ جانکاہ سہین گے خواب و خور حرام ہون گے نالہ فرط ضعف سے لب تک آ نہین سکتا
گوش فلک اور ملک تک جا نہین سکتا آہ مین اثر نہ دعاے سحر مین تاثیر ہے تمنے جبسے
منہ پھیرا چرخ الم نے اکیلا پاکے آگھیرا برگشتہ تقدیر ہے کیونکر اس دل پر حسرت کا مدعا ملے
ہمین ہمکو ذرا ملے کونسی تدبیر ہے فرش گل تر خار سے بدتر نشتر سے تیز ہے وحشت اب
جنون خیز ہے تمھین کچھ اسکی دوا کرو ہماری حاجت روا کرو ورنہ دل و جگر دونون کا ناحق
خون ہوتا ہے ہر دم کے کڑھنے سے حال زار و زبون ہوتا ہے یہ جو دل سینہ مین صد پارہ ہے سیماب
کا پارہ ہے سوزش اسکی کیا لکھون بھٹی نہین انگارا ہے عجب نہین زبان قلم سے شرار نکلین
صفحۂ قرطاس سے شعلۂ گلنار نکلین آن سب پر طرہ یہ ہے کہ سر جلے یا گردن کٹے تمھاری
لو لگی ہے گھر مین بیٹھی سرگردان ہون زلف کی صورت پریشان ہون وہی تگ و دو
لگی ہے غنچہ میری خاطر سے تنگ ہوتا ہے گل رعنا گریبان چاک ہے خوشۂ انگور سے زیادہ
جگر کے پھپھولے ٹپکے پڑتے ہین لیکن تمھاری تاک ہے لطف زندگی تپاک ہے دن رات کا
کھٹکا ہے دم لبون پر اٹکا ہے پہرون در و دیوار سے سر پٹکا ہے یہ کہکے پکارا ہے کہ جان عالم
ہم مرتے ہین دنیا سے گذرتے ہین تمھارا دم بھرتے ہین اور کون ہمارا ہے فقط

رقعہ ۳۲ معشوق عاشق نواز اور عاشق معشوق کے سرمایۂ ناز ہو دونوں طرح
ہیں ایک ہو ہم تن گلبدن موجد ناز و نیاز ہو فلک دمساز رہے در نالش و طرب باز رہے
ہم بیمار محبت ہیں تم مسیحا ہو اور دوا نہیں کرتے برا کرتے ہو اچھا نہیں کرتے بھلا
جان عالم ہم پوچھتے ہیں جو طالب مطلوب سے جدا ہو جدائی کے الم میں مبتلا ہو دل اسکا اختیار
میں نہو وہ بلبلائے نہیں تو کیا کرے سوئے تو نیند نہ آئے چونکے تو کسی کروٹ چین نہ پائے
کلیجے میں درد ہو غم نے لہو پی لیا ہو چہرہ زرد ہو گھٹتا ہی تڑپے سر دھنے اسکی کوئی نہ سنے
وہ چلائے نہیں تو کیا کرے تپ فراق سے رنجور ہو اپنے حکیم سے دور ہو گھٹ گھٹ کے
مرجائے نہیں تو کیا کرے کب تک آہ سرد بھرے مطلب سمجھے وہ ہم ہیں حال رنج و الم
ہیں تمسے چھٹ گئے شہر میں بیٹھے ہیں اور لٹ گئے اگر دل نہ لگتے یا ساتھ چلے جاتے
تو اچھے رہتے یہ دکھ نہ سہتے وہ کیا خوش نصیب ہیں جو ہر دم قریب ہیں فتح و دولت وصال انکو
میسر ہے آغاز سے انجام بہتر ہے ہمارا قصور ہے دو شکایت ہے جو اپنا تھا وہ بیگانہ ہے مرض وہ ہے
جس سے کبھی کسی نے صحت نہیں پائی جب بگڑا جان پر بنی ہے جان دیے فرصت
نہیں پائی اگر پروردگار تم سے جلد ملاوے تو اس کے نزدیک کچھ دور نہیں نہیں تو
اپنی جان لے لے تمھاری فرقت میں جینا منظور نہیں ایک دن وہ تھا کہ بیدرد غم
غیر تم تھے اور ہم تھے رنج و الم کا نام نہ سنا تھا خوش و خرم تھے اب دن رات کا رونا ہے
تڑپ تڑپ کر جان کھونا ہے خط آیا تو جان پائی دیر ہوئی تو چھاتی بھر آئی ہم مجبور ہیں تم صاحب
اختیار ہو یا چلے آؤ نہیں تو ہمکو بلاؤ اگر ہماری زندگی درکار ہو ؎ ہمیں صورت
پھر عنوان اب دکھلائیے صاحب ٭ بظاہر گر خلل ہے خواب ہی میں آئیے صاحب ٭
بھلا دل تو بہل جاتا ہے دم دینے سے دم بھر کو ٭ نہیں لگتی ہیں یہ آنکھیں یا نہیں سمجھائیے صاحب
محبت نامہ تمھارا آیا آنکھوں سے لگایا دل پر رکھا چھاتی سے چپکایا آنکھیں رہنے سے
رنگین کلیجا جو تڑپتا تھا اسنے آرام پایا تھے ہر شعر میں موتی پروئے ہیں ہم آنکھیں دیکھ سن کے
بہت روئے ہیں فردوسی سنتا تو جی چھوٹ جاتا اسکی نظم کا سلسلہ ٹوٹ جاتا انوری قاآنی پانی
پانی ہوتا سرگرم ثناخوانی ہوتا کیا کوہکنی کی ہے کیا شیریں بیانی کی ہے شیدا اچھٹ جائے

ایسی پر درد کہانی ہی حسن مرزا دن رات یاد کرتا ہی خدا سے فریاد کرتا ہی اللہ قادر و توانا ہی علیم
و دانا ہی تجھسے ملا وے کشتۂ فراق کو جلا وے فقط

رقعۂ ۱۷ نور چشم عزیز از جان سعادت توامان سلمہ اللہ تعالیٰ بعد دعا اور دیکھنے کی تمنا
کے مدعا ظاہر ہوں الحمد للہ والمنۃ کہ خط فرحت نمط بعد از عرصہ بعید انیسوین پنجشنبہ کا
لکھا یکشنبہ کو آیا مگر عجب اتفاق ہوا کہ جمادی الثانی کا لکھا جمادی الاول کو ہمارے پاس آیا
یہ فقط ہمارا فرط شوق تھا کہ مہینا پہر پہلے ہکو ملا تمھاری طبیعت کی بدمزگی اس سے اور
زیادہ ثابت ہوئی خط آنے کی خوشی بھول گئے پروردگار بتصدق چہار کربلا جلد صحت کامل
عنایت کرے تمھارے بغیر ہکو بہت ایذا رہتی ہی محنت کا حد و شمار نہین آنکھ نے ہماری
طرفۃ العین مین بالکل چشم پوشی کی بہت رنج رہتا ہی اب لکھنے کی گون نہین ہی انکل سے
لکیرین کھینچ دیتے ہین بہرحال شکر ہی جو اسکی مرضی انیم غنیمت است لیکن پھر مکرر لکھتا ہون
جس دم پروردگار صحت دے فوراً چلے آنا دیر نہ لگانا میرا بہت حرج ہو رہا ہی برخوردار واجد علی
طولعمرہ کا ختنہ کردیا اللہ مبارک کرے دو چار ٹہیر گہا گر بہت عمدہ صورت دار ضرور
ہمراہ لانا قیمت مین تامل نکرنا ایک دوست کی فرمائش ہی میر صاحب کو ساتھ لاتے
تھے واقعی وہ خود نہ آئے سخت تعجب ہی کہ محمد رضا کو دس روپیہ دیے اور میر صاحب
کو لکانہ ملا اسکا سبب نہ کھلا مہاراج کو اتنا مقدور کہان تھا جو انکے جاڑے کا سامان
کردیتے اور ہمراہ لاتے لیکن ایسا نہو کہ وہ تمھارے ساتھ آنے کا قصد کرین اب
انکا یہ خام خیال ہی روزگار کی صورت اس سرکار مین محال ہی جس پر یہان کے جز و کل کا
مدار ہی وہ انسے بیزار ہی جب ادھر آنے کو کہین مروت سے چپ نرہنا عذر کرنا کہ جب
لیے جاتے تھے تم نہ گئے اب میرے ہمراہ چلنا مناسب نہین والد بدمزہ ہونگے بے
اجازت انکے تمھارا لیجانا میرے حق مین بہتر نہوگا مجھکو لکھا ہی کہ تنہا آنا کسیکو ہمراہ نہ لانا مولوی
یعقوب صاحب نے تمھاری طبیعت کا حال ہکو لکھا تھا اور یہ کہ مجھسے وعدہ خط کا کیا تھا
لیکن دیا نہین اور ہان بھائی ایک دوا ہاتھ آئی ہی اکثر تجربہ ہوا کبھی خطا نہین کی جو کوئی
بخار کی آمد سے پہلے بتاسے مین مونگ برابر رکھکر کھاجاتا خدا چاہے تو کچھ صورت

نہ لکھائے محمد حسن خان بیٹھے ہین سلام شوق اور تمھارے خط نہ لکھنے کی شکایت وہ بھی کرتے
ہین کہ لکھتے لکھتے ہاتھ تھکگئے جواب نہ بھیجا بیرنگ خط نہین تلف ہوتا ہی اور جو ٹکٹ لگاتے
ہین وہ کمبخت پھاڑ کر پھینک دیتے ہین صادق علیخان جا ایک سوار سرکاری تمھارا ذکر کرتے
تھے کہ مجکو مکان پر لیگئے حقہ پان وغیرہ سے مسافر پروری کی برخوردار واحد علی کو ہماری
طرف سے دعا کہنا۔ فقط

رقعہ ۴۴ نور چشم عزیز از جان قوت دل و جگر مزید تاب و توان مدا للہ عمرکم و مزید قدرکم
بعد دعاے صحت و سلامت و آرزوے دیدار فرحت آثار کہ زیادہ حد تحریر سے ہی واضح
خاطر عزیز ہو خط تمھارا عرصہ بعید کے بعد چوتھی کا لکھا دسوین کو آیا اسیقدر غنیمت ست مہینے
ڈیڑھ مہینے کے بعد بھی اگر یاد کرو خیریت ہی حال انکی طبیعت کا کھلا غضب کی جا ہی کبھی
مسہل ہین بیس دست کسیکو آئے ہین فقط مادہ کی کثرت تھی اگر رہتا تو خدا جانے کیا فساد کرتا
اب جو کیفیت مزاج کی ہو مفصل لکھ بھیجو کیا کہین جیسا رنج و قلق ہمکو حکیم پناہ علی صاحب کے
مرنے کا ہوا خدا خوب جانتا ہی بیمثل شخص مرگیا مہاراج بھی بہت تاسف کرتے ہین
رحمن کے ہاتھ کتاب فقیر محمد خان کی یعنی عیار دانش بھیجدی ہی اور کاغذ اور قطعہ تمھارے
بندے رکھے ہین جسدن سے یہان آیا ہون دو چار ملاقاتین مہاراج سے ہوئین وہ جکیا
کے جنگل مین شکار کھیل رہے ہین پہلے ملاقات جو الہ آباد مین ہوئی تھی تمکو پوچھا تھا پھر
گفتگو کا موقع نہین ہوا اگر آنا منظور ہو اور طبیعت کی گھبراہٹ دور ہو تو مفصل لکھو اور یہ بھی
کہ اسقدر در ماہہ جو ہو تو بسر ہو جاے پھر کوئی گنجلک نرہے اسکا جواب سمجھ بوجھکے اور
زمانہ کا رنگ دیکھکے لکھ بھیجو ہر روز بدتر ہی یہ رئیس بہت غنیمت ہی اگر نان خشک اس
سرکار مین میسر آئے اور کے قلیہ سے ہاتھ دھوئے نہ کھائے آئندہ اختیار ہی اور ظاہر
ایسا بھی معلوم ہوتا ہی کہ اگر ہم جیتے رہے تو شروع جاڑے مین مہاراج کلکتے ضرور جائینگے
بشرط زیست ہمارا بھی قصد مصمم ہی یہ چند سطرین اگر خانصاحب شفیق وہان ہون پڑھ
جواب لکھوانا۔ خانصاحب مشفق و مہربان مظہر لطف و احسان سلمہ بعد سلام شوق واضح
خاطر ہو رنگ زمانے کا آپ نے خوب دیکھا ہی اور یہ ابھی ناتجربہ کار ہین جیسی مصلحت

آپ کے نزدیک ہو باہم مشورہ کرکے مجکو لکھ بھیجو کہ اگر یہانتک انکی تنخواہ مقرر ہو تو چلے آئین اور
ہان بھائی میر مراد علی کو مولوی صاحب کے پاس چھاپہ خانہ مین ضرور ضرور بھیجنا اور منشی
صاحب کا حال لکھنا میان مخدوم بخش کو سلام انکا انجام لکھنا مرزا بنو تمکو بہت یاد کرتے
ہین واحد علی کو دعا کہنا فقط

رقعہ ۳۵ عزیز از جان سعادت مند ازلی نور چشم مرزا احمد علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
بعد دعا صحت و عافیت و تمنّاے دیدار فرحت آثار معلوم ہو فلک سفلہ شعار روز و شب
درپے آزار ہے سلکہ مین جان زار ہے آج یکشنبہ ۲۰ اگست ہے تمھارا خط عین انتظار مین آیا
دل نے قرار پایا ورنہ عجب سانحہ ہوا بسبب مکروہات چند در چند لکھنؤ سے خط نہین لکھا
تھا ایک تو اپنی پریشانی دوسرا حادثہ یہ ہوا محرم کے مہینے مین خواص صاحب مر گئے
داغ فرقت مہاراج کے دل پر دھر گئے نہایت ملال ہوا عجیب حال ہوا کہ نہ دربار سے
کام نہ ملک کا انتظام ہے مرنیکے پہلے ایک مہینے صاحب فراش رہا اس مین پریشانی رہی
جب مر گیا تو زیادہ انتشار رہا کچھ دن موقوف دربار رہا کسی کی تنخواہ کا ٹھکانا نہ تھا
اپنے اپنے حال مین ہر شخص دیوانہ تھا ایسی پریشانی مین خط کا اتفاق ہوا نام تو انکا
نہین لکھا مگر جواب مین معلوم ہوا کہ بہت تردد خاطر تھا میان بنو اور مرزا مغل خان
لکھتے ہین کہ مین بازار مین جاتا تھا ایک بزرگوار ملے فرمایا کچھ تمنے سنا رجب علی بیگ نارس
سے اپنے بیٹے کی ملاقات کو کانپور مین آئے وہ فتحپور گئے کو توال ہو گئے تھے کانپور
مین نہ ملے جب اُنھون نے قصد فتحپور کا کیا وہ دفعۃً سفر کر گئے دنیا سے گذر گئے اس خبر سے
عجب حال ہوا جس سے پوچھا مفصل کیفیت نہ کھلی بلکہ مولوی محمد یعقوب صاحب بھی
اسی صدمے مین مبتلا تھے للہ الحمد کہ تمھاری خیر پائی جان مین جان آئی اور تمھارے
روزگار کی بھی خوشی ہوئی خط نہ لکھنے کا رنج رہا اسی زمانے مین بنو کا خط آیا اپنی تکلیف
اور پریشانی کا حال لکھا تھا کہ برسات مین قبر بیٹھ گئی ہے اتنا نہین کہ درست ہو مگر تمھارا
مذکور اصلا نہ تھا اور تشویش تھی کہ یہ ماجرا کیا ہے آج تمھارے خط سے یہ کیفیت کھلی
کہ روزگار کیسا تم اُس نیکبخت کے علاج مین مبتلا ہو خدا اُسکو صحت دے عرصہ سے

وہ بیچاری بیماریوں مین گرفتار صاحب آزار ہی نہ یہ معلوم ہوا کہ مسہل کسکی رائے سے ہوا معالج کون ہی حکیم احمد علیخان صاحب علاج کرتے ہین یا کوئی اور شخص ہی خدا پر نظر رکھو اگر وہ فضل کریگا تو یہ کیا معاملہ ہی تشویش نکرنا ہوتا وہی ہی جو مرضی خدا ہی انسان کو استقلال ضرور ہی اور تم اللہ کے فضل سے بہت فہمیدہ اور سنجیدہ ہو اور بھائی سنو ہمارے جینے کا اب اعتبار نہین حال روز بروز بدتر ہوتا جاتا ہی آئین آنکھ بالکل نکمی ہو چکی اور دہنی مین غبار ہی اللہ یار جو آئندہ نون تمھاری جدائی سے بڑا حرج ہی الف لیلہ تمام کر چکا نظر ثانی کی دیر ہی وہ ہو نہین سکتی آنکھ کے روبرو جو اندھیر ہی جو اسکی مرضی مرزا حسین بیگ صاحب نے اس مہینے مین آنے کو لکھا ہی وبا کا جو حال لکھا تھا سچ ہی محلے ویران ہوگئے گرد کے گانون سنسان ہوگئے تین مہینے کے بعد چارشنبہ کو آیا تھا کل چھٹا دن ہوگا رام نگر جاؤنگا ضرورت ہی دو تین دن مین پھر آؤنگا بھیّا حواس مین بڑا فتور ہی نسیان کا وفور ہی ابھی کچھ کہا بھول گیا لکھنؤ مین بھی وبا کا بڑا زور و شور ہی ہر ایک زندہ در گور ہی نہو کو بعد دعا کہنا کہ جب تنخواہ ہاتھ آئیگی کچھ بھیجدونگا جبدن سے خواص مرے ہین مہاراج بنارس مین رہین اور سنو خان سے ضرور ضرور کہنا کہ خواص پہلے مر چکے جب تمھارا خط آیا تھا اگر زندہ ہوتا تو دس ہزار کیسے ایک شخص سے تیس ہزار کا وعدہ تھا اچھا ہوکے مرگیا نصیب اسکا برائی کر گیا نہین تو روپے ملجاتے اور مرزا لال صاحب سے کئی بار مین نے کہا جواب دیا گوشت خوردندان سگ مجھسے کیا واسطہ میرا کوئی کیا کر سکتا ہی اب آج کل ہفتہ عشرہ مین خط ضرور ضرور بھیجدیا کرو مغل جان نبو محمد حسن خان حفیظ اللہ رسالدار سلام شوق کہتے ہین میر محمود صاحب کو سلام منشی مقصود علی صاحب حکیم احمد علیخانصاحب اور احمد علیخانصاحب وکیل کی خدمت مین سلام نیاز فقط

رقعہ ۱۳۶ جان پدر نور نظر سلمہ بعد دعاے خیریت و تمناے صحت و سلامت واضح ہو آج ساتوین اکتوبر یکشنبہ کا دن ہی خط تمھارا آیا حال معلوم ہوا پہلے سخت تردد تھا آخر مین جو لکھا تھا اسکو دیکھکر شکر کیا فی الحقیقت زمانہ ناہنجار تمھارے درپۓ آزار تھا مگر رویراہ ہوا پروردگار نے رحم کیا مگر میری جان بہت سمجھ بوجھ کے جو کام کرنا وہ

خوب ہوگا منتظر عنایت باری رہنا چاہیے انشاءاللہ تعالی اب جلد ترقی ہوگی ہر چند کہ تمھاری
دیانت اور امانت ہمارے پیش نظر ہے تمسے خلاف وقت کوئی حرکت نہوئی مگر اطلاعاً مین نے
لکھا ہے کس مدت تک زمانے نے تختۂ مشق کیا کیسا کیسا آسیاے فلک نے پیسا اب
اللہ نے فضل کیا بہت قریب صورت معقول نکل آیگی یہ بے کیفیتی دور ہوجایگی مگر
احتیاط شرط ہے دنیا مین کوئی کسیکا دوست نہین غرض کے آشنا ہین یہ لوگ برے ہین
خدا انسے کام نہ ڈالے تم غور کرو خانصاحب نکل گئے ہمکو انسے یہ امید نہ تھی جو کام کرنا
بہت ہوشیاری سے حرص کو کام نکرنا اسی کے فضل پر نظر رکھنا دیکھو کیا ہوتا ہے جس جگہ
پر خیمۂ حرص برپا ہوتا ہے راستی وامانت و دیانت اس مکان سے اٹھ جاتی ہے آخر کو خرابی
آتی ہے یہ حرص دنیا مثل ریشم کے کیڑے کے ہے جسقدر زیادہ جمع کرتا ہے اسکے اندر آخر کو
گھٹ گھٹ کے مرتا ہے اور چند آدمیون سے پرہیز لازم ہے جس شخص نے جھوٹ اور
خیانت کو اپنا شعار کیا ہو راستی وامانت اسکے نزدیک عیب مین داخل ہے دوم بیجا
اور بے ادب بے سبب لوگون کے حق مین بدگمانی کرتے ہین اور بیوجہ خلق خدا کو
رنج پہونچاتے ہین اور بجائی تعجیل کا انجام پشیمانی ہے کبر و غرور کا انجام دشمنی ہے
راستی موجب رضای خدا است ٭ نفسانیت کو مزاج مین دخل نہ دینا چار باتین
کارپرداز پر واجب ہین اول حسن انتظام اور خیر خواہی کے التزام سے سرکار کو راضی
رکھے دوم بنائے کار راستی و درستی پر رکھے سوم شعلۂ غضب کو آب حلم سے بجھاتا رہے
وسوسۂ شیطانی سے دل کو بچاتا رہے چہارم جو حادثہ پیش آئے اسمین ثابت قدم رہے کسیکی
خاطر سے کسیکی حق تلفی مین کوشش نکرے وہ ارحم الراحمین ہے دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ اسکا حال نہ لکھا
کہ کسکی سعی سے یہ روزگار ہوا اور رلے بریلی کی کوتوالی کی تنخواہ کیا ہے اور میر علی حسین
سررشتہ دار تمسے کسطرح پیش آئے کیونکر ملاقات ہوئی کیا بات ہوئی سررشتۂ
بندوبست مین صورت کیون نہ نکلی کہ مین اسکا شکر عنایت یا بے پروائی کی شکایت
میر امیر علی صاحب سے کرون اسکا لکھنا ضرور ہے آپ یہان سے میرا احوال سنو شاید تمھارے
ملال کو مین نے نہ لکھا ہو اٹھارھوین صفر پانچوین ستمبر چہارشنبہ کو دربار پیادہ جاتا تھا

حفیظ اللہ ساتھ تھے قلعے کے قریب دو گاڑیں دوڑی آئیں ایک نکل گئی دوسری کی جھپٹ
مجکو لگی گر پڑا کپڑے لتے ہو گئے چوٹ بہت آئی در بار نگیا دن زیادہ آیا تھا چھتری بھی
ٹوٹ چکی تھی دھوپ مین جو واپس آیا نزلہ چھاتی پر گرا کچھ بد پرہیزی ہوئی صبح کو گلا بند ہو گیا
معاذ اللہ جو اُلجھن ہوئی وہ کیا لکھون خدا خدا کر کے آوار جو کھلی تپ شروع ہوئی طاقت یکقلم
نہ رہی حکیم نہین دوا نہین بجز خدا دوسرا نہین بنارس مین حکیم احسان علی خان کی دوا کو آیا
تپ نے ہاتھ لگاتے ہی پاؤن پھیلایا جسدن تمھارا خط آیا میر امیر علی صاحب کی خدمت مین
گیا خط تمکو روانہ کیا پھر ایسی تپ آئی کہ ہوش نرہا چنانچہ اکیسوین یکشنبہ کو بنارس آیا
آج بیسوین ربیع الثانی ہی پار نہین گیا علاج کرتا رہا خوبی تقدیر سے وہ جونپور چلے گئے
مجکو کچھ بن نہ پڑا شنبہ تیرھوین ماہ حال کی تھی جونپور گیا یکشنبہ پانچوین اکتوبر ۱۸۵۱ ماہ حال ہی
بنارس مین آیا خط تمھارا پایا اگر زندگی ہی صبح کو پار کا عزم ہی بہت دنون سے مہاراج کو
نہین دیکھا ہی بالفعل دسہرا ہی بڑی تیاری تھی دو بار یہان سے خبر راجہ صاحب نے
منگوائی ہی تمھارے ساتھ کون کون ہی یہ سب کیفیت جلد لکھ بھیجو مرزا نبو کا سلام

خدا بخش کی تسلیم فقط

رقعہ ۳۷ نور چشم غفلت شعار فرزند فراموشکار مد اللہ عمرہ و زید قدرہ بعد دعا اور
دیکھنے کی تمنا کے معلوم ہو اتنے عرصے سے خط نہین آیا کہ شمار بھول گیا ہر چند مرزا حسین بیگ صاحب
نے کچھ اُٹھا نرکھا ہوگا سب کچھ مفصل حال کہا ہوگا ابتک جہان آتش و رکاسہ ہی عجیب و غریب
تماشا ہی تمھاری چشم پوشی اور فراموشکاری کا یہ اثر ہوا کہ بائین آنکھ کے نور نے بھی منھ
پھیر لیا ہمکو بد حواسی نے گھیر لیا جو مرضی خدا کیا چارہ لہذا کلکتہ کا عزم ہی اگر زندگی نے
مہلت دی اور رفاقت کی تو اسی مہینے مین جاؤنگا دیکھیے ہماری تقدیر مین تمسے ملاقات
بھی ہی یا حسرت لیجائینگے اور مفصل ہمارا حال موجب ملال کا ہوگا اس سے قلم بند کیا یہ فقرہ غور کرو
تو نیا لکھا ہی افسوس ہی جو ہم چاہتے تھے وہ نہوا ارمان رہگیا ؎ ای بسا آرزو کہ خاک
شدہ ٭ جو اس سن مین پیدا کیا تھا عزم یہ تھا تمکو دیکھائین ساتھ نرے جائین فلک
نے نچاہا اگر دس بارہ دن مین بھی جواب آئیگا ہمکو ملجائیگا اور جو لکھنا تو سب کچھ

لکھنا اپنے گھر کا حال منشی مقصود علی صاحب کا رنگ میر محمود صاحب کا ڈھنگ حکیم احمد علیخانصاحب کے مزاج کی کیفیت مرزا امام علی نبھے کا طور سب بغور لکھنا در پنولا الف لیلہ نظم و نثر منشی نولکشور صاحب نے بہت روپیہ دیکے لکھوائی ہی جو کچھ ہمنے ہزیان بکا ہی اُسکے چھپنے کی بھی نوبت آئی ہی بفضلہ تعالی یہ سب تمھاری نظر سے گذرین گے اُسوقت یاد کرنا ہماری روح کو شاد کرنا اور جن جن کا ہمنے نام لکھا ہی سب سے ہمارا سلام و نیاز عرض کر دینا اور جو حال تمکو معلوم ہی سنا دینا آنکھ کا رنج ہر دم مد نظر رہتا ہی آنسوؤن کا دریا بہتا ہی لطف زیست نرہا اور یون تو جیتے ہین کھاتے ہین پیتے ہین مرزا امان بیگ مرزا ابو حفیظ اللہ رحمان محمد محسن خان سلام بندگی کہتے ہین یاد مین رہتے ہین لے لو للہ الحمد والمنۃ کہ بعد عرصہ دراز تمھارا خط آیا ۱۲ دسمبر کا بھیجا ۱۹ شنبہ کو میرے پاس پہونچا رنج و راحت کو توام پایا خط کی خوشی مزاج کی بدمزگی دیکھکے ملال ہوا جب چرخ دری آزار ہوتا ہی ایسا ہی معاملہ برروے کار ہوتا ہی مرزا عنایت علی نے اسقدر مہربانی فرمائی پروردگار عالم اُنکی ترقی کرے فلک جفا پسند کو بری معلوم ہوئی یہ گردش دی بیٹھے بٹھائے دس بیس روپیہ کی زیر باری ہوئی سفر کی صعوبت اُٹھائی بیمار ہوکے گھر پھر صحیح سلامت آئے شافی مطلق صحت کامل عطا کرے اُنسے خط و کتابت موقوف نکرنا وقت پر منحصر ہی کبھی تو ارحم الراحمین فضل کرے گا ؎ اُسے فضل کرتے نہین لگتی بار نہو اُس سے مایوس امیدوار ؛ مرزا حسین بیگ صاحب نے عارضہ کا حال جو تمسے کہا کہ صحت ہو گئی سب غلط ہی وہی صورت ہی خوف آیندہ سے گھبرا کے کلکتہ جاتا ہون دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہی اور یہ سچ سمجھنا تم سے کبھی جھوٹ کا اتفاق نہو گا پانچ برس کی خدمتگذاری اور کتاب کہنے کا صلہ دو شالہ رومال ملا تھا اُسکو بیچکے قرضخواہون کو دیا خدا شاہد ہی ساٹھ ستر روپیہ کا قرضہ اب بھی باقی رہا اس سفر مین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی یہ کچھ روپیہ آتے ہین پچاس روپیہ مرزا صاحب کے گھر مین دینا اور سو روپیہ برخوردار واحد علی کو دیجیے گا دس روپیہ بہو کو ہمارے مزاج کا حال تم خوب جانتے ہو مگر نا چاری مین یہ دینا ہی جس سے ندینا اچھا ہوتا ہی اللہ خوب جانتا ہی ہمین سب کا

خیال ہی پر کیا کرین مجبور ہین اپنے نزدیک بمقصور ہین اپنے علاج سے غفلت نہ کرتا
پرہیز کا خیال رہے یہ سن دن اور سانس کا چڑھنا کھانسی کا بڑھنا نزلہ کا رو سیاہ ہو
یہ سب فساد اُسیکا ہی اللہ پر نظر رکھو بیکسون کا مددگار وہی ہی یار نہ مددگار او راس سن مین
اور ونکی فکر مین مبتلا ہو جو اُسکی مرضی یہ بھی شکر کا مقام ہی کہ آجتک اپنے ہاتھ پانوٴن کی
بدولت روٹی کہاتے ہو اور ون کو کھلاتے ہو کسیکے شرمندہ نہین صاحب نصیب ہو یہ
دن بھی گذر جائینگے ؎ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند ٭ جواب جلد لکھو اور طبیعت کا
نقشہ مفصل کسطور پر ہی فقط

رقعہ ۳۳ عزیز از جان سعادت و اقبال نشان مد اللہ عمرہ بعد دعا معلوم ہو کہ تیرہ
چودہ دن کا عرصہ ہوا خط تمکو لکہا تھا دور دورسے جواب خطون کے آئے تمہارے
خط کا حال معلوم نہوا کہ تمکو پہونچا یا نہین اپنا حال بمشقت کمال تمکو لکہا تھا کہ دہنولا
دوسری آنکہ جو باقی تھی اُسمین غبار آگیا بہت تشویش ہی اور اُسکے قلق سے یہ نوبت
ہوئی کہ خفقان کی شدت ہی اختلاج قلب سے خواب و خور موقوف ہی سخت وحشت
ہی تنہائی ہی دوسرا غمخوار نہین مددگار بجز ذات پروردگار نہین جو پانچ چھہ دن کیواسطے
یہان چلے آؤ تو تمکو دیکھہ لین روز حال تو دیگر ہوتا ہی خدا کے بعد تمہارا سہارا ہی
غور کرو اور کون ہمارا ہی بہت سی باتین موقوف بملاقات ہین اور ریل بھی لکھنوٴ سے
بنارس تک ہی ایک دن مین آدمی یہان آتا ہی جسطرح ہوسکے چلے آؤ ہمارا حال دیکھہ جاؤ
خدا جانے آج کیا ہی کل کیا ہوا سمین غفلت نکرو اور جو کچھہ ضرورت ہو تو لکھہ بھیجو کہ
مین بھیجدون مین نے تمہارے آنے پر موقوف رکھا تھا پانچ چھہ روپے سے زیادہ
صرف نہین اور امان اللہ بیگ آلہ آباد مین ہین اُنکو ہمراہ لیتے آنا چوک مین رفوگر
رہتے ہین وہان ہونگے ایکدم قیام کرنا اُنکو ضرور ساتھہ لے آنا اسکا جواب جلد لکھو کہ
دیر کی کیا وجہ ہی سخت تشویش ہی تمہارا آنا پر ضرور ہی نہایت تنگ ہون تنہائی ہین مجھسے
کچھہ بن نہین آتا ہی دن رات تردد مین اوقات بسر ہوتی ہی جلد آؤ کہ مجکو تسکین ہو سات
مہینے بہت راحت سے گذرے جہان گئے آنکھون مین جگہہ پائی جسدن سے

یہان آیا ہون بہت گھبرایا ہون دشمنون کے پالے پڑے ہین زندگی کے لالے پڑے ہین جو ہی دشمن جان ہی عقل حیران ہی کہ یہ کیا سامان ہی خط دیکھتے جواب لکھنا اور آنے کا سامان کرنا وگرنہ اختیار ہی جو اپنی کیفیت ہی وہ لکھدی حکیم احمد علیخان صاحب اگر ہون اُنسے کہنا دہنی آنکھ مین جسدن سے غبار آیا ہی اُسکی تشویش سے یہ حال ہی بیٹھے بیٹھے پسینا آیا دل دھڑکنے لگا کلیجہ بھڑکنے لگا غنیمت یہ ہی گھڑی دو گھڑی سے زیادہ وہ کیفیت نہین رہتی اگر زیادہ عرصہ کھنچے زندگی وبال ہو خدا جانے کیا حال ہو جو بتائین دوا غذا پرہیز لکھنا سبکو دعا فقط

رقعہ ۳۹ نور چشم عزیز از جان لخت جگر از حال پدر پیر بجبر مدا اللہ عمرہ بعد دعا معلوم ہو تیسری تاریخ ربیع الثانی کی شنبہ کا دن تھا خط نبو کا آیا با دل خان کا آنا مفلسی کی پریشانی بیسر و سامانی لکھی تھی کہ ماہ آئندہ مین ضرور قصد ہی مجکو مہاراج کی سرکار مین نوکر رکھوا دیجیے اب میرا حال سنو دو پریشانیون کے باعث جو طبیعت ٹھہری تھی پھر بگڑ گئی الجھن اور گھبراہٹ ہونے لگی ایک تو غلہ کی گرانی پندرہ سولہ آدمیونکا خرچ دوسرے تہیدستی کی پریشانی قرضخواہون کا تقاضا یہ سب سامان خفقان کے ہین زیادہ تر فتور آنکھ کا ہی کہ غبار آجاتا ہی اس وجہ سے جی بہت گھبراتا ہی اسکے علاوہ مہاراج صاحب گنج مجکو بھیجا چاہتے ہین جو وہ یہان آئین اور مین نہ ملون کہین بیٹھنے کا سہارا نہین کس خرابی مین پڑین آپ بتاکید کہدیجیے کہ بغیر مجھسے پوچھے اگر قصد بنارس کا کروگے خراب ہوگے اگر خدا چاہتا ہی تو کچھ تمکو بھیجدونگا جلدی نکرنا اپنی یہ صورت ہی کوئی اپنا پوچھنے والا نہین کہ کیسے ہو ہر طرف سے لاؤ لاؤ ہی لوگون کی بےاعتنائی سے سینہ مین گھاؤ ہی ہم تن تنہا خدا کے سوا کوئی پوچھنے والا نہین الجھن کے بغیر چارا نہین ایک تمھارا دم ہی سو یہ ستم ہی ہم کہان تم کہان یہ بھی گردش دوران ہی دیکھیے خدا کو کیا منظور ہی اب سب اعضا پیہم جواب دیتے جاتے ہین کسی دن کے نشیب و فراز مین کوچ ہو جائیگا اُسوقت ہر ایک بیفائدہ پچتائیگا گردش تقدیر دیکھیے کہ پیہم صدمے ہوتے ہین اُدھر مرزا حسین بیگ صاحب کا رنج ہوا اِدھر میر باسط علی صاحب بھی ضعف کے پہنے

مین کوچ کر گئے انکا بھی غم ہوا روزمرہ کا صرف نہ کم ہوا اسواسطے اکثر تمکو لکھا کہ دس بارہ
دن کے بعد پرچہ ہمکو لکھا کرو ہمارے حال سے غافل نہ ہو اگر تقدیر سیدھی ہوتی تم ہمارے
پاس ہوتے اسقدر ہم کیون بدحواس ہوتے لیکن کیا کیجیے مرزا جان صاحب کی حماقت تو
خوب جانتے ہو محمد حسن خان نے ورغلا ن کے اپنے مکان مین رکھا ہی ہرچند مین نے
سمجھایا اُس شخص کے خیال مین نہ آیا اب جب آتے ہین اپنی تکلیف اور بیچینی سناتے ہین
کہ کھانا بدمزہ ملتا ہی بیٹھنے کا سہارا نہین اکثر کہتے ہین آپ کا مزاج آگے ایسا نہ تھا کیا کہون
پچاس روپیہ کی نوکری ساٹھ روپیہ مہینے کا خرچ آوے تو کہان سے آوے
تنخواہ سب بنیے کو جاتی ہی کچھ بن نہین آتی ہی آنکھ نے اور مجبور کر دیا ہی کہ کہین
جا نہین سکتا جب تک دوسرا غمخوار نہو یہ خیال کرتا ہون کہ کانپور چل کے بیٹھ رہون
وہان کوئی امیر قدردان نہین کہ بلا سے خشک روٹی کا سہارا ہو خدا جانے تم کسطرح
اوقات بسر کرتے ہو بڑے جوانمرد ہو یہ خط رو برو رکھکے سب باتون کا جواب لکھنا کہ
کچھ تسکین ہو اور منشی نول کشور صاحب کا حال لکھنا یہ بھی گردش تقدیر ہی کہ جس
شخص نے بے طلب صدہا روپے دیے وہ مانگنے سے منھ چھپائے سوا ے اپنی
قسمت کے اور کیا کہا جائے مہاراج یہان نہ تھے امروز فردا آنے والے ہین
مرزا جان کے روزگار کا حال معلوم ہو جائیگا تو سے سب مدارج سمجھا دینا حکیم صاحب
رسالدار اور سبکا سلام نیاز خدا بخش کی تسلیم ۱۲

رقعہ ۱۳ عزیز از جان مد اللہ عمرہ بعد دعا اور دیکھنے کی تمنا کے معلوم ہو انتہا کی
ہماری بدقسمتی ہی کہ جب تم سے ہمکو رنج پہونچے تو اور کسیکا شکوہ بیجا ہی دو مہینے کا عرصہ ہوا کہ تختہ
مشق عوارض چند در چند ہون اس تنہائی و غربت مین کہ نہ یار و نہ مددگار بجز ذات پروردگار
تمکو کس کس منت و سماجت سے لکھا کہ اگر پندرہ دن کے بعد چار حرف لکھ کے بھیجدو تو ہماری
تسکین ہو لیکن تمھارے خیال مین ہرگز نہ آیا طرہ اُسپر یہ ہی کہ خط مین لکھا کہ دو قطعہ روانہ
کیے کیا قصور ہوا کہ جواب نہ آیا بھلا سنو تو وہ دونون نہ آئے یہ تیسرا خط کیونکر آیا جسکو
بھیجا وہ پہونچا جو نہ لکھا اُسکا ذکر کیا خیر جو خوشی تمھاری اب یہ ذکر سنیے کہ تمھارا خط سولھوین

تاریخ کو ہمارے پاس پہونچا ہم اس مصیبت مین تھے کہ تپ شدید تھی اور اشارے سے
بات کرتے تھے گلا بند تھا مگر چار و ناچار افتان و خیزان بنارس مین گئے اُس روز تعزیہ
یہان اُٹھتا تھا سب کے سب وہان تھے اپنا مُنھ لیکے تپ مین پڑرہے آج دوشنبہ ہر
صبح اُٹھکے اُنکے پاس گیا اُنہا کا خط لکھدیا کھلا ہوا آتا ہی پڑھ لینا اب قسمت کی خوبی ہی غرضکہ
بہرکیف وہ جہان ہون اُنکے پاس جایئے تقدیر آزمایئے حسرت نہ رہجائے پروردگار
چاہے تو ناکام نرہیےگا کہ اُنھون نے اپنی اسامی آپکو دی ہی اُنکا احسان کچھ نہین
اسکو غفلت کے حوالہ نکرنا آیندہ اختیار ہی اور یہ پرچہ میرا اُنکو دکھا دینا جس کام کو
کرتے ہین پہلے اُسکا بندوبست کرتے ہین آپ کو وقت کے وقت یاد آیا خیر
جو مجھسے ہوسکا وہ کیا اور جو میرے متعلق ہو مین حاضر ہون جہان کہو جاؤن جس کام کو کہو
بجالاؤن اور مین تم سے کیا خفا ہونگا جو تمنے لکھا ہی کہ قصور معاف کرو یہ بھی تمھاری
حماقت ہی کہ مجھسے ایسا خیال کرو اس وقت تک وقت ڈاک کا تھا جلدی مین یہ لکھدیا
پھر مفصل اپنی طبیعت کا حال اور سرگذشت ایذا اُٹھانےکی لکھونگا یہ دو سطرین انتشار طبیعت
مین لکھی ہین کوئی چست فقرہ نہ نکلا بعد ملاقات جو حال لکھوگے تو مین بھی کچھ بھیجونگا جو
مناسب سمجھنا حوالہ کر دینا و آلا خانصاحب شفیق محمد معظم خان کو بعد سلام شرکت اُنکی
ضرور ہی اور یہ خط دیکھیےگا ایسا کوئی کسیکو لکھتا نہین محمد حسن خان سے ملاقات ترک ہی
یہ بھی خدا کی قدرت ہی کہ خان صاحب ہمسے بگڑ جائین مرزا انبو کا سلام میان حفیظ اللہ سلام
کہتے ہین خدابخش کی تسلیم فقط

رقعہ ۱۸ نور چشم عزیز از جان باعث تاب و توان مرزا احمد علی عمرہ بعد دعا
معلوم ہو خط تمھارا آیا حال سب معلوم ہوا شنبہ مہاراج صاحب لور سے ملازمت ہوئی
مگر تمھارے نہونے سے رنج ہوا جو ہوتے تو فائدہ سے خالی نہ تھا اُنکے کوچ مقام کا حال
معلوم نہین مگر یہ شعر تقلم علی یا خط گلزار مین لکھ رکھنا کہ اُسی راہ سے ریاست لور کو جائینگے
اور شعر یہ ہی ۵ گل پھینکے ہی اورونکی طرف بلکہ ثمر بھی ای رونق گلزار ہمان کچھ تو ادھر بھی
اسکو لکھ رکھنا ملاقات کے وقت دینا تمھارا ذکر آچکا ہی آدمی خوش ہمت ہی اور مہاراج کا

بنارس جانا معلوم ہوا خط نہ لکھنا آنکھ کا باعث ہی مجبور ہون کیا کرون واحد علی کو
دعا سبکو سلام فقط

رقعہ ۴۲ نور چشم عزیز از جان مدا للہ عمرہ بعد دعا اور دیکھنے کی تمنا کے معلوم ہو
پہلا خط تمھارا پانچوین ذیقعدہ کا لکھا ۱۲۴۲ھ شہر صدر کو مجھ تک آیا حال معلوم ہوا آب دوسرا
قطعہ رحان ۲۶ تاریخ ذیحجہ پنجشنبہ تھا کہ لایا حال دریافت ہوا عجب اتفاق ہی خارج سے
معلوم ہوا تمھارے گھر کے لوگون کی طبیعت علیل ہی اور دو بار تمکو لکھا لیکن تمنے قلم انداز
کیا سبب اسکا کیا ہی مرزا حسین بیگ صاحب اور مولوی یعقوب صاحب نے لکھنؤ
سے لکھا یہ ماجرا کیا ہی اور ہمارا یہ رنگ ہی کہ جسدن سے بیمار ہوے آج تک مہلت نہین ملتی
۱۰ ذیحجہ دوشنبہ کا دن گذر کے نصف شب باقی تھی زیر ناف درد ہونے لگا یہ نوبت ہوئی
کہ تڑپتے تڑپتے صبح ہوئی پھر دن چڑھے گردے کی باری آئی قے کی تو آنکھ لگ گئی تمام رات کا
جاگا تھا پہا تک سویا کہ پہر دن رہے آنکھ کھلی باہے درد موقوف ہوگیا بارہ پہر کے
بعد غذا ہوئی دوسری کیفیت یہ ہی عرصہ سے پیشاب مین ریت آتی ہی اُسکی وجہ سے طبیعت
بگڑ جاتی ہی دیکھیے انجام اسکا پروردگار کیا کرتا ہی ضعف کی یہ ترقی ہی چار قدم چلنے مین دم
چڑھتا ہی دوسرے گاہ گاہ یہ تماشا ہوتا ہی دم تحریر ہاتھ مین رعشہ ہوتا ہی نظر کی یہ صورت
ہی لکھنے مین وقت ہی جہان سے قلم اُٹھایا پھر وہان نہ آیا دوسرا یہ ماجرا ہی اتنا کوئی نہین
کہ دو حرف لکھدے ہاتھ بٹائے آنکھون پر زور پڑنے کی نوبت نہ آئے محمد حسن خان
صاحب کا یہ رنگ ہی کہ حقوق سابقہ چھوڑکر جسدن سے یہان آیا ہون نوکری معاف ہی
حکم ہی کہ مرزا صاحب کے پاس حاضر رہو جو وہ کہین وہ کرو چار برس مین آدھی الف لیلہ
لکھی ہی سو پھاڑ کے پھینک دینے کی گون ہی دو مہینے سے بنارس جانے کا اتفاق
نہین ہوا وہ مقدمہ ابتر پڑا ہوا ہی فقط

رقعہ ۴۳ عزیز از جان مرزا احمد علی سلمہ بھائی جسدن سے یہان منڈیا نون لٹا ہی
سارے شہر سے کھانا پانی چھٹا ہی فلک نے لکھنؤ کی خوب خاک اڑائی ہی کیا لکھون
جو جو ایذا دکھائی ہی نہ دن کو چین نہ رات کو آرام ہی ہر دم جان کا دغدغہ ہی زیست

بنام ہی اگر یہان کی خرابی تحریر کرون دو جزمین تمام نہو یہ قصہ اتمام نہو اگر زیست باقی ہی اور
جیتے ملجائینگے یہ کہانی زبانی سُنائینگے دوسرے کا نپور کا حال سُنکے عقل دنگ ہی
عافیت تنگ ہی یہ آدمی جان جوکھون کرکے وہان آتا ہی دیکھیے کیا خبر لاتا ہی تم اپنا حال لکھو
کچھ تو تشفی ہو ایک روپیہ اسکو اجرت مین دینا یہ پرچہ لینا اور وہان کا حال لکھ بھیجو کہ ہوش ہی
نہ حواس ہی عالم یاس ہی جان کے لالے پڑے ہین دن رات کھٹکے بڑے بڑے ہین ستم بیگ
یہان سے راہی ہوگئے معلوم نہین کیونکر پہونچے سینہ کوفت سے رخنہ دار ہوگیا تمام شہر کسمار
ہوگیا روز نیا ہنگامہ برپا ہوتا ہی کیا کہون کیا کیا ہوتا ہی ابتدا سے انتہا تک وہان کا حال لکھنا
اپنا سب رنج وملال لکھنا آج تک مجھی بھون مین جمع تھا دیکھیے اب ہوتا کیا ہی سامان اچھا
نہین برا ہی ہکو نہ کسی سے غرض ہی نہ مطلب ہی جان کا ڈر اب ہی چھوٹے بڑے کو نام بنام دعا
وسلام کہنا سب کا حال لکھنا خطرہ یہ ہی کہ بارہ دن سے تپ آتی ہی کھڑے ہونے کی طاقت نہین

دغدغون سے مہلت نہین غلہ گران ہی دوانہ غذا ہی ہردم شکر یزدان ہی

رقعہ ۴۲ نور چشم عزیز از جان سعادتمند ازلی مرزا احمد علی مدالله عمرہ بعد دعا اور
دیکھنے کی تمنا کے واضح ہو خط تمھارا آیا احوال معلوم ہوا حکیم صاحب کی صحت سے
طبیعت کو فرحت ہوئی مگر تمھارے گھر کا حال سنکر اور انکا رنج وملال سنکر بہت پریشانی حاصل
ہوئی جو منظور خدا بشر کا چارہ کیا ارحم الراحمین اُسکا نام ہی بندون کی پرورش
اُسیکا کام ہی جسپر وہ عنایت کریگا یہ سب رنج وملال بھول جائیگا بہرحال اُسکی رحمت
کا امیدوار رہنا چاہیے کہ وہ خود فرماتا ہی لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللهِ اندنون مہاراج چکیہ
مین ہین یقین ہی کہ دو تین دن مین رونق افروز ہون انشاء الله تعالی جو تمنے لکھا ہی اُس مین
تامل نہوگا اور محمد حسن سے سب کچھ کہدیا ہی بلکہ خط بھی تمھارا انھین کے پاس ہی وہ کہتے ہین
کہ مین انکو خط لکھ چکا ہون یقین ہی اور پھر لکھین اور تمھارے لکھنے کے موافق اطریفل بھی
شروع کیا مگر بازاری ہی اور نسخہ جو تمنے لکھا تھا وہ گم ہوگیا اگر موقع ہو تو حکیم احمد علیخان صاحب
سے پوچھکر لکھ بھیجنا مع وزن اور بدرقہ کیا ہوا اللہ کی عنایت سے تم بہت مستقل
مزاج ہو گھبرانا نہین پروردگار جلد فضل کریگا کہ تمھارا رنج وملال دور ہوجائیگا دیکھو

خداوند کریم نے تمپر کیسی کیسی عنایتین کین کہ تم کسیکے کسی وقت شرمندہ نہین ہوے جو کچھ ہوا تمنے اپنی قوت بازو سے پیدا کیا اورغیرون کو کھلا دیا جب خط ہمکو لکھا کرو ہمارا خط سامنے رکھکر جواب لکھا کرو

رقعہ ۴۵ عزیز از جان نور چشم باعث تاب و توان سلمہٗ دوسری تاریخ صفر کی سہ شنبہ تھا جو خط تمھارا آیا یہ مژدہ سنایا اسکو لیجاکے لپنے ہاتھ سے دینا فورًا جواب لیکے بھیجدینا جو حال تمنے لکھا تھا مجکو یقین ہی کہ تم دروغگو نہین ہو بیٹا دنیا کلھی رنگ ہی جسپر احسان کرو ایسی باتون کے منتظر رہو اگر خدانے چاہا اور منشی صاحب نے بلایا تو فورًا مجکو کانپور مین سمجھو درینولا نہایت مجبور ہون ورنہ اس خط سے پہلے پہونچتا بغیر پچاس روپے آنہین سکتا مگر جان لڑا ونگا خدانے چاہا تو جلد آونگا آیندہ جو مرضی خدا بندہ کا اختیار کیا گرمی کی یہ شدت ہی کہ بیان مین زبان پر چھالے ہوتے ہین زخم جگر آبلے ہوتے ہین مہینے سے زیادہ عرصہ ہوا ایک بوندپانی کی نہین برسی دن رات بھنتے ہین سر دھنتے ہین جب تک جلگئے ہین زبان بیہانی پانی ہی نیند جو آتی ہی وہی زندگانی ہی مرزا مغل جان مرزا نبو حکیم واجد علی رسالدار سلام تمنا سے تمام کہتے ہین واحد علی کو دعا ہو کی صحت سنکے شاد ہوئے بند فکر سے آزاد ہوئے

رقعہ ۴۶ برخوردار نور چشم راحت جان طولعمرہٗ بعد دعا اوردرازی عمر کے معلوم ہو کہ خط تمھارا آیا حال معلوم ہوا برخوردار واحد علی کی صحت ہونے سے دل کو خوشی ہوئی اللہ اپنے فضل وکرم سے بصحت و عافیت رکھے اور ہمارا حال قابل بیان نہین پروردگار کا شکر ہی حسب طلب یہ چند سطرین لکھی ہین اسکو جدا کرکے مولویصاحب کی خدمت مین حاضر کرنا اور جواب لینا درینولا منجانب اللہ بیجوا ہشش الورکے راجہ نے میری تمنا کی ہی جو شقہ آئیگا ضرور جاؤنگا کوئی شخص یوسف مرزا اُنکے رفیق ہین اُنھون نے میر علی حسین کو کلکتے لکھ بھیجا وہان سے مجھ تک آیا شقہ آگیا تو لطف ہوگا بہت خوش ہمت وہ شخص ہی جو دیکھے نہ بھالے اور توقیر سے بلائے آیندہ جو منظور خدا ہمارا حال مفصل مرزا جان کی زبانی معلوم ہوگا یہ پرچہ

جدا الکھ کے مرزا حسین بیگ صاحب کو بھیجدینا برادر صاحب باوقار دردمندو نکے غمخوار سلمہ اللہ تعالیٰ فلک دیپے آزار شفیق نہ دوستدار فقط اللہ کا سہارا ہی اُسی پر مدار کار ہمارا ہی

گر بانِ ندیم زندہ بر دوزیم ٭ جامہ کز فراق چاک شدہ ٭٭ وزبر دیم عذر ما بہ پذیرند ای بسا آرزو کہ خاک شدہ ٭ جو کوئی ہمین پوچھے یہ قطعہ سنا دینا رونا رلا دینا از یار رودیار دور دل زخمی سینہ مین ناسور پر حسرت سرور زیادہ دعا

رقعہ ۴۷ برخوردار سعادت اطوار بیخبر از حال پدر پیر در بلاے بیوطنی اسیر سلمہ اللہ تعالیٰ بعد از دعا واضح ہو لکھتے لکھتے ہاتھ تھکے اور مولوی یعقوب صاحب نے زبانی بھی سب کچھ کہا تمنے خط نہ لکھا خدا جانے ہمسے کونسا قصور ہوا کہ یہانتک نوبت بہم پہونچی خلاصہ یہ ہی جسدن سے ہمنے ادھر کا رخ کیا صحت وہین رہی بیماری ہمراہ ہولی رفیق شام و بیگاہ ہوئی پہلے الہ آباد مین شانے پر پھوڑا ہوا دو مہینے مین صحت پائی اُس دن سے آج تک مہلت نہ ملی چار دن فرصت نہ پائی تھا آئی عارضون نے گھیرا ہی صحت نے منھہ پھیرا ہی آنکھہ بہت چشم پوشی سے خیرگی کرتی ہی نگاہ ہاتھ بھر پر تیرگی کرتی ہی ہر بار تقاضاے اجل ہی ہوش و حواس مین خلل ہی معاملہ دیبیش ہو گیا کوچ آج نہین کل ہی فلک کو غریب الوطنی مین یہ روز سیاہ دکھانا تھا آنا یہانا تھا اگر منظور ہمارا دیکھنا ہو ہفتہ عشرہ کو تکلیف کرو دو پہر مین الہ آباد پھر وہان سے ڈاک پر دوسرے دن یہان پہونچو گے ایک آدمی کوئی چالاک ہمراہ لینا فصل جاڑے کی ہی کانپور کی غذا یہانتک پہونچا دیگی اور مہاراج بہادر فرماتے تھے کہ ہمنے اُنکی وہان تلاش کی پتہ نہ ملا بلکہ میان خضر سے بھی پوچھا اُنھون نے بھٹکا یا پتہ ہاتھہ نہ آیا لہذا لازم و ضرورت ہی کہ جلد روانہ ہو وگرنہ اختیار باقی ہی ہکو جو کہنا تھا کہ چکے جسطرح ہو قرض وام کرکے روانہ ہو آگے تم جانو اپنے ساتھ اور کسیکو نہ لانا ایک آدمی راہ کی خدمت کے واسطے مضائقہ نہین اگر کوئی باورچی تین روپے اور کھانے پر راضی ہو اُسکو ساتھ لے لینا اُسکی بہت تکلیف ہی باقی اور کیا لکھون انتہا تحریر کی ہو چکی بنارس مین پہونچکے دال کی منڈی مین کچی سرا وہان ٹھہر کر پرانے چوک مین مرزا مغل جان کی دوکان پوچھنا

وہان سے مجھ تک پہونچ جاؤگے محمد حسن خان میان حفیظ اللہ سلام شوق کہتے ہین
منشی صاحب کی خدمت مین حاضر ہوکے میری طرف سے تسلیم عرض کرنا والسلام

رقعہ ۴۸ نور چشم لخت جگر عزیز از جان سلمہ اللہ تعالی بعد از دعای صحت وسلامت
وتمناے دیدار فرحت آثار واضح خاطر ہو تمسے جدا ہوکے عجیب وغریب کوفت مین مبتلا
ہوگے قریب شام الہ آباد مین پہونچے سرا مین اترے حاجی بیگ کو بلایا باتین رہین صبحکو
وہ کھانا لائے کھاکے ادھر ادھر پھرے شب کو دعوت کھائی ڈپٹی ناصر علیخانصاحب
کے مکان پر اتفاق ہوا دیر تک صحبت رہی وہان سے اٹھکے جسواسطے قیام کیا تھا انکی
ملاقات کو گیا دو پہر کے بعد رخصت ہوکر سرا مین آیا شب کو کچھ نہ کھایا صبح کو عزم سفر ہوا
پہلے بہلی گاڑی کا قصد تھا کہ سواری اختیار کی ہے لوگون نے کہا بہت ایذا ہوگی تکلیف
کیا کیا ہوگی تقدیر مین رنج ونقصان تھا اگر اس سواری پر جاتے تو خرچ کا ہیکو اٹھاتے
غرضکہ شکرم گیارہ روپے کو ہوئی چار گھڑی دن رہے سوار ہوا یہ منگل کا دن تھا
بعد مغرب دریا کے پار ہوئے کس قباحت سے گوپی گنج سے کچھ آگے صبح ہوئی وعدہ
تھا کہ اس سے پہلے بنارس پہونچا دینگے مجبور راہ مین ایک اور گھوڑا کرایہ کرکے
چوکی تک آئے دو گھڑی دن رہے بنارس مین آیا مرزا انبو برات گئے ہین مرزا
امان اللہ بیگ سے ملے مرزا مغلجان کے مکان پر گیا مولوی صاحب کا خط اسی وقت آیا
تھا شب کو بنارس مین رہا راجہ صاحب الہ آباد نہانے کو گئے ہین دوشالہ رومال ٹپکا
سب گرو ہو چکا ہے ایکسو ستر روپے دم نقد اور دستگردان جدا دینا ہے غالب ہے ایک دو
دن مین راجہ صاحب تشریف لائین تو حساب وکتاب ہو دشمن کے دشمن کو بھی نہ پیچ و
تاب ہو یہان کا تو قصہ ہو چکا تمہاری خیریت کا انتظار ہے اسباب ابھی تک آیا نہین
اسکی راہ دیکھتا ہون جلد روانہ کیجیے اور وہ جو پرچہ ڈاک گھر سے ملے خط مین
بند کرکے بھیجتے رہیے اور اسدن سے آج تک کی کیفیت مشرح وبالتفصیل لکھکے روانہ
کروگے تو اچھا ہے انشاء اللہ تعالی اسباب کی رسید مین یہان کا حال و
مآل لکھ بھیجونگا فقط

رقعہ ۷۹ برخوردار نورچشم عزیز از جان سعادتمند اقبال نشان مدالله عمرکم بعد دعا اور دیکھنے کی تمنا کے واضح ہو عجب اتفاق ہی ۱۹ - ربیع الثانی کو خط تمکو مشروحاً لکھا اپنی بے کیفیتی اور رنج و ملال عرصہ کا حال اور مرزا جان کا مآل سب اُسمین تھا نہین پہونچا اور شیخ حفیظ اللہ کے عارضہ کو لکھا تھا تمھارے پاس کوئی لکڑی ہی اگر ممکن ہو ایک ماشہ یا دو چار رتی خط مین بند کرکے بھیجدو دھندولا غبار آنکھ کا بہت بڑھا ہی دن رات کا سخت دھڑکا ہی مجبوراً جہانتک ہوا دوا دعا سے غفلت نہ کی آئندہ جو خدا کی مرضی آب ایک عمل بہت تجربہ کا پل کات کا ہی ایک شخص تین برس نابینا رہا اب وہ اچھا ہی لکھتا پڑھتا ہی مگر جلالی عمل ہی ہر طرح کی احتیاط ہی ترک لذات ہی شروع ماہ مین پڑھونگا جو خدا چاہیگا وہ ظہور مین آئیگا اب انتہا کی تکلیف ہی جثہ ضعیف ہی ہر طرح کی پریشانی ہی تنہائی کے رنج کی سرگرانی ہی ہر دم کا ملال پیش نظر رہتا ہی خدا سے فریاد کرتا ہون طلب داد کرتا ہون اس موسم مین تمسے جدائی ہی جان لبون پر آئی ہی کوئی نہین جس سے دل کا حال اپنا رنج و ملال کہون کہانتک چپ رہون گھٹ گھٹ کر پریشان ہوتا ہون مگر کیا کرون تقدیر کی خوبی کہ اس سن مین یہ عارضہ اور تنہائی یار نہ مددگار بجز ذات پروردگار جوانی اُس طرح گذری بڑھاپے مین یہ مصیبت دیکھنی پڑی آور حکیم احمد علیخانصاحب کی خدمت مین سلام نیاز کہنا اور حال لکھنا آب آنکھون کا کیا رنگ ہی زیادہ دعا

رقعہ ۸۰ عزیز از جان بلند اقبال سعادت توامان سلمہ اللہ تعالیٰ بعد از دعا اور صحت و عافیت کی تمنا کے معلوم ہو تم سے جدا ہو کے دوسرے روز چار گھڑی دن چڑھے لکھنؤ مین پہونچے مرزا جان نے عجب حرکت کی جانے سے دو دن پہلے جو رستم بیگ کے گھر گئے پھر نہ پھرے خرچ سے بھیجنے کو رکھے تھے وہ بھی برباد گئے یہان آکے ایسے بدحواس ہوئے کہ معاذ اللہ اب ضرورتون سے فرصت ہو چکی اگر زندگی باقی ہی اور فضل الٰہی شامل حال رہا تو پہلی یا دوسری ذیقعدہ تک روانہ ہوتا ہون لہذا جو کسی شی کی احتیاج ہو بے تکلف لکھ بھیجو پنچہ بنوایا ہی اور نخے کا جوتا بھی لیا ہی اور زر تنخواہ کی کیفیت بھی لکھو کہ کیا گذرا وصول ہوا ایک خط محمد حسن کا اور آیا جواب اسکا

لکہ بھیجا بسکہ یہان کی خلقت اب حادثہ طلب ہو سواے امر شر خیر کی طرف کوئی نہین
جاتا غالب ہو کہ یہ غلغلہ وہان بھی پہونچا ہوکہ ہر روز یہان ایک محلہ لٹتا تھا آج یحیی گنج
اور یحیی گنج والے کہتے تھے امین آباد آسی طرح کی خرابی رہی رنڈیون کی پریشانی او
جان کھا گئی جو آئی بدحواس اور یہی خبر وحشت اثر بلکہ یہ بھی مشہور کر دیا کہ کانپور بھی
جہونکا گیا عجب واہی خلقت ہی بمجرد دیکھنے خط کے جواب مع سب کیفیت لکھ بھیجو اُسیکا
انتظار ہو اسمین تامل نکرنا کہ موجب شکایت کا ہوگا شیخ مخدوم بخش صاحب کو سلام شوق
اُنکی طبیعت کا حال لکھنا کیسے ہین اور جو کسی چیز کو کہین وہ بھی لکھنا اور جوتیون کا حال کہ
تیار ہو چکی ہین اور جو نہوئی ہون تقاضا شرطاً ہی دیر نکرنا ورنہ حرج ہوگا فقط

رقعہ ۵۱ برخوردار نور چشم راحت جان سلمہ بعد دعاے درازی عمر معلوم ہو خط تمھارا
آیا حقیقت معلوم ہوئی برخوردار واحد علی کا حال دریافت ہوا نہایت دل کو رنج ہوا شافی
مطلق شفاے کلی عنایت فرمائے تمھارا تردد دور ہو جائے لازم ہی کہ پرہیز کی تقید رکھنا
اس سے مرض بڑھتا نہین اور وہ شدت سے بدپرہیز ہی اسواسطے تمکو لکھا ہو مرزا جان
کی طرف سے انکے گھر مین کہدینا اچھی طرح ہین زیر انداز تیار رہو کے سرکار مین داخل
ہوگیا انشاء اللہ عنقریب آتے ہین خاطر جمع رکھین اور میرا حال قابل بیان نہین مرزا جان
قریب آتے ہین اُنسے معلوم ہو جائیگا یا رنہ غمگسار بیکس و ناچار تمام دن پلنگ پر
خاموش پڑا رہتا ہون خدا کے سوا کسی سے کچھ نہین کہتا ہون ظاہر مین صحت مگر علیل
ہین اس سے معلوم ہوتا ہی کہ زندگی کے دن قلیل ہین تمھارے دیکھنے کو جی چاہتا ہی
مگر تم اپنے حال مین مبتلاے بلا ہو خدا انجام بخیر کرے مگر واحد علی کو پرہیز کی تاکید کرنا
یہ عارضہ اچھا نہین اس سے محبت عداوت ہی سب جلسہ کو نام بنام سلام کہدینا
حکیم واحد علی صاحب رسالدار سلام شوق کہتے ہین یاد مین ہتے ہین

رقعہ ۵۲ برخوردار نور چشم راحت جان سلمہ بعد دعا وافر مطالعہ نمایند خط تمھارا
پہونچا حال معلوم ہوا مرزا جان کے گھر مین کہدینا یہان خیریت ہی اور خیر و عافیت
تمھاری دریافت ہوئی دریغولا بموجب حکم زیر انداز بنتا ہون بعد تیاری رخصت لیکر آونگا

اور بھائی خط لکھنے کے وقت حواس درست کرکے لکھا کرو تمنے لکھا کہ وارث بیگ اور
میر باقر صاحب مرگئے ہین معلوم کیا بیماری ہوئی اور کدن گذرے تاریخ وعارضہ کا
نام لکھنا ضرور تھا آیندہ ایسے امورنکا لحاظ ضرور چاہیے دریئوللہ ہمنے پھرگل آنکھون کے
واسطے لیا ہی ایک شخص اس فن کا بہت کامل یہان آیا ہی عنایت خدا سے ابھی تک ریزش
خوب جاری ہی نظر بجناب باری ہی اسلئے آپ لکھتے ہین کہ باواجان سراسری لکھدیتے ہین
ہمنے جب لکھا ہی مفصل لکھا ہی ایک بواسیر کی لکڑی کو دوبار لکھا کہ میان حفیظ اللہ اس
بلا مین گرفتار ہین کسی صورت سے بھیجدو اسکالاونعم کچھ آپ نے نہ لکھا خیر مضی ما مضی
جو ہوا سو ہوا آب حکیم احمد علیخانصاحب کی خدمت مین بعد سلام و نیاز عرض کرنا کہ یہحال
ہیمثل ہی کئی آدمیون کے انگھر علاج کیے وہ سب اچھے ہوگئے میری آنکھ مین پھرگل دیا ہی
مجھکو بھی نفع بخشا ہی اگر ارشاد ہو اُسکو وہان بھیجدون اور منشی صاحب کی خدمتمین تسلیم
بصد تعظیم عرض کرنا کہ ملازمت کا خواہان دن رات رہتا ہون مہجوری کے صدمے سہتا ہون
سنا ہی مین نے کہ گلی کبوتر کا جوڑا تمھارے پاس اچھا ہی مخدوم بخش سے بعد سلام پوچھ
محصول ریل کا کیا لگے گا بعد دریافت ہمکو ضرور لکھنا کہ یہ صرف ہوگا بھائی اگر مصلحت ہو تو غلام عباس
کو ہمارے پاس بھیجدو ہمین آج کل بہت تکلیف ہی جیسا تمھارے پاس رہا ویسا میرے
پاس رہا جو وہ بھی راضی ہو تو ہمکو لکھ بھیجو کہ ریل کا کرایہ ہم بھیجدین ضرور اسکا جواب لکھنا ہمکو
آدمی کی بہت ایذا ہی جلد سب حال لکھ بھیجو چشم براہ ہیجو ورنہ موجب شکایت اسکا انجام ہی

رقعہ ۵۳ عزیز از جان نور چشم میرزا احمد علی مد اللہ عمرہ عجب اتفاق ہی پانچوین جنوری
۱۸۶۴ء کو نوے روپے آٹھ آنے کی ہنڈوی تمکو بھیجی تھی چالیس روپے برخوردار واحد علی
کو دس روپیہ بہو کو دس روپیہ مرزا امام علی اور میر مراد علی ننھے وغیرہ کو ۱۹ - جنوری
سہ شنبہ کو رسید آئی او تمکو ریس تمھارے ہاتھ کی لکھی نہتھی اور زیادہ اضطراب تمھاری
طبیعت کی بدمزگی کا تھا سو کچھ نہ لکھا تھا عجب تشویش ہوئی کہ ماجرا کیا ہی اور پنجشنبہ کو کلکتہ کا
عزم تھا آج خفقان مین یہ پرچہ تمکو لکھا جلد جواب بھیجو کہ رفع تردد ہوا ور رسید مہاجن کو واپس
کردی کہ جنکو ہمنے روپے بھیجے تھے اُنکے ہاتھ کی رسید نہین ہی اسکو جلد لکھو کہ رفع پریشانی ہو

پانچ دن ور اُسکا انتظار کرنا پڑا فوراً اسکو دیکھکر اپنا حال مزاج کی کیفیت لکھو کہ سانحہ کیا ہے اور کسنے رسید کو لکھا ہے اپنا حال کیا لکھین بائین آنکھ سے بالکل معذور ہوگئے نہ پڑھا جاتا ہے نہ لکھا جاتا ہے پانچ چار قدم کا آدمی نظر نہین آتا ہے اسیواسطے مہاراج سے تین مہینے کی رخصت لیکے کلکتہ جاتا ہون تقدیر آزماتا ہون دیکھیے فلک کیا دکھلائے کیا سامان پیش آئے ایک ساعت تامل نکرنا فوراً جواب بھیجنا کہ مجھکو پہونچ جائے تردد دفع ہوجائے سخت تردد کا مقام ہے اور وہ جو تمھارے دوست الہ آباد سے ساتھ آئے تھے اُن سے خط کتابت پھر بھی ہوئی وہ اب کہان ہین اُنسے راہ و رسم ضرور ہے دوستا اس زمانہ مین نہین ملتا بہت تردد مین لکھا ہے

رقعہ ۵۴ عزیز القدر گرامی منش بعافیت باشند بعد دعاے نیم شبی و وظیفہ سحری مطالعہ ہوتا ریخ اٹھارھوین روز جمعہ کا تقاضا صبح سے زبان سے بات ساتھ لکنت کے نکلنے لگی اس باعث سے طبیعت بہت پریشان ہوئی پہر دن چڑھے حکیم میر واحد علی صاحب کو بلاکر دکھایا اُنھون نے تقوی تجویز فرمایا اُسوقت سے علاج ہوتا ہے حکیم صاحب کہتے ہین خاطر جمع رکھو انشاء اللہ تعالی بہت جلد افاقہ ہو جائیگا لہذا بجرد دیکھنے اس خط کے اُسطرف روانہ ہو ہمارا تمھین دیکھنے کو بہت جی چاہتا ہے زیست کا اعتبار نہین بشر کا اختیار نہین تین دن کی مسافت ہے مصلحت دیکھو چلے آؤ دیکھ جاؤ آئندہ اختیار ہے اطلاع کردی ہے زیادہ لکھنا بیکار ہے

رقعہ ۵۵ نور چشم عزیز از جان سعادتمند ازلی میرزا احمد علی مد اللہ عمرہ تم جسدن سے گئے باوجود اس تاکید اکید کے اب تک رسید بھی تمنے نہین لکھی ساتوین محرم کی اور پہلی جون کی روز جمعہ کا نا در کمبخت جو آیا تھا وہ صندوقچہ توڑکر سب اسباب لیگیا جو کچھ کہ ہمارا تھا وہ تو خیر علاوہ اسکے جو غیرونکا تھا وہ بھی نکال لیگیا اب اُن کا تقاضا ہے کہ دوا دریہان ہاتھ جھاڑے بیٹھے ہین جب بُرے دن آتے ہین تو ایسے معاملے ہوجاتے ہین دیکھیے خدا کیا کرتا ہے انجام اسکا کیا ہوتا ہے بُت کی صورت بیٹھے ہین نہ کھانے کی خبر نہ پانی کا خیال ہے ہردم یہ ملال ہے تم بھی خیال اسکا رکھنا اگر کہین ملجائے تو گرفتار کرنا اور چاہیے

کہ کبھی آٹھوین دسوین خط لکھ بھیجا کرو حکیم میر واحد علی صاحب سلام و نیاز عرض کرتے ہین محمد حسن خانصاحب نے تو یہ خط لکھا ہی نادر کی جستجو رکھنا اسباب وہ ایسا لیگیا ہی کہ بے ضمانت کوئی نہ دیگا زیادہ دعا

رقعہ ۵۶ برخوردار نور چشم راحت جان اقبال نشان طولعمرہ دعاے فقیر حمائل گلوے جان پدر بپیر ہو پانچوین شعبان روز یکشنبہ خط تمھارا آیا جو تمنے لکھا تھا مفصل معلوم ہوا یہ بھی خوبی قسمت ہی جو خط کہین سے آئے اسمین ایسا حال ہو کہ سنکر رنج و ملال ہو وحشت بڑھ جائے ایسی خبر نہو کہ جس سے دل کو سرور ہو کچھ کلفت دور ہو مرزا آغا جان کی خبر انتقال سنکر ہمکو بہت قلق ہوا جو مرضی خدا البشر کا اختیار کیا ہماری طبیعت کا حال بھی اچھا نہین رہتا نسیان زیادہ ہوگیا ہی اور لکھنے کی گون نہین رہے بیک قلم موقوف کردیا ہی محمد حسن خان کا پتا نہین لگتا کبھی آئے آئے یا نہ آئے اس علالت کے باعث سے یہ خیال رہتا ہی کہ آٹھوین دسوین بھی خط لکھا کرو تو تمھارا حال ہمین معلوم ہو ہمارا انکو دریافت ہو اس سے زیادہ وقفہ نکیا کرو غلام عباس کا حال لکھا تھا معلوم ہوا کہ کتنے روپیہ کا قرضدار ہی اور اسقدر مین وہان پہونچیگا ہم اتنے روپیہ تمھارے پاس بھیجدین ہمین ضرورت ہی ایسا آدمی درکار ہی تمنے اکثر اسکی تعریف کی ہی آجکل تمھاری جدائی خوب نہین جوان جوان چلے جاتے ہین ہم تو حد کو پہونچگئے اگر دو مہینے تم گھبراؤ نہین اور یہان قیام کرو تو خدا چاہے کوئی صورت روزگار کی نکل آئے جو یہ منظور ہو تو لکھ بھیجو آندنون ہمکو اپنی تنہائی کا بڑا رنج رہتا ہی اگر تم پاس ہو تسکین رہے خوف ہو نہ ہراس ہو اسکا جواب ضرور ہی یہان چھوٹے بڑے سب تمکو یاد کرتے ہین حکیم صاحب رسالدار وغیرہ خدابخش کی تسلیم والسلام

رقعہ ۵۷ عزیز از جان نور چشم میرزا احمد علی مد اللہ عمرہ بعد دعا واضح خاطر ہو ۱۹ رجب شنبہ کو خط مع رقعہ ہنڈوی تمھارے پہلے خط کے جواب مین بھیجا تھا کہ دوسرا خط تمھارا آیا اور سانحہ مرزا کلو بیگ صاحب کی رحلت کا معلوم ہوا جو اسکی مرضی بجز صبر بشر کو چارہ نہین اسکے کارخانہ مین کسیکا اجارہ نہین وہ جسے اٹھاگئے ہین ہمکو بھی درپیش ہی معاملہ کم و بیش ہی مجھے اسکے جواب کا انتظار تھا جب دیر ہوئی مجبور تمکو لکھا کہ اسکا حال لکھنا چاہیے اب ہر روز بینائی کم ہوتی ہی طبیعت درہم و برہم ہوتی ہی جو اسکی مرضی دربنولا سنو خان نے

مجکو لکھا ہی کوئی فرنگی وکالت پیشہ انکے ہاتھ آیا ہی اُسکو سود و سود دینے کمو بھلگتے کی
لنگوٹی ہی جو کچھ ہاتھ آئے آیندہ اختیار ہی مین بھی لکھونگا اور بعد تمھارے خط کے نبو کا بھی
خط آیا تھا کہ چہلم انکا قریب ہی شعبان مین ٹھہرا ہی اگر اور کچھ ہاتھ آتا ہی تو بھیجے دیتا ہون
تمھارا خط ابھی جو آئے گا اُسکے جواب مین مفصل یہان کا رنگ لکھونگا طور اچھا نہین تمنے
اپنے گھر کا حال نہ لکھا اب کیسی طبیعت ہی تشویش نہایت ہی اور یہان بھائی ہینگا کیسا ہی
زندہ ہی یا نہین سر راہ یہ پرچہ لکھا ہی خط تمھارا آئے تو مفصل لکھا جائے اُسکے وصول
مین کیون دیر ہوئی وہ تو مجکو دیکھنے کے ملتی درشنی ہنڈوی تھی مرزا حسین بیگ تمھارے
خط نہ لکھنے کے شاکی ہین دو حرف کھینچکر بھیجدو فقط

رقعہ ۸ عزیز القدر سعادتمند سلمہ اللہ تعالی بعد دعاے صحت و عافیت و
تمناے ملاقات مسرت سمات واضح خاطر عزیز ہو خط مرسلہ تمھارا آیا حال کھلا مگر یہ عجب
معاملہ ہی کہ نسخہ بستان خیال منگوایا تھا تمنے بستان حکمت بھیجا اسی مین کچھ حکمت الہی تھی مگر
خیر اب اُس کتاب کو اُسی طرح بھیجدو اور لاٹھی بازار مین تمباکو والا رہتا ہی ایک جلد اُسکے
پاس ہی اگر دوسری جلد اُسکے آگے کی ہو تو اُسکو مول لیکر بھیجدو دوسری جلد ہو تو لے لینا
ضرور ہی غفلت نکرنا کہ ہمین اُس کا لکھنا منظور رہی غالب ہی کہ جناب مولوی محمد یعقوب
صاحب لکھنؤ سے آگئے ہون یا انکے پاس لیجانا وہ بھجوا دینگے بہت جلد سب حال مفصل لکھنا فقط

رقعہ ۹ نور چشم عزیز از جان مد اللہ عمرہ بعد دعا معلوم ہو خط تمھارا ایک عرصہ کے
بعد آیا ہر چند کہ تمنے لکھا تھا کہ آپ مفصل نہین لکھتے ہین مگر یہ الٹا شکوہ تھا آپ کیا مفصل
لکھا کرتے ہین میر باقر صاحب مرگئے معلوم ہوا کب مرے و کس عارضے سے اور کس
تاریخ کو کس مہینے مین اسکا یہ قرینہ ہی کہ فلان تاریخ فلان عارضہ مین مرے فلان جگہ دفن کیا
دوسرا یہ سانحہ ہی کہ اللہ کی عنایت سے تمھارا روزگار سررشتہ عدالت مین ہوگیا ہی یہ تو ہمارے
موجب کمال مسرت کا تھا کیا وجہ ہوئی کہ تمنے دو مہینے سے ہمکو کچھ اسکا حال نہین لکھا
اسکی کیفیت مفصل ہمکو لکھو اور حفیظ اللہ کے عارضہ ہوا اسیکے لیے لکڑی کے واسطے تمکو لکھا تھا
وہ آج تک نہین بھیجی جو موجود ہو تو بھیجدینا چاہیے بالفعل ایک گل ورمنے لیا ہی ایذا تو

انتہا کی ہوئی ابھی اچھا نہین ہوا ہی بعد صحت کے جیسا فائدہ مدنظر ہوگا دیکھا جائیگا اور لکھا جائیگا
اور حکیم احمد علیخا نصاحب کو ہماری طرف سے سلام کہنا اور اُنکی آنکھ کا حال لکھنا کہ کیا کیفیت ہی
یہ کحال نہایت کاریگر و ہوشیار ہی اگر اُن کو خواہش ہو تو اُنکے علاج کے واسطے بھیجدین فقط

رقعہ ۱۵ نور چشم راحت جان و جگر میرزا احمد علی مد اللہ عمرہ بعد دعا معلوم ہو اس عرصہ
مین دو خط محمد حسن خان کے آئے اور ایک تمھارا حال برہمی روزگار جو سنا ملال ہوا تمھارے
گھر کی صحت معلوم ہونے سے جی خوش ہوا جو اُسکی مرضی وہ رزاق ہی تمھاری نیت بخیر ہی یہ بھی
اتفاق ہی اور ہمیش ایسا ہوا کہ غیب سے تمھارے روزگار کا سامان ہوگیا ویسا ہی پھر ہو جائیگا
خدا رزق بہر صورت پہونچائیگا اور یہان کا حال سب جانتے ہین اس پر محمد حسن خان نے
چٹھی سعی کی طلب کی ہی سخت عجب کی بات ہی جو کبھی اُنکی عادت نہین آس پر دریبولا حکیما
مین رہتے ہین تو شکایت کی حرف و حکایات ہی ابھی کیا کیا کہتے ہین دوا آتشک کی آتی ہی
ایک چانول خوراک ہی اور سوا ارہر کی دال اور گھی کے سب چیز کا پرہیز ہی تم کسی کو
لینے ہاتھ سے ندینا دوا کا مقدمہ زبون ہوتا ہی اچھا کیا خدا نے بُرا کیا بندہ نے
ناحق کا قصور ہی کون ضروری ہمارا حال یہ ہی کہ طبیعت ٹھہر کے رنگ عجب دکھاتی ہی
گہے صحت گاہ علیل رحلت کی دلیل خدا جانے قسمت مین کیا لکھا ہی دیکھیے انجام اسکا
کیا ہی ہر دم جی الجھتا ہی گھبراتا ہی کچھ بن نہین آتا ہی ہان اسی طرح خط لکھا کرو کہ جی تمھارے
خط سے بہل جاتا ہی غم غلط کرکے صحیح بناتا ہی

رقعہ ۱۶ برخوردار نور چشم راحت جان سعادت نشان میرزا احمد علی بعافیت باشند
بعد دعا معلوم ہو الحمد للہ والمنة کہ ہم آجتک زندہ ہین اور خیریت تمھاری جو بندہ خط
تمھارا عرصہ مین آیا حقیقت دریافت ہوئی تمنے جو عذر لکھا تھا صورت اسکی یہ ہی کہ بسبب
شرمندگی اور ندامت کے مین نے تمھین اپنے ہاتھ سے نہین دیا کہ اسقدر قلیل کیا
دون جسطرح جی چاہتا ہی اُس طور پر ہوتا تو مین دیتا اس وجہ سے ایسا ہوا وہ تمھارا
غلام اور فرمانبردار ہی تمھاری خدمت کرنے مین اُسے کب انکار ہی دوسرے
یہ کہ اسکا کون بھروسا جب تک چار پیسے ہین وہ ہی اگر خدا نخواستہ پاس کچھ نہو

وہ اپنے گھر کی راہ لے ایسے کا کیا اعتبار ہی غرض کا ہمرو کا رہی ایسی جگہ اس امر سے
ناراض ہونا تمھاری عقلمندی سے بعید تھا کسواسطے تمھین مین اپنی جان اور کلیجہ جانتا
ہون کہ ہمارا تمھارا مرنے جینے کا ساتھ ہی اور بھائی مجبور ہین گردش فلک سے دور
ہین کبھی چھ مہینے باہم نرہے ہمیشہ منزلون کا فرق رہا گویا یہ مقدمہ گوارا نہین مگر تقدیر سے
چارا نہین دوسری یہ بات ہی کہ ہمسری کمی بیشی کا خیال چاہیے آداب مین فرق ہو تو چاہیے
نہ کہ پاؤن کی جوتی کہ جب چاہا پہنی جب جی مین آیا اُتار کے پھینک دی اور ہمیشہ یہ حال ہا
کہ تمھاری بات دوسرے کے گوش زد نہین ہوئی مگر یہ سنی اسوجہ سے مجکو خیال ہوا کہ تمکو
مقرر ملال ہوا یہان جس روز سے نادر بخت اسباب لیگیا نحوست آگئی روپیہ ہاتھ مین نہین
آتا ہی قرضخواہون کا ہجوم ہی افلاس کی دھوم ہی پنشن کئی مہینے سے نہین ملی اسکا بڑا سہارا
تھا وہی صرف کھانیکا ہمارا اتھا کچھ روپیہ قسط کے طور پر مہاجن سے مانگے ہین جو
وہ ملے جاتے ہین تو خیر ہی ورنہ بڑی سیر ہی ٹاگھن کو چاہتا ہون دور کرون کہ پندرہ
روپیہ ماہواری کا خرچ ہی ایسے ایسے خیال رہتے ہین ہان بھائی منشی صاحب کا
حال دریافت کرکے لکھو کہ آج کل کہان ہین انبالہ مین ہین یا اور کہین گئے میرے
محسن قدیم ہین اسمین غفلت نکرنا اُس کا فرنادر کی خبر ملی ہی کہ لکھنؤ مین ہی مگر کیا ہوتا ہی
اس عملداری مین چور کے واسطے کیفیت ہی شاہ کی ذلت ہی مولوی یعقوب صاحب
نے لکھا تھا کہ اُس کی گرفتاری مین طول عمل لاحاصل ہی چپ ہو رہا باقی خیریت ہی
رقعہ ۶۲ عزیز از جان باعث تاب و توان مدا للہ عمرہ بعد دعاے صحت و عافیت
واضح باد چرخ سفلہ شعار ہر دم درپے آزار ہی مگر کیا اختیار ہی جس روز تمھارا خط آیا مرزا
حسین بیگ صاحب کا بھی نامہ پہونچا مین نہایت بیچین تھا مجملاً دیکھکے رکھدیا طبیعت
بیحس تھی پھر تو یہ پلنگ بڑھی کہ سبحان اللہ تپ نے یہ کیفیت دکھائی کہ گھڑیون بیہودگی
اور بیہوشی رہنے لگی اس حالت مین جناب میر محمود صاحب کا خط لیکر کوئی شخص آئے
پہلے بنارس مین ڈھونڈھا کیے بعد رام نگر پہونچے اُسوقت یہ خبر نہ تھی کہ کون آتا ہی
جاتا ہی قسم ہی تمھارے سر کی صبح کو جب مجھسے میان حفیظ اللہ نے کہا کہ ایک بزرگ

آئے تھے خط لائے تھے اُسوقت معلوم ہوا تم جانتے ہو وہ بہت نازک مزاج ہین بیوجہ
بر سر شکایت آجاتے ہین خلاصہ یہ پانچوین چھٹی شوال سے طبیعت بگڑی تمام مہینا چارپائی
پر گذرا چار مسہل ہوے فاصلہ سے چنانچہ شنبہ کو ۲۸ تاریخ تھی چوتھا مسہل بھی ہوچکا
آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہی روز آنکھون مین ضعف بڑھتا ہی دو سطر لکھنے مین دقت ہی اٹکل
سے لکھتا ہون تقدیر کی برائی ایسے وقت مین تمسے جدائی لاکھ لاکھ طرح سے سر مارتا ہون
بن بنکے کھیل بگڑتا ہی ادھر پٹیالہ کا راجہ مر گیا اگر زندہ رہتا مجھکو طلب کر چکا تھا یہ بھی
مصلحت ایزدی تھی مین ہی نے تامل کیا ورنہ لا یہ راجہ جو آئے ہین اُنسے تقریب بہت
معقول طور پر ہو چکی اور حاصل تمھارا ہمارا ایک جگہ ہونا اُسمین یہ فساد واقع ہوئے
مہاراج الہ آباد چلے گئے ہماری یہ صورت ہوئی کہ مہینا گذرا کوٹھے سے نیچے نہین اُترے
وہ بھی شکار کھیلنے چلے گئے بارے خدا خدا کرکے پھر سب جمع ہوئے ہین دیکھیے فلک
کیا دکھاتا ہی اور اُنکے نام کی صحت اب ہاتھ آئی ہی مہاراج مرزا دیجی رام گنج پتی راج بہادر
منہ سلطان اسکو آپ بخط جلی مشق دس پانچ بار کرکے گلزار لکھیے خدا چاہے تو صورت نکل آئے
آدمی وہ خوش ہمت ہی جوان ہی طاقت پروردگار نے ایسی دی ہی کہ عقل حیران ہی اگر لکھون
تم بھی مبالغہ سمجھو یقین نہ آئے بگھی جو بگڑی گھوڑیان ہر چند تڑپین مگر بڑھ نہ سکین بحد یکہ
بیٹھ گئین یا گھوڑا رانون مین دبا کر املی کا ٹھنا جو پکڑا ہاتھ بھر لگے پانون گھوڑیکے زمین سے
اُٹھ گئے جسم خوبصورت ڈنڈ مگدر بہت کیے ہین آنکھ مین شرم و حیا سب صفتین اللہ نے
دی ہین جو ہمارا بھی حصہ ہی لوگ اسمین بہت مصروف ہین مگر سب کام اُسکے حکم پر موقوف ہی
پانچ چھ دن سے مہاراج نے اپنے بھتیجے کو ولیعہد کیا ہی اُس کا جلسہ ہوگا مجمع کثیر ہی
پروردگار اتنی طاقت دیدے کہ شریک جلسہ ہون اس لکھنے سے غفلت نکرنا کہ مین
وعدہ کر چکا ہون اسکا جواب جلد بھیجنا

رقعہ ۱۳ عزیزا از دل خوشتر از جان راحت روان مد اللہ عمرکم بعد دعا معلوم ہو
تمسے جدا ہوکے ہوا سے تیز تر سر گرم سفر ہوئے ہر چند کہ پانچ جگہ راہ مین ریل ٹھہری
کہین پانی لیا کہین مسافر چڑھا اسپر جب الہ آباد کی سرا مین آیا دس بجے دو منٹ اوپر

پانچ گھنٹہ مین طی الارض ہوا اب صبح یکشنبہ تھا گاڑی کا انتظار تا شام رہا مگر نہ آئی طبیعت
سخت گھبرائی القصہ صبح دوشنبہ تھا قریب دوپہر سب مد نظر ہوئے کچھ گاڑیبان کا تساہل
کچھ سوار ہونیوالون کا تامل مگر بخیر ایک جا ہوگئے اب پھر وہی سہ شنبہ تھا بنارس چلے پل
ٹوٹ گیا کشتی پر عبور گنگ ہوا وہان سے دس کوس سعد اللہ آباد مین مقام ہوا کھانا کھاکے
لیٹے تھے دفعتہً ابر گھر آیا پھر تو خدا کی پناہ حشر کا سامان ہوگیا بجلی ہر بار زمین کو چھو جاتی تھی
کڑکنے کے شور سے آواز کسی کے کان تک نہ آتی تھی اسوقت کی الجھن اور خفقان کا
حد ہی نہ بیان ہے بارے خدا خدا کر کے نصف شب گذری تو وہ ہنگامہ موقوف ہوا شکر
کیا صبح کو روانہ ہوے کچھ دن رہے گوپی گنج بارہ کوس آئے شب کو مینھ تو برسا نہ کڑکا نہ
گرجا پھر دم سحر راہی ہوے مرزا مرا دوسرا اکا نام ہے وہان پہونچے اسدن خیر گذری وہان
سے بروز جمعہ قریب دوپہر بنارس مین آکے اورنگ آباد کی سرا مین رہے مرزا مغلجان
آئے حال سنا غضب کا سانحہ ہوا مہاراج کے چھوٹے بھائی جو ولی عہد اور نائب
تھے ہمارے آنے کے قبل راہی ملک عدم ہوئے راجہ صاحب کو نہایت صدمہ جانکاہ ہے
آجتک کسی سے بات ہے نہ ملاقات ہے یہ سنکے بہت ملال ہوا صبح شنبہ تھا میر انیس کی
ملاقات کو گیا دوپہر کو محمد حسن آئے سب حال مفصل بر زبان لائے قریب شام رخصت
ہوئے آج یکشنبہ ہے سواری لانے کا وعدہ تھا چار گھڑی دن باقی ہے ابتک نہ آئے دو
جملہ یہ ہے الہ آباد مین دہنے شانے پر ایک دانہ ہوا شاید ناخن لگ گیا اسنے یہ کیفیت دکھائی
ہے کہ بہت بڑا پھوڑا ہوگیا کہ جس جگہ اسکا پانی چھو گیا چھالا پڑا زخم ہوا نہایت تکلیف
بڑی ایذا ہے دیکھیے منظور خدا کیا ہے بد گوشت ہوگیا ہے ظاہرا دو تین سوراخ ہونگے جب کیل
نکلے گی جراح کو دکھایا اسنے مرہم لگایا کہلے تمنے غضب کیا بہر وہ اسیر کیون رکھا
اسنے یہ فساد کیا راہ مین اسکے سوا تدبیر بن نہ آئی آجتک سرا مین ہون سہ شنبہ دسوین
جس روز لوگ کہتے تھے آج عید ہے سہ پہر کو محمد حسن رتھ سواری کو اونٹ بار برداری
لائے سرا سے لیچلے قریب شام دریا پر پہونچے قلعے کے نیچے گنگا جمنا دونون کا عبور کیا دریا
پر قیام ہوا پہلے یہین مقام ہوا صبح کو چار شنبہ تھا مہاراج نے بلایا کمال عنایت سے حال

تاسف کیا کہا تم پہچانے نہین جاتے عجب حال ہوا تمھاری صورت دیکھکر اور ملال ہوا غرض
اسی طرح کا کلام کیا مین نے بھی بہت جلد رخصت ہوکر سلام کیا مکان کی تلاش ہی
دروازے پر بصد تکلیف بود و باش ہی جبتک تنہا مکان نہین میسر آتا یہ الجھن نہین جائیگی
دیکھیے تقدیر کیا دکھائیگی ظاہرا صحبت اچھی ہوئی جو جو خیال تھے وہ سب بیکار ہوگئے
اب جس روز اُنسے گفتگو درمیان آئیگی سب گنجلک نکلجائیگی انشاء اللہ تعالیٰ قریب
صبح و شام یہ مرحلہ طی قصہ تمام ہوگا گفتگو کے بعد آرام ہوگا پھر تمھین سب حال مفصل
لکھونگا اگر زمانہ مہلت دے خط گلزار مین مہاراج کا نام لکھنا مہاراج ایشری پرشاد
نرائن سنگھ بہادر بھی پرچہ نذر دینا اور خدا چاہتا ہی بہت جلد بلواتا ہون ہر دم یہی خیال
ہی موقع شرط ہی مسبب الاسباب یزد بیہمال ہی انتھاکے فسردہ خاطر ہین القصہ کوئی دم
اسکے سوا اور خیال نہین ابھی خط روانہ ہوتا فقط تمھاری تشویش کے باعث سے لکھا
فوراً اسکا جواب بھیجنا بارش کا حال ضرور ہوکہ وہی آٹھ دن برسایا اور بھی اسطرف
بارش بہت کم ہوئی گرمی سے عجب عالم ہی اور لکھنؤ کی جو حقیقت معلوم ہو وہ بھی لکھ بھیجو
ہاتھ کے باعث سر دست بہت ایذا ہی ہر دم کھٹکا ہی بدگوشت ہوکے دو انگل اونچا ہوگیا
ہی جو سب رہ جائے تو برابر ہوکے رہ جائے ایذا بدستور ہی بشر مجبور ہے جراح
مرہم لگاتا ہی دیکھیے کسدن اچھا ہوجاتا ہی یہان بالفعل مہاراج کے رنج نے سب کام
معطل کر رکھے ہین لہذا اگر تنخواہ آگئی ہو تو فوراً ہنڈوی کرکے روانہ کرو انتہا کی
تکلیف ہی شہر اجنبی یہان محمد حسین خان وہ خود مفلس و حیران اور کسی سے رسم و راہ
نہین بہرحال کچھ بھیجنا ضرور ہی کئی دن یہ خط پڑا رہا آج روانہ کیا میر باقر صاحب کو سلام
شوق کہنا بالفعل مہاراج بہادر پر صدمہ عظیم ہی دل دو نیم ہی انشاء اللہ موقع پر
مذکور ضرور ہوگا ۲۷ جولائی فقط

رقعہ ۶۴ برخوردار عزیز از جان من سعادت نشان من مدالله عمرہ بعد دعا معلوم ہو
دو خط فرحت نمط تمھارے آئے طبیعت مسرور ہوئی خدا انکو سلامت رکھے کہ بھلے
بیری ہو مگر دو کلمہ لکھتے ہین بدمزہ نہو ناصحہ نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند

جوانان سعادتمند پند پیر دانا را ٭ جو دن آوارگی کے تھے تمنے عنایت آلہی سے ایسے
بسر کیے کہ زمانہ تمکو دعا دیتا ہی اور نام تمھارا تعریف کر کے لیتا ہی نزدیک دور لیاقت
اور خوش کرداری تمھاری مشہور ہی گردش فلک تفرقہ پرداز سے برسون ہمسے جدا رہے
ہم ہمیشہ سفر مین مبتلا رہے کوئی تمھارے سر پر ایسا نہ تھا کہ جسکا تمکو ڈر ہوتا خوف و خطر
ہوتا وہ دن تو بوجہ احسن نیکنامی سے بسر ہوگئے ہزارہا روپیہ بذات خود پیدا کر کے
صرف کیے اسطرح کہ خدا خوش رسول راضی ہوا دنیا مین سب نے تمکو نیک کہا در یتولا
سنتا ہون کہ غیر جلیسون سے بہت صحبت رہتی ہی یہ بیجا ہیسے ٥ یک صحبت غیر جلس
اے محرم راز ٭ دار دز رہ سلوک سالک را باز ٭ یک فلفل گرد را چو یکجا بنہی ٭ سد رہ
کافور شود از پرواز ٭ جو دن شراب پینے کے تھے تمنے لونگ نہین کھائی اب افیون
پینے والون سے صحبت بڑھائی یہ بہت بُری چیز ہی علی الخصوص تمسا غیور پہلی بسملہ یہ ہی کہ غیرت
کھوتی ہی کاہل بنا دیتی ہی صبح کی عزم کی شام ہوتی ہی نہانے سے آدمی ڈرتا ہی کثافت کا
تپلا بنتا ہی جوانی کی دشمن ہی بہادری کی رہزن ہی ہمنے دیکھا چالیس برس سے نزلہ کے
باعث اسے کھاتا ہون چار رتی سے زیادہ نہین ہونے پائی ہی ایسی وحشت سمائی ہی
ہمارے سر کی قسم اس سے ڈرتے رہنا بہت بُری چیز ہی دشمن اہل تمیز ہی مسکرات مین
یہ بھی شامل ہی ہاے ہندوستان مین یہ بلا نازل ہی تم سعادتمند ہو ہمکو یقین ہی کہ ہمارے
قول پر عمل کروگے زیست مین نہ خلل کروگے سر دست انسان مجہول و کثیف ہو جاتا ہی قطع
بدل جاتی ہی دیکھنے والا خوف کھاتا ہی صحبت کا اثر مشہور ہی انجام کار پر نظر رکھنا ضرور ہی
میر باسط علی صاحب دو مہینے سے عارضۂ پیچش مین بسر اوقات کرتے ہین تمکو یاد دن
رات کرتے ہین اور حکیم واحد علی صاحب رسالدار بہت تمھارے ثناخوان ہین فقط

رقعہ ٦٥ عزیز از جان سعادت توامان مد اللہ عمرہ بعد دعا معلوم ہو خط تمھارا
اسکل پچو جو مشہور ہی ویسا لکھا ہوا تیسری تاریخ چار شنبہ کو آیا یہ جو لکھا ہی کہ پہلے خط بھیج چکے
ہون یہ کیا سبب ہی کہ یہ آیا وہ نہ آیا اگر یہ بھی نہ آتا تو معلوم ہوتا کہ لکھا ہوگا وہ کیون
نہ آیا اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو بھیجا آیا وہ وہین رہا مرزا حسین بیگ صاحب

حال لکھا کہ آئے دوسرے دن چلے گئے خط براے استکشاف حال ہی نہ کہ براے فال
مجکو علم غیب نہین کہ سمجھ جاتا کونسے دن آئے کب چلے گئے قرینہ یہ تھا کہ فلان تاریخ یہ دن
تھا دوپہر کو یا سہ پہر بجے اسوقت آئے اور فلان تاریخ اس دن کو گئے یون لکھتے اسقدر
جلدی تمھارے مزاج مین ہی کہ مفقود الخبر لکھتے ہو یہ رسم تحریر نہین دوسرا جو دیکھے گا
ہنسے گا نام رکھے گا خیر جو ہوا سو ہوا آیندہ ایسا نہو یہ ہی نہ دو سطرین زیادہ ہو جائینگی
خط کا حاصل یہ ہی کہ حقیقت مفصل ذہن نشین ہو جائے یا مطلب سمجھ مین نہ آئے یہان
انتیسوین کو سب نے چاند دیکھا دوشنبہ کا غرہ ہوا وہان کا حال معلوم نہین ہنوز یہان کا
معاملہ بدستور ہی مہاراج بنارس مین آئے ہین انتیسوین کو دربار مین کچھ باتین مجھسے
کی تھین چنانچہ ایک کتاب ہی حدائق العشاق فارسی اچھی ہی حکم ہوا ہی کہ اسکو فقط ہندی
کردو چنانچہ اسدن سے آجتک چار دن ہوئے بارش کے باعث جانے کا اتفاق
نہین ہوا دن رات مینھ برستا ہی بندہ ہر ایک رستا ہی مین یہان ہون گھوڑا سائیس
میان حفیظ اللہ پار رام نگر مین ہین دریا طغیانی پر ہی آنکھین دکھاتا ہی خوف سے کشتی پر
سوار نہین ہوا جاتا ہی خرچ کی تکلیف شہر بیگانہ تردد خاطر ہی جسوقت تنخواہ وصول ہو
تیس روپیہ بھیجدینا دوسرا مقدمہ یہ ہی کہ محمد حسن خانصاحب کو اپنے لکھنے کا بڑا دعوی ہی چنانچہ
ایکروز تمھارے مقدمہ مین مرزا حسین بیگ صاحب سے گفتگو آئی تھی مین چپ ہو رہا اسواسطے
لکھتا ہون کہ کچھ نہ کچھ ضرور لکھتے رہو مشق شرط ہی کرامات نہین خالی بیٹھے رہتے ہو دو گھڑی
جو اسمین اوقات صرف کرو گے تو قباحت نہین آیندہ اختیار ہی ایک روز مہاراج سے
تمھارا ذکر آیا تھا مگر بسبب انکی پریشانی کے تقریر ناتمام رہی انشاء اللہ تعالی قریب اسکا
تصفیہ ہوا جاتا ہی جو خط لکھنؤ کا پوچ لکھا ہوا تھا مین نے تو پڑھ لیا لیکن مجکو دعوی ہی کہ
میرے سوا دوسرا پڑھ نہین سکتا وہ جو مثل سُنی تھی دیکھی لکھین موسی پڑھین خود آ ویسا
یہ خط تھا جواب جلد بھیجنا محرم تک قصد بنارس مین رہنے کا ہی یہان خط جلد ملجاتا ہی یار
دیر مین آتا ہی بیرنگ بھیجا کرو

رقعہ ۶۶ برخوردار سعادت اطوار غفلت شعار مداللہ عمرہ بعد دعا اور

دیکھنے کی تمنا کے جیسی ہی خدا جانتا ہی معلوم ہو خط تمھارا اخیر ماہ صفر مین آیا تھا اُس کا
جواب بھجوایا تھا پھر اکیسوین کو دوسرا خط آیا کہ بعہدہ کوتوالی اے بریلی مقرر ہوا مگر یہ نکھلا
کہ کسکے ذریعہ سے یہ نوکری ہاتھ آئی مشاہرہ کیا ہوا اسکے دریافت کرنے کو اُسی دن
خط تمکو لکھا تھا کہ کل حقیقت مفصل لکھو چنانچہ آج سولہ دن گذرے ہنوز انتظار ہی طبیعت
کو انتشار ہی ایک تو مرض کی شدت مین اندنون جیسا ہون خدا دشمن کو نصیب نکرے
التہاب قلب کی گھبراہٹ مین دو دو پہر گرفتار رہا جان ہونٹون پر آگئی تنہائی غربت لاکھ
طرح کی مصیبت ہر بار معلوم ہوتا تھا کہ روح قالب سے نکلجائیگی ابکی بار جو طبیعت
گھبرائیگی بارے خدا خدا کرکے تسکین ہوئی ہی آیندہ دیکھیے مرضی خدا کیا ہی پوست و استخوان جسم
ناتوان مین باقی ہی گوشت تحلیل ہوگیا عجیب و غریب نقشہ ہی قصد تھا لکھنؤ چلے جائیے
خط وہان سے آیا کہ ۲۵ - ربیع الاول پنجشنبہ کو وہ قافلہ روانہ ہوا آج گیارھوان دن ہی منگل
تک غالب ہی کہ یہان پہونچے ایک دن کا وقفہ ہی کل دوشنبہ ہوگا پرسون سہ شنبہ کو تیرھوان
دن ہوگا دیکھیے اُسکے آنے پر کیا ہو نہ یہان کوئی طبیب نہ دوا بجز خدا کسی کا بھروسا نہین بنا بہ علیخان
کے مرجانے سے زیادہ بدحواسی ہوگئی جو کچھ ہوا سو ہوا اللہ تم اپنا حال مفصل لکھو کہ نقشہ کیا ہی
پہلے تمکو تاکید لکھی تمنے لکھ بھیجا دو خط مین نے بھیجے مگر مجکو نہ پہونچے یہ عجیب ماجرا ہی کبھی تمھارا
خط آتا ہی کبھی تلف ہوجاتا ہی مگر ہمارا خط تمکو پہونچتا ہی آج کل بہت پریشان ہم رہتے ہین
لازم و ضرورت ہی کہ اپنے حال سے ہمکو اطلاع کرتے رہو اور جو کچھ کانپور کا رنگ
معلوم ہو نوک قلم پر آئے کوئی جملہ رہ نجائے ہرچند قصد ہوتا ہی اب تمکو خط نہ لکھون
مگر طبیعت سے مجبور ہون پھر لکھتا ہون جسدن زیادہ ملال ہوگا تو طبیعت کے ساتھ
ہاتھ بھی رک جائیگا خط نہ آئیگا آیندہ تمھاری خوشی تقدیر گردش مین ہی کوئی بات
بن نہین آتی ہی جو ترک روزگار کرون روٹی جاتی ہی جو یہان رہون طبیعت گھبراتی ہی
دونون طرح مشکل ہی دیکھا چاہیے کیا ہوتا ہی تمھارے خط کا ہر دم انتظار رہتا ہی
اور یہ بھی لکھنا تمھارے ہمراہ کون کون ہی کسے ہمراہ لیگئے ہو للہ بہت جلد اپنے
حال سے آگاہ کرو یقین ہی کانپور سے کوئی خط آیا ہو محمد حسن خان بیٹھے ہین سلام شوق

کہتے ہین اکیسوین اکتوبر یکشنبہ

رقعہ ۶۷ نور بصر لخت جگر سلمکم اللہ تعالیٰ بعد دعا اظہار مدعا ہی آج بارھوین شوال
روز دوشنبہ ہی تین پہر بجے خط تمھارا آیا لکھا پھر پایا سنو میری جان نالۂ غیر وقت کی
شکایت سراسر بیجا بارہا تجربہ ہو چکا ہی عملے ماسبق بہت ہوشیار تجربہ کار تھے لکھے گئے ہین
حیا و مروت آنکھ سے متعلق ہی کہتے ہین فلانے شخص نے ہم سے آنکھ پھیر لی اور حسب قدرت
کاملہ سے ٹیڑھی بنی ہو پھر سیدھی کیونکر ہو یہ شخص تو ہمہ تن بد باطن ہی جو نہو وہ عجب ہی اسیکا
یہ سبب ہی کہ پروردگار نے ہمیشہ محتاج رکھا اور جو فی الجملہ کچھ مقدور ہوتا تو قتل مین نہ قصور
ہوتا اور نیت و اعمال کا نتیجہ یہ دیکھو تمام عمر صدقہ کھایا کیے بد باطنی دکھایا کیے ہماری نظر
اسیر ہی جسنے کبھی کوئی کام بند نرکھا غرور پسند نرکھا ہمین کہتے ہین تمنے کیا کیا جو روپے
پالا کیے محتاجی انکی ٹالا کیے یہ بھی حوصلہ اسی شخص کا ہی جس سے برائی کیجیے اس سے
کچھ لیجیے انکو خدا اسی طور پر رکھے ہمارے تمھارے اسکی عنایت سے یہی بات
رہی کہ دشمن سے بھلائی کرین پروردگار کو مددگار جانکر تقدیر آزمائی کرین ہمیشہ اسنے
بوجہ احسن بے منت غیر دیا کھایا کیے دشمنون کو جلایا کیے ان دنون بہت تنگ تھے
اسواسطے التجا کی تھی سو تمھارے بدولت احتیاج رفع ہوگئی خدا تمکو دشمن بدبخت سے
اپنی حمایت مین محفوظ رکھے سلامت رہو ہمین کسی کی پروا کیا ہی وہی ہوگا جو قسمت کا لکھا ہی
چنانچہ تمھارے خط سے پہلے مین نے انکو لکھا ہی بلکہ تم لکھنا جو خط آپ کو آیا ہی مجھکو دکھائیے
ضرور دیکھنا بہت کڑے فقرے لکھے ہین اس قصہ پر لعنت کرو غضب کا سانحہ سنو ہاتھ
تھراتا ہی لکھا نہین جاتا ہی ہاے ہاے جو کچھ خدا دکھائے پرسون ہفتہ تھا اور دسوین تاریخ
تھی مرزا گوسلین صاحب نے قی کی دو تین دست آئے کل گیارھوین اتوار تھا پہر دن
چڑھے مر گئے شام کو زیر زمین ہوے گڑ گئے تمھارے سر کی قسم زمانہ آنکھون مین سیاہ
ہوا بہت حال تباہ ہوا اللہ کیا کیجیے بہر کیف انسان ناچار ہی یہی جبر اختیار رہا ہی آج تک
یقین نہین کہ رسالدار مر گئے دنیا سے گذر گئے میری جان عجب صفت کا یہ انسان تھا
پھر تو مردہ بدست زندہ باقی ماندون نے اور ہمکو جلایا جو چاہا کیا جسطرح جی مین آیا

اٹھایا غرضکہ خاک مین ملایا بھلا بھائی اس جینے پر کمبخت جہان کی برائی ہے خسر الدنیا
والآخرۃ ہو رو سیاہی ہے دیکھو تو کس غضب کا ماجرا ہی اس زندگی پر لوگ مرتے ہین
کیا کیا برے کام دن رات کرتے ہین معاذ اللہ خدا کی پناہ مجھے تو ایسا صدمہ ہوا ہی کہ
سکتے کا نقشہ ہی گو ضعیف البنیان تھے مگر ابھی تو جوان تھے انکا وہ صدمہ اٹھایا ہی کلیجہ منھ
کو آیا ہی دل گھبراتا ہی اب یہ محلہ کاٹے کھاتا ہی ہر دم یہ خیال ہی کہ اب یہان نہ بود و باش کیجیے
کسی اور جگہ محلہ مین مکان تلاش کیجیے خدا چاہتا ہی تو قریب بادشاہ کا حال لکھتا ہون مگر
تم خط ہمکو بہت دیر مین لکھتے ہو یہ عادت قدیم ہی اگر آٹھوین دسوین دن بھی دو حرف
کھینچ کے پھینک دو تو ثواب عظیم ہی اور خبر سنیے کیا کہون اس شہر پر جو ظلم و جور ہو رہا ہی
غضب کا طور ہو رہا ہی مسجدین کھد گئین کسی مین جیلخانہ بنا ہی کسی مین پلنگ بچھا ہی بلکہ کھنچا
ہی مکانات شاہی منہدم ہوے کوتوال صاحب کسی کو اشراف نہین جانتے ذلت
دیتے ہین سعی نہین مانتے اور ہیضہ بھی شروع ہو گیا بہت آدمی زیر خاک سویا صبح سے
صبح تک رام رام ست یا کلمہ کی صدا ہی ابھی سے بارش کا لگا لگا ہی مینھ برس رہا ہی تین
چار دن سے کھلا نہین ہر طرح آفت ہی قباحت ہی دیکھیے منظور خدا کیا ہی ڈھنگ برا ہی
ہر چند یہ خط پریشانی مین اتا پتا بے تول ناپ لکھا ہی نہ اسمین لطف ہی نہ مزا ہی
میر حامد علی صاحب اور منشی محمد علی صاحب ہمارے مہربان ہین قدردان ہین انکو خط
دکھا دینا اسواسطے کہ اب ہم خواب پریشان ہین قافلہ چل نکلا منتظر حکم ہین جہان ہین
بعد یارون کو بہت یاد آئینگے لوگ تاسف کرینگے پچھتائینگے کسواسطے کہ ہمیشہ سے
دنیا مین نادان یا خردمند ہین دونون مردہ پسند ہین نسخہ پہونچا ہم صحت سے سلامت
رہو اسکو بناؤنگا عمل مین لاؤنگا پہلے تو اسنے بہت فائدہ بخشا تھا اب خدا ہی اثر بھی بخشتا
ہی ورنہ گھاس پھوس مین کیا ہی لو بھیا دو ورقہ خط بھر چکا سمع خراشی کر چکا مولوی فیض علی
صاحب کی خدمت مین بعد سلام یہ پیام کہنا کہ آپ کو جواب لکھنے کی عادت نہین لہذا
دست و قلم بفرسودم برائے یاد دہی ہمین قدر عرض نمودم فلک محکوم دوران
بکام سمند نیلی فام رام باد فقط

رقعہ ۶۸ نور چشم عزیز از جان قوت بازو راحت روان من خستہ جگر سعادت و اقبال نشان مداللہ عمرہ و مزید قدرہ بعد دعاے صحت و سلامت و تمناے ملاقات کہ زیادہ از حد ست واضح خاطر ہو خط تمھارا ۱۴ ہ‍ کا لکھا ۲۰ کو آیا سخت پریشان بنایا بھائی یہ بھی نحوست اور کج ادائی فلک سفلہ شعار گردون ناہنجار کی ہی یہ تیسرا خط ہی پہلا ۲۲۔ صفر ۱۴۔ اگست بھیجا دوسرا ۱۳۔ ربیع الاولی اور ۱۹۔ ستمبر کو رجسٹری ہوکے تمھارے پاس گیا اُسکو کیا کیجیے مجبوری ہی اور یہ جو تمنے لکھا قصور کیا ہوا یہ فقط آپ کی عقل کا قصور ہی اسکو سوچو میری جان کہ نہ تمسے قصور ہوگا نہ مجکو ایسا خیال رب غفور ہوگا پھر از سر نو داستان پارینہ بروے کار لاتا ہون اپنا اور تمھارا دل دکھاتا ہون کہ جب یہان نوبت بمرگ پہونچی اُسوقت ہمکو خبر ہوئی آئے تو جھگڑا پاک تھا مردہ زیر خاک تھا یہان یہ سامان ہوا دیکھیے مرضی الٰہی کیا ہی دنیا عجب جا ہی پر یہ مصیبت سخت ہی صبر کے سوا چارہ نہین خدا کے کارخانے مین اجارہ نہین اگر ہوسکے صبر کرو صابر کا مرتبہ بڑا ہی خدا خود فرماتا ہی اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰابِرِین مگر تمسے ملاقات کرتا ہمکو بہت ضرور ہی کہ ہم بھی پانون لٹکائے بیٹھے ہین یہ تمنا ہی کہ ایک بار تمکو دیکھ لین موت تو برحق ہی اسکا ہر دم بیجا قلق ہی اور تمھارا حال نوکری کا ڈھنگ اپناے زمانہ کا رنگ سب معلوم ہوا ؎ بہین مردمان بباید ساخت ❊ اور تم فضل الٰہی سے فہمیدہ ہو وردی گھوڑے کی روپیہ کسطرح وضع ہونگے بتدریج پاکل تنخواہ نہ ملیگی یہان ۲۳ - دسمبر دوشنبہ کو طوفان کا طور تھا شام سے ڈیڑھ پہر رات گئے تک اس زور شور سے مینھ برسا کہ تمام شہر مسمار ہوگیا گلی کوچے مین ندی نالے چلتے پھرتے تھے مکانات دھما دھم گرتے تھے چنانچہ صبح کو معلوم ہوا کہ ایک سے کئی آدمی ہلاک ہوا پانی کے بدولت زیر خاک ہوا بنارس مین یہ نقشہ ہوا اور ایسا دریا بڑھا رام نگر مین سرکار کا قلعہ دیکھا ہی اُسکے دروازے پر کشتی چلی بنارس کی گلیون مین ڈونگی کی سواری تھی خلقت عاری تھی اس سے پہلے بھی میرے سامنے آفت آچکی تھی دوبارہ مہاراج بہادر کا شقہ آیا کہ آپ چلے آؤ جب تک وہان رہوگے رنج کم نہو گا راحت کا باعث ایک دم نہوگا بہت سی باتین قابل تحریر تھین موقوف بر ملاقات دو حرف و حکایات ہین

دنیا کے معاملے لعنت کے لائق ہین یہی بہتر ہی کہ چپ رہین خیر اگر تقدیر مین تمھارا دیکھنا لکھا ہی تو آتا ہون وگرنہ اسکی مرضی جس کا کچھ خیال کیا اُسی نے کند چھری سے حلال کیا زیادہ دعا

رقعہ ۹۶ برخوردار نور چشم راحت جان طول عمرہ بعد دعا معلوم ہو عجب اتفاق ہی جس روز سے تم گئے ہو ہماری طبیعت روز بروز بگڑتی جاتی ہی پہر ہمعے کے بعد دورا ہوتا ہی چہار شنبہ کو انتہا کی زیادتی نظر آتی ہی اور تمھاری غفلت کا یہ حال ہی کہ کبھی کوئی پرچہ تک نہین لکھتے اور نہ ابتک حکیم احمد علی خانصاحب سے ہمارے مزاج کی کیفیت بیان کی افسوس ہی ہمارا یہ حال ہوا اور تمکو مطلق نہ خیال ہو دم رخصت کس تاکید سے سمجھا دیا تھا کہ ہمارے حال سے غفلت نکرنا تمکو کچھ یاد نرہا جب سے گئے شاید دو خط آئے ہون اب ہمکو بہت ایذا رہتی ہی دن رات دوا اور دعا کا مشغلہ رہتا ہی جو مرضی خدا رات کو جب آنکھ لگجاتی ہی البتہ کچھ طبیعت ٹھہر جاتی ہی جب آنکھ کھلی گلے مین خشکی معلوم ہوئی آنکھون مین غبار معلوم ہوا آنجہا طبیعت بگڑی چپ بیٹھا رہتا ہون نہ بات کو جی چاہتا ہی نہ اور کا بولنا خوش آتا ہی نہ بھوک نہ پیاس منتشر حواس دل سینہ مین مضطر قضا کا تصور پیش نظر ایک حکیم بنارس کیا سب طبیبون کی رائے ہی ایک ہی مفرحات و مسکنات پر دارومدار ہی شفا کا بجز خدا کسکو اختیار ہی دسہرا مہاراج الہ آباد ضرور جائینگے میرا ابھی قصد ہی وہان سے تمکو لکھونگا اور جو موقع ہوا تو کانپور دو ایک دن کو چلا آؤنگا یا تمکو بلا دونگا حکیم صاحب سے یہ سب حال کہنا جو فرمائین لکھبھیجنا اور پوچھنا کہ جو آپ بلائین مین وہین چلا آؤن پہلے جب ابتدا مین اس مرض کی شدت لکھنؤ مین ہوئی تھی آپ نے باتون سے اچھا کیا تھا اب کوئی تجربہ کا نسخہ بھیجیے تیس برس کا خادم ہون دس برس کا دشمن نہین ملتا سنجیدہ اسکی قدر کرتے ہین مین ۰ و حصہ بڑھا ہوا ارادتمند ہون میری تدبیر بہرکیف آپ پر لازم اور واجب ہی جلد کچھ لکھ بھیجیے یا مجکو طلب کیجیے بے نبض و قارورہ دیکھے تحریر پر علاج نہین ہوتا ہی تکلیف دینا سب میرے اعتقاد اور ارادت کا باعث ہی یہ سب سنکے جواب حاصل کر چشم براہ شام و پگاہ ہون ہرچند مولوی گلشن علی صاحب کہتے ہین دس پانچ دن کو لکھنؤ چلے جاؤ علاج کراؤ اب الہ آباد پر موقوف ہی اگر وہان پہونچا ضرور آؤنگا اور جو خدا نے فضل کیا

سجدہ شکر اسکا بجالاؤ انکا خط لکھنا بکھیڑا ہی نہ غیر کا لکھنا پسند آتا ہی نہ خود لکھا جاتا ہی والسلام

رقعہ نور چشم عزیز از جان مدّ اللہ عمرہ بعد دعا معلوم ہو کس کس تاکید سے
تمکو لکھا آج تک منشی صاحب کا حال نہ کھلا کہ کیا ہوا ڈاک والے رسید تمکو دکھاتے تھے
یا فقط باتین بناتے تھے تمھارا حال یہ ہی مرزا جان کو خط لکھا اُسی مین دو حرف مجکو نہ لکھدیے
مرزا صاحب جو آئے ہین محمد حسین کے گھر مین اترے ہین ہرچند مین نے کہا کہ یہ امر
ہمارے خلاف ہی نہ آتا مین بھی چپ ہو رہا یہ بات فقط محمد حسین کے ورغلانے سے
ہوئی ہی مجھسے تو وہ صاف نہین نہ وہ گھر مین آتے ہین نہ مین بلاتا ہون اسواسطے انھون نے
اس بیوقوف کو سمجھایا ہی جو انھون نے بستر وہان جمایا ہی خیر اسپر بھی ہمسے سعی کے خواہان
ہین کہ مہاراج سے سعی کردیجے گا اور مولوی صاحب سے دوسرا سانحہ جانگداز
یہ سنو کہ بائیسوین محرم کو مرزا حسین بیگ صاحب قضا کر گئے داغ فرقت ہمارے
دل پر دھر گئے خدا جانتا ہی جیسا صدمہ مجھپر ہوا کہ لکھا نہین جاتا ایسے لوگ باوضع یکرنگ
دنیا مین کہان ہوتے ہین مگر کیا چارہ یہ پرچہ انکو لکھتا ہون لیجانا اور زبانی کہنا یہ کہ توقع
ایسی نہ تھی یہ بھی قسمت کی خوبی کہ ایسا شفیق محسن اسطرح بھول جائے عبرت کا مقام
ہی یہ بھی گردش ایام ہی بھائی مرزا صاحب مرحوم کا ہمکو بہت رنج و ملال ہوا لیکن
مجبوری ہی کیا کیجیے جو مرضی خدا اندنون آنکھون پر بہت غبار آگیا ہی جو اسکی مشیت
بشر مجبور ہی قسمت کا قصور ہی

رقعہ نور چشم عزیز از جان سلمہ اللہ بعد دعا کہ تہیدستی مین اسکے سوا کیا ہی
معلوم ہو بعد مدت دراز اور گذرنے زمانہ دیر یاز کے خط تمھارا ۲۶ کا لکھا آج شاید
پانچوین دسمبر ہی آیا یہ کا لکھا تھا اور آج بھی چار شنبہ ہی پایا ستون خان یہان آئے تھے اور
پھر کے خط ہمین نہ دیا خیر شکر ہی جو تمنے لکھا تھا ہر جملہ اسکا خنجر اور ہر فقرہ نشتر سے بدتر
ہوا سوا اسکے چارہ نہین دم مارنے کا یارا نہین ایک شخص کے مرنے سے اتنے
آدمی تباہ اور پریشان ہوگئے بے آب و دانہ ہوگئے حیران ہوئے تمکو یاد ہوگا ہم
کہتے تھے بھائی اس مضغہ گوشت کو غنیمت جانو اسکا چارپائی پر بیحس پڑے رہنا یاد آئیگا

ہر ایک پچھتائیگا مگر دنیا کا یہی حال ہی قدر نعمت بعد زوال ہی اُسوقت کوئی نہ سمجھا سب
کہتے تھے کچھ فکر کرو کم کھول کے نہ بیٹھو اب میرا حال سنو پہلے تو یہ کہ دائم المرض ہوگیا ضعف
نے منھ پھیرا عارضون نے گھیرا دوسرا یہ مقدمہ آنکھون نے جواب دیا دس قدم کے فاصلہ کا
آدمی سوجھتا نہین مطلق بوجھتا نہین کہ کون آتا ہی کون جاتا ہی تیسرا مقدمہ یہ کہ سب مدار گزرون کا
قسم ہی اُسکی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی آج تک اُسکے روپے نہین ملے مہاراج بہادر
جیپا مین تشریف رکھتے ہین ہر بار جیلاکے چاہتا ہون کہ ترک روزگار کرون جب یہ خیال
آتا ہی کہ تمسا آدمی ماشاءاللہ جوان رعنا سب باتون کا سلیقہ جس کام کو کہے اُسکا بخوبی انجام
کرو اُسکا نیک نام کرو جس محفل مین بیٹھو اُسکی زینت ہو سو تمہارا یہ حال ہی کہ دس روپیہ کا
روزگار محال ہی مین کمبخت بوڑھا آنکھون سے معلوم نہین ہوتا ایک رہبر چاہیے کوس آدھا
کوس چل نہین سکتا پڑا رہتا ہون چارپائی سے ہل نہین سکتا دروازے پر جاؤنگا کسکے
سامنے ہاتھ پھیلاؤنگا چوتھا مہینا تنخواہ کا ہوا ہے وصول نہین ہوا وگرنہ مرزا انکو بیگ کا حال
سنکے سینہ شق ہوا اللہ عالم ہی جیسا قلق ہوا مگر سر پٹکنے کے سوا کچھ بن نہ پڑا انکو میری طبیعت کا
حال خوب معلوم ہی ایسا سانحہ جیر کا سنکے افسوس ہوتا ہی نہ کہ انکا گو کسی کو اس بات کا یقین
نہ آئیگا تمکو اسواسطے لکھا کہ تم جھوٹ نجانوگے خدا اور خدا کا رسول شاہد ہی پچیس روپیہ
حفیظ اللہ کے بیٹے کے بھی آج نہ بھیجے جناب مرزا صاحب کے بیس روپے قرض لیکے
بھیجے کہ مولوی صاحب نے لکھا مجکو ذلیل کرتے ہین نالش کا قصد ہی یہ مقدمہ بھی جبتک
جیتا ہون یادرہیگا ؎ نکوئی بابدان کردن چنانست * کہ بد کردن بجاے نیک مردان
دو چار سو کا اسباب جو تھا وہ سب رہن پڑا ہی کچھ بن نہین پڑتا ہی اپنی بوٹیان نوچتا ہون فلک
کی طرف دیکھکے رہجاتا ہون اور بھائی اب میری زیست کا کیا بھروسا خدا جانے
تقدیر کیا دکھائیگی کون کون مصیبت پیش آئیگی تمکو سمجھا دینا دلاسا دینا کہ بھائی اگر قضا
آئی ہی ٹلنے کی نہین دنیا مین کون بچا ہی اور کون بچیگا اگر زندگی باقی ہی صحت ہوجائیگی
منشی قدرت نے حرف بقاے جاودانی کسی بندہ کے نامہ زندگانی مین رقم نہین کیا
ہی اور اس منزل عارضی مین کونسا دولتخانہ ہی جو سیلاب فنا سے برباد ہوکر مسکن

زاغ و زغن نہین ہوا بنی آدم پہلے نابود تھا آخر کو معدوم ہوگا چند دن کے واسطے خلعت
وجود پہنکے محنت آباد ہستی مین آیا ہی دنیا محض بے ثبات اور ہر دم رو بزوال ہی خدا کو
یاد کرو اُسکے روبرو فریاد کرو کہ تم پر رحم کرے نیا ماجرا سنو پٹیالہ کے راجہ نے مجکو بلایا
تھا مہاراج کی تیاری تھی میر ابھی اُنکے ہمراہ قصد تھا اُسکے بیٹے کی شادی تھی کرور
روپے کے صرف کا ارادہ تھا وہ لڑکا پرار مان مرگیا جو سامان ہوا بدہوا اپنا کیا
اختیار ہی وہ مختار ہی آج تمہارا خط آیا اُسی دم جبر کرکے چراغ کے سامنے جواب لکھا
بھلا مہینے بھر کے بعد تو ایک خط لکھا کرو تم سلامت رہو ہمکو بہت یاد کروگے اب
کہانتک جیین گے آخر شش ایک حد ہی وہ ہوچکی جو دم ہی غنیمت ہی اگر آنکھون سے
نہین دیکھتے بھلا خبر تو معلوم ہوتی رہے تمہارا لکھنؤ جانا مرزا صاحب نے ہمکو لکھا تھا اور
کانپور آنے کی خبر تمہارے گھر کی علالت سلّو خان کے خط سے معلوم ہوئی تھی بارے
اب تو فضل آلہی ہی تمنے یہ حال کچھ نہ لکھا زیادہ والسلام

رقعہ نورچشم عزیز از جان مد اللہ عمرہ بعد دعا معلوم ہو عرصہ دراز سے کچھ حال
تمہارا معلوم نہین ہمارا قصہ یہ ہی کہ فقط آنکھ کے علاج کے واسطے رمضان کے
غرہ سے روانہ ہوئے ۹ - ربیع الاول کی تھی کہ پچرا رام نگر پہونچے اور عظیم آباد صاحب گنج
محمدی نگر مرشد آباد سے کلکتہ پہونچے ایکبارہ حضرت کی ملازمت ہوئی یہ قصہ بہت طول طویل
ہی المختصر جو آنکھ دہنی باقی تھی جس سے کام نکلتا تھا اب اسمین بھی غبار آگیا دم گھبرا گیا
دیکھیے منظور خدا کیا ہی ثابت ہوا کہ جہان کا کام تقدیر کے موافق ہوتا ہی اُسمین گھٹانے
بڑھانے یا نفع و نقصان کی کسی کو طاقت نہین جو بندے پر گذرے راضی برضا رہے کہ
تیر قضا کے واسطے سوائے سپر صبر کے اور کوئی چیز نہین لیکن جب انجام کا خیال آتا ہی طبیعت
کا اُلجھنا دل کا دھڑکنا ہر بار بڑھ جاتا ہی اور غور کرو کہ یار نہ مددگار بجز ذات پروردگار تمہارے
سوا دنیا مین نہ ٹھکانا ہی نہ سہارا ہی سوچو تو کون ہمارا ہی سخت تشویش ہی کہ خدانخواستہ
اگر بصارت گئی تو کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہین کلکتے مین بڑا ڈاکٹر تھا اُس سے زیادہ
کوئی نہ تھا اُس بدبخت نے فریب کیا ایک عرق ایسا دیا کہ اُسکا آنکھ مین ڈالنا

دوپہر کے بعد دہنی مین غبار شروع ہو گیا اُسکو ترقی ہوتی جاتی ہی میرا دم گھبراتا ہی کلیجہ
منہ کو آتا ہی کوئی پرسان حال نہین کہ روتے کیون ہو جان کھوتے کیون ہو باہر جاتے
ہین تو پانون لڑکھڑاتے ہین ایسے وقت مین تمسے جدائی ہی دیکھیے کیا مرضی الٰہی ہی تمھارے
دیکھنے کو دل بیقرار ہی اور ریل بھی یہان تک آگئی ہی ایک دن کا سفر ہی جو صبح کو سوار ہونگے
شام کو یہان پہونچنگے اگر صحت و عافیت ہو تو ہمکو دیکھ لو زیست کا اعتبار نہین زمانے
کے رنگ کو قرار نہین ایک کمال بیمثال لاجواب ہی انتخاب ہی اُسکی خبر لکھنؤ مین سنی ہی
مولوی محمد یعقوب صاحب کو لکھا ہی کہ اُسکو ڈھونڈھ کے حال لکھیے جو وہ وعدہ کرے
تو بہر کیف مین چلا آؤن تقدیر آزماؤن ہردم وحشت ہی پریشانی رہتی ہی کوئی اتنا نہین
جو تسکین دے حال پوچھے مگر لاولا وہی جو ہی کچھ دو نہین تو کون ہو شکر صد شکر کہ اس سن
مین یہ تنہائی ہی سب کو بے پروائی ہی ہمارا حال قابل دید ہی بلکہ دید ہی نہ شنید ہی جسقدر
رنج و الم سے بھاگتا ہون بے سبب اُسکا سامنا ہوتا ہی تین چیزین دنیا مین سخت ترین
وہ یہان موجود ہین ضعیفی مین تنہائی غربت مین بیماری مفلسی مین قرضداری کیا کہون
لکھ نہین سکتا بڑی مشقت سے یہ چند سطرین کھینچین ہین اور حکیم احمد علیخان صاحب سے
عرض کرنا کہ اختلاج قلب ہی طبیعت گھبراتی ہی وحشت ہوتی جاتی ہی پانون برف ہو جاتے
ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ روح مفارقت کرتی ہی فقط

رقعہ ۳۔ نور چشم غفلت شعار مد اللہ عمرہ عجب حال ہی لکھتے لکھتے ہاتھ گھسے
تمھارے خیال مین کچھ نہ آیا یہان روز مرض بڑھا طاقت گھٹی تمنے خط نہ لکھا محمد حسن خان کو
خط آیا ہم منتظر رہے خدا جانے کس شغل مین ہو مرزا حسین بیگ صاحب نے خط لکھا
حال معلوم ہوا مگر تم نہ چونکے اے بھائی تمکو خوف خدا نہین ایسے وقت مین یہ غفلت
زندگی کا اعتبار کیا ہی یہ بڑا دھوکا ہی لازم ہی کہ بمجرد خط دیکھنے کے مزاج کی کیفیت کہ
تمسے مکدر ہین یا صاف ہین سب ہمکو لکھ بھیجو ورنہ بجز افسوس و حسرت کے کچھ نہ ہوگا
مرزا حسین بیگ صاحب سے بعد سلام کہدینا کہ غضب کی جا ہی دو سطر لکھنے کے
محتاج ہین کس سے کہین جو لکھدے اس باعث سے جواب مین دیر ہوئی اور یہ معلوم ہوا

کس جگہ نواب صاحب اُترے ہین دیکھو تو اگر کوئی سُنے گا کہ ہمارا یہ حال ہے تم خط نہین لکھتے
تو کیا کہے گا جلد سب حال لکھ بھیجو اور حکیم احمد علی خانصاحب کے مزاج کی کیفیت لکھو
ہمارا حال اُنسے کہنا کہ بیٹھے بیٹھے مُنھ خشک ہونے لگا دل اُلجھنے لگا بیٹھا ہون آنکھین
بند ہوئی جاتی ہین جب آنکھ کھولی نظر نے کمی کی طبیعت نے برہمی کی یہ دونون نسخے
عرق کے ہین سُنا دینا جو کمی بیشی کرین جلد لکھنا دو چار دن مین وہ بھی تیار ہوگی زیادہ والسلام

رقعہ ۷۶ نور چشم عزیز از جان مد اللہ عمرہ بعد دعا اور دیکھنے کی تمنا کے معلوم ہو ایک
خط تمھارے خط کے جواب مین لکھا اور منشی صاحب کا خط ملفوف تھا اُسکو آج چودہ دن
گذرے دوسرا پھر بتاکید جو بارھوین صفر کو جمعے کے دن بھیجا اُسکو بھی چھٹا روز ہے صدا ے
برنخاست سخت عقل حیران ہے کہ یہ کیا سامان ہے اگر منشی صاحب نے نہ لکھا تم تو لکھ بھیجتے کہ
یہ سانحہ ہوا اور غالب ہے وہ جاننے والے ہون ان روزون چارون طرف سے رنج
نے گھیرا ہے راحت نے مُنھ پھیرا ہے فضل الٰہی سے یہان تو گیارھوین تاریخ پنجشنبہ
تھا کہ مینھ شروع ہوا آج چہارشنبہ سات دن سے پیہم برسا کھلا نہین چنانچہ بارہ سیر
گیہون بکتے ہین اور یہان سب تمھارے مشتاق ہین میر باسط علی بہت بیمار رہین خدا
انجام بخیر کرے مرض کو طول ہوا محتاجی گریبان گیر ہے دربنولا سردی کے باعث پانون
پر ورم آگیا ہے خدا ہے

رقعہ ۷۷ عزیز از جان مد اللہ عمرہ بعد دعاے صحت و عافیت واضح ہو للہ الحمد
کئی مہینے کے بعد خط آیا اُسنے پریشان بنایا تحریر سے گرفتگی طبیعت کی کھلتی ہے جو جملہ ہے
ناتمام ہے اسی مین کلام ہے روپیہ کی رسید چچا صاحب کے خط سے معلوم ہوئی ہوگی ہمنے
تمکو لکھا یا ہمنے چچا صاحب کو لکھا تھا اس سے اور کچھ معلوم ہوا نہ تقسیم لکھی کہ کیونکر صرف ہوئے
نہ اسکی شرح لکھی کہ انمین کتنے روپے تمنے کسقدر لیے دوسرا مقدمہ یہ ہے مرزا حسین بیگ
صاحب کی تحریر سے معلوم ہوا رحمان نے زبانی بیان کیا کہ میر اکبر علی تیاری کر چکے ہین
بعد رمضان المبارک قصد یہان مصمم آنیکا ہے تمنے کچھ نہ لکھا سخت تعجب ہے لہذا مین تمکو
بتاکید اکید لکھتا ہون ساری خدائی جانتی ہے اور سب سے زیادہ تمکو معلوم ہے جو جو کیفیت

انکے والد نے مجھسے کین خانہ بربادی بیابان گردی انھین کے بدولت سے ہوئی جھوٹی
نالش کرکے روپیہ لیے انکی بدباطنی سے کوڑی ہاتھ نہ آئی مفت بیفائدہ ذلت
اٹھائی مین نے کبھی دم نہ مارا تنخواہ مقرر کروادی تمنے کیا کیا نہ کیا کچھ اٹھا رکھا تھا
پھر تمنے لڑکے بالے پالے مفلسی کے دن ٹلے سلوک کیا اسکا انجام یہ ہوا کس برے
تیور سے تمسے پیش آئے اب وہ مر گئے خدا اُن کو بخشے اور کیا کہین جیتے جی
اُن سے شکایت نہ کی یہ سمجھے ؎ نیش عقرب نہ از پے کین ست ؎
مقتضاے طبیعتش اینست ؎ اسکے علاوہ اسی مہینے مین مہاراج بہادر کا کوچ ہی
الہ آباد سے گڑے تک مجکو ہمراہ لیجاینگے ملاقات مجھسے ہنوگی جسقدر وہ یہان آنے مین
صرف کرین وہین بیٹھکے کھائین خرچ نہ اُٹھائین پردیس مین خراب ہنون بہت سمجھاکے
کہنا کہ تمھارا وہان جانا مصلحت نہین ہی جو اُنسے ہوسکے گا وہ تمکو بھیجدینگے اور جو کہنا
نہ مانین تو تم انکو جواب صاف دیناکہ تم کون وہ کون بس معاف کرو آنکھون نے
دم ناک مین کیا ہی قریب کا آدمی نہین سوجھتا ہی یہ فقط اُسکی عنایت ہی روپیٹ اٹکل
سے کچھ لکھ لیتا ہون دوسری یہ کہانی ہی رحمان کی زبانی ہی کہ مرزا جان صاحب بہت
کڑکے جو منھ مین آیا وہ کہاکہ میرے روپیہ آج تک نہ پہونچے یہ کیسے روپیہ ہین کس کو
دیے ہین بیس روپیہ حویلی کے ایکڑ مین دیے تھے وہ چلتے وقت کمر پکڑے کے
لیے تھے مولوی صاحب کی ضمانت لی رسید انھون نے بھیجدی اب کیا چاہتے
ہین یا مجکو بھول گئے نرم اسامی سمجھے جیسا ہمنے کیا ویسا پایا خدا سمجھے گا وہ احکم الحاکمین
ہی اگر ہم برسر فساد ہوتے تو خدا جانے کہان برباد ہوتے اُنسے بھی پوچھیے گا
آنکھون کا ہمارے رنگ برا ہی دن رات اسی سوچ مین دم رکتا ہی اسیر چار دن
صحت نہین رہتی روز نیا سامنا ہوتا ہی اور اب تو گرمی آئی دیکھیے کیا ہوتا ہی سب
اعضاے جسمانی جواب دے چکے ہین مہمان ہین ایسے وقت مین تمھارا پاس
ہنونا بہت ایذا دیتا ہی سب کام بند ہین جو تم ہوتے تو حرج کار ہنوتا دیکھیے اگر منظور
خدا ہی تو کوئی صورت نکلی آتی ہی مین نام اُن راجہ کا تمھارے پاس بھیجتا ہون مشفق

کرکے بخط جلی گلزار تیار کرنا نام کو صحیح کرلون تو لکھون بہت ٹیڑھا نام ہی کبھی سنا ہوگا
اور یہان خوب یاد آیا جمعہ کا دن آٹھوین تاریخ میر منصب علی صاحب سے بنارس
جاتا تھا راہ مین ملاقات ہوئی وہ تلاش مین ہمارے سرگردان و خراب تھے محمد سجاد
کا کہین پتا نہین لگا پھر اُسدن سے ملاقات نہین ہوئی جیسا بلرام پور کے راجہ کا
نام لکھا تھا ویسا اسکو بھی لکھنا مرزا پوس پائی کچ پتی راج مہاراج مہیجی رام
منہ مو سلطان دام شوکتہم زیادہ دعا

رقعہ عزیز از جان سعادت و اقبال نشان اللہ تمکو بصحت و عافیت سلامت
رکھے بعد دعاے صحت و سلامت اور دیکھنے کی تمنا کے تحریر حال ہی خط تمھارا اکیم جنوری
کا لکھا ساتوین ماہ مذکور اور سولھوین رجب چارشنبہ کو آیا مضمون پریشانی بے سروسامانی
معلوم ہوا سُنو میری جان جب بُرے دن آتے ہین ایسے ہی معاملے صورت
دکھاتے ہین جس دن سے اُس مرحوم و مغفور نے دنیا سے کوچ کیا ہی سرگردانی
رہی اور آج تک چلی جاتی ہی روز نئی بات سامنے آتی ہی مگر کیا کیجیے اختیار بدست
مختار ہی بندہ بہت مجبور و ناچار ہی لیکن دل کو یہ کہکے تسکین دیتے ہین ع
چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند دنیا مقام گذران ہی جو ہی رواندوان ہی جو شادی ہی
تو غم کیا رہیگا ایک طور پر زمانہ کیا رہیگا شکر ہی تمنے مثل سنی ہوگی برے کی برائی سے
ڈریے آدمی کو استقلال بہر حال ضرور ہی کہ پروردگار رحیم ہی غفور ہی مرزا کلو بیگ
صاحب کا حال اور مآل سُنکے سوچکے جیسا سچ گذرتا ہی خدا جانتا ہی بڑی وجہ یہ ہی
کہ قریب ہمکو بھی یہی سامنا ہی اُسوقت کا خوف کسیکو نہین ہوتا بُرا وقت ہی کا نام
ہی کہ نہ باپ شفیق روک سکتا ہی نہ مادر مہربان کا بس چلتا ہی نہ عزیز و آشنا یگانہ و بیگانہ
کام آتا ہی نہ اولاد سے کچھ ہوسکے نہ مال و لشکر پنجہ ملک الموت سے بچاتا ہی یہی رستہ
سخت دشوار گذار ہی نہ راہ سے واقفیت نہ بدرقہ نہ راہبر یار نہ مددگار حساب کتاب
کا خوف گناہون کا پشتارا منزل بھاری غفلت کی پشیمانی و شرمساری یہ تماشا دیکھیے کہ
اسکا وقت معین نہین کون کون ہماری آنکھون کے سامنے مرگئے داغ فرقت دل پر دھر گئے

ہم جانتے تھے انکے سامنے ہم مرینگے یہ نہ سمجھے کہ یہی پہل کرینگے شعر پیر جیتے ہین جوان مرتے ہین * آپ جو چاہتے ہین کرتے ہین * سواے شکر اور صبر چارہ نہین اور ہان بھائی بہو کا حال مفصل معلوم نہوا یہ عشق کا کسکی جانب اشارہ تھا مین نہ سمجھا اگر یہ حال ہی تو اسکا مشہور یہ حال ہی کہ تپ رہتی ہی چار چار پانچ پانچ مہینے لوگون کو بخار آتا ہی جب وہ مرض دور ہوا صحت ہی اسکی کیا دہشت ہی اور یقین ہی علاج حکیم احمد علیخان صاحب کا ہو انکا حال ابتدا سے آج تک لکھوا اور تپ کا رنگ مزاج کا ڈھنگ کہ کیونکر آتی ہی اور غذا کم ہی یا بدستور چلی جاتی ہی اور کب تک حرارت رہتی ہی یہ سب حال مفصل حوالۂ قلم کرو اور مرزا کلو بیگ صاحب سے تو ہم ناامید ہو چکے ہین جو مرضی خدا انصاف کرو بھائی اب ہمارے جینے کا کیا بھروسا ہی غضب یہ ہی کہ ایسے دنون مین ہم شہر بیگانہ مین پڑے ہین یار نہ آشنا سوا ذات خدا اور آنکھونکا یہ صدمہ ہی کہ لکھا نہین جاتا کبھی ہاتھ کانپنے لگتا ہی کبھی نظر نہین ٹھہرتی دو دو دن مین ایک خط تمام ہوتا ہی تمھارے دور ہونے سے کمر شکستہ ہین کوئی اتنا نہین جو ہم کہین وہ لکھدے اور میر محمود صاحب سے بعد سلام نیاز ہمارا حال کہدینا یکم جنوری سے ریل جاری ہی دو ایک آشنا عظیم آباد تک ہو آئے سو روپیہ کی ہنڈوی تمھارے پاس آتی ہی اسّی روپیہ تم لینا بیس روپے مرزا کلو بیگ صاحب کو دینا اور یہ کہنا خدا کو یاد کرو وہ بڑا قادر ہی ہر شی کا وقت مقرر ہی اگر زیست باقی ہی اچھے ہو جاؤگے کونسا مریض ہی جسکو صحت نہین ہوئی اور خدا جانتا ہی ہم مجبور ہین نہین تو اتنا عرصہ بھیجنے مین نہوتا اسی روپیہ کی امید مین اتنے دن گذر گئے اب خدا گواہ ہی یہ روپیہ قرض لیکے بھیجے ہین پانچ روپیہ میرزا امام علی مستان کو دینا اسکا جواب جلد آئے گا تو مفصل اپنا حال لکھونگا ابھی سے لکھنا شروع کرونگا یہ ہنڈوی روکڑ ہی چوک مین گنگا دین اور شیو دین مہاجنون کی دکان سے لینا فقط

رقعہ نور چشم عزیز از جان سعادت و اقبال نشان مد اللہ عمرہ و مزید قدرہ بعد دعاے صحت و سلامت و تمناے دیدار فرحت آثار واضح ہو ۲۱ شعبان کو تمھارا خط مع صندوق آیا تھا جواب اسکا روانہ کیا آج چودھوین رمضان کی ہی انتظار

رہا خط نہ پہونچا اور میان ستو خان تو گویا جان نہ پہچان اجنبی انسان تھے ہرچند تمسے
بہت تاکید کی تھی کہ مہینے مین تو ایک خط لکھنا تمھارے خیال مین نہ آیا ہمارا عجب
حال ہی آنکھون کا ہر دم ملال ہی روز نظر کم کرتی ہی طبیعت برہی کرتی ہی دیکھیے منظور
خدا کیا ہی لازم ہی کہ بمجرد دیکھنے اس خط کے اپنی خیریت کا حال کلکتہ کا آل جواب و سوال
لکھو معلوم نہین وہ جو تنخواہ کے باعث تھے اُنکے پاس سے کچھ جواب آیا یا نہین آیا سررشتہ دار
نے وعدہ کیا تھا کہ آیندہ مہینے مین جواب باصواب آیگا زر معلومہ ملجایگا تم اُنکے پاس
بھی کبھی جاتے ہو یا نہین اور کپتان صاحب سے ملاقات کا قصد تھا وہان گئے کیا ہوا
یہ سب حقیقت لکھو اور اسمین کوشش کرو یہ روپیہ ضرور ملیگا کوئی حاکم فریادرس سُنے گا
اگر غفلت کروگے عرصہ زیادہ کھنچے گا تو کسی کا کیا بگڑے گا تمھارا ہی نقصان ہی اس زمانہ
مین یہ روپیہ تھوڑا نہین اسمین بہر کیف سعی کرنا شرط ہی اور عملۂ عدالت سے ملاقات
بہت ضرور ہی اللہ نے تمکو سب طرح کی لیاقت عنایت کی ہی ایسا نہین جسکے پاس
جاؤ اور تمھارا پاس نکرے اپنا فخر نہ سمجھے مگر بھائی مشقت شرط ہی گھر بیٹھے یہ باتین
نہین ہوتین دیکھتے ہو دو دو روپیہ کیواسطے لوگ کیا کیا کرتے ہین کس و ناکس کی
التجا کرتے ہین محنت و کوشش عجب شجر میوہ دار ہی جب ہم چاہین کہ مسند بزرگی پر
بیٹھین اور تاج سرفرازی سر پر رکھین تو کمر ہمت چست باندھکر کوشش اور محنت پر
اپنی ہمت مصروف رکھین جد و جہد سے توفیق یزدانی دروازہ سعادتمندی کا کھولدیتی
ہی جو کوئی علم محنت و مشقت بلند کرتا ہی تاج دولت سے سربلند ہوتا ہی بے نیش
محنت نوش نعمت ہاتھ آنا دشوار ہی عالم امکان کا اسی پر دارمدار ہی یہ ہماری باتین کام
آئینگی بہت یاد کروگے اور ہم تو قبر مین پانون لٹکائے بیٹھے ہین آج نہین کل آپکا سامنا
ہی تمکو خدا سلامت رکھے بہت دنون زندگی کرنا ہی خوش نصیب ہو سب کچھ ہاتھ آیگا
روپیہ پیسا یار و آشنا مگر ہمارا افسوس رہجایگا ہمکو نپاؤگے اُسوقت پچھتاؤگے
دنیا مقام گذران ہی جو ہی روان دوان ہی بقا بجز ذات خداوند قدیر دوسرے کو
کہان ہی یہ سب کچھ دیکھا اور دیکھتے ہو خواب پریشان ہی لیکن خلقت مردہ پسند ہی

دنیا جاے پر ہرگز نہ ہی یاد رکھو اپنا محبت کرنیوالا نہین ملتا دیکھو گو برسون جدا رہتے تھے
مگر یہ خیال تھا کہ یہ شخص ہمارا خواہشمند ہی اُسکا سہارا تھا غمخوار ہمارا تھا اب بسر کرتے
ہین نہین پاتے ہین لہذا ہمارا جینا غنیمت جانو خبرگیران رہو یہ نہین کہ بھول جاؤ
دس برس کا دشمن نہین ملتا نہ کہ تمام عمر کا غمخوار ستّو خان کا حال لکھنا آتے ہین
یا زبانی کہانی سناتے ہین تمسے کہا تھا منشی مقصود علی صاحب کے پاس گہ وگاہ جانا
یہ لوگ بھی انتخاب ہین نایاب ہین خیر و شر کی صلاح لینا جو بہتر ہوگا بتائینگے کم و زیادہ
کبھی لب پر نہ لائینگے ہماری طرف سے تسلیم بصد تکریم عرض کرنا مولوی یعقوب صاحب
سے آمد و رفت رکھنا یہ لوگ بھی بیمثال ہین اور جناب معلی القاب مرزا جان صاحب کی حقیقت
تو لکھو کیونکر ہین کیا کرتے ہین غرض کہ سب کیفیت مشرح لکھ بھیجو میرزا امام علی کا خیال رکھنا
جو اطاعت کرین دس پانچ دن کے بعد رحمان آتا ہی خدا نے چاہا تو جو تنخواہ ان سب کی
باقی ہی بھیجدونگا برخوردار واحد علی کو پیار کرنا گھر مین دعا و سلام

رقعہ جان من راحت روان من لخت جگر نور بصر اللہ سلامت رکھے بعد دعاے
صحت و ترقی مدارج دولت واضح ہو عرصہ دراز زمانہ پر باز منقضی ہوا کہ تمھارا خط فرحت نمط
نہین آیا اور جسدن تمنے برخوردار احمد علی کو خط لکھا تھا میرزا مراد علی کے طلب مین اُس
روز جواب مین نے روانہ کیا تھا اور چند امر ضروری لکھے تھے غالب ہی کہ مہینے سے عرصہ
زیادہ کھنچا صداے برنخاست معلوم نہین کہ سبب اسکا کیا ہی یا جواب بھیجا ہو تو یہان نہ آیا
اسقدر جواب کو تامل ہوا کیون تساہل ہوا اب مضمون تازہ یہ ہی کہ کلکتہ خط بھیجتے بھیجتے
حیران و پریشان ہوگیا آخر کی تحریر یہ تھی کہ میرزا احمد علی کے نام کا سارٹیفکٹ اور میرے نام کا
مختار نامہ بھیجو تو روپیہ ملین چنانچہ سارٹیفکٹ مع دستخط اور جو جو مدارج تحقیقات ہوے
تھے سب لکھوا رکھے ہین مختار نامہ کی صورت یہ ہی کہ اُنھون نے لکھا تھا ہم مسودہ
بھیجین گے اُسپر دستخط ہوکے جب آئیگا روپیہ ملجائیگا چنانچہ پندرہ دن تک اُس کا
انتظار رہا جب وہ نہ آیا میرا دم گھبرایا دوسری صورت یہ ہوئی کہ بنارس دو مہینے
کی قبض بھیجی تھی اور مہاراج بہادر نے ایکسو بیس روپیہ کی پروانگی دی تھی دونون

مین سے کچھ نہ آیا نوبت تکلیف کی ہوئی دس بارہ دن سے طبیعت بہت پریشان تھی
آخرش تنگ ہوکے ۴ - ۲ - جمادی الاول یوم پنجشنبہ قریب شام ڈاک پر سوار ہو نکلا
نماز کے وقت لکھنؤ نئے گاؤن مین اترا پہر دن چڑھے قطب الدولہ بہادر سے ملاقات
ہوئی کچھ دن رہے میان احمد کے گھر آیا رات وہان بسر کی صبح کو مفتی گنج مرزا حسین بیگ
صاحب کے مکان مین آیا ہفتہ کا دن تھا منگل سے پھر کہین نہ گیا طبیعت بدمزا ہو
رہی تھی کوئی عارضہ نئے پیدا ہوئے ہین چنانچہ کل دوشنبہ تھا کہ آج بھی قصد ہو اس سے
فرصت کرکے پھر کسی سے ملاقات کرونگا آج کل سکندر بیگم صاحبہ والیہ بھوپال یہان
آنے والی ہین مجھے دریافت کیا تھا اگر ملاقات ہوئی تو بے سود نہوگا بہرکیف عنقریب
بنارس چلا جاؤنگا میر مراد علی جانے انکا کام جانے چلتے وقت جو کہنا ہو کہہ جاؤنگا عمل کیا
تو خیر نہین بخدا سوینا حماقت بڑی یہ ہوئی کہ بیفائدہ انتظار کیا اور تم تک نہ آیا یہ بڑی
حسرت رہی اور جب تک ملاقات نہوگی یہ دل سے نہ نکلے گی اسواسطے بہت باتین ایسی
ہین کہ وہ سواے تقریر لکھنے کے قابل نہین قسمت سے مجبوری ہو فلک نے نہ چاہا اور
تمھارے خط لکھنے سے اور غلجان بڑھا ہو کہ خدا جانے کیا ماجرا ہو گو تمنے نہین لکھا مگر مجھکو
معلوم ہو کہ تمکو یارون نے کچھ لکھا ہو سو اسکو یاد رکھنا جو کچھ مین نے کیا ہو کبھی تمھارے
خلاف نہوگا اسواسطے کہ تمھاری طبیعت کا حال مجھکو خوب معلوم ہو کہ دو سے چار سے
روپیہ تک تمھاری نظر مین دو چار پیسے ہین کبھی خیال نہین آیا کہ کیا ہین کیسے ہین اگر تم بھی
ہوتے تو ایسا ہی کرتے انشاءاللہ تعالیٰ کانپور سے بنارس جب جاؤنگا جمع خرچ
کی فرد تیار کرکے تمھارے پاس بھیجدونگا اسکو دیکھ لینا اور تو جو کچھ ہوا سو ہوا
حویلی کے ڈھ جانے کا یقین ہو کہ اس سال تم نہ آئے تو یہ بیٹھ جائیگی چنانچہ اُس
اخیر طوفان مین تمھارے کبوتر جہان رہتے تھے وہ سیڑھی سب بیٹھ گئی اور دروازہ
پر جو مکان تھا زمین دوز ہوگیا کوٹھے کا درجہ جو تمھارے روبرو گرا تھا بدستور
رہا اب یہان ہفتہ عشرہ اور قیام ہو جب بیگم موصوف یہان سے چلی جائینگی
مین بھی کانپور جاؤنگا اسپر بھی جو کوئی سواری میسر آئے تو عزم ابھی تک تمھارے

پاس آنیکا ہی یا تنخواہ آگئی تو وہان آیا ورنہ ؎ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ
باقی خیریت ہی ۲۹ – جمادی الاول ۶۔ ہجری

رقعہ ۷۹ نور چشم راحت جان سعادت واقبال نشان مد اللہ عمرہ و مزید قدرہ
بعد دعاے صحت وسلامت اور دیکھنے کی تمنا کے کہ عالم الغیب اس سے آگاہ ہی
کشش دل گواہ ہی واضح خاطر ہو وقت روانگی گونڈہ جو خط تمنے بھیجا تھا وہ آیا مگر اسکا
منتظر تھا کہ تمھارا وہان داخلہ اور مقام قیام جو دریافت ہو تو خط لکھے لہذا ۲۳ – تاریخ
محرم کی اور یکم اگست پنجشنبہ کا دن تھا کہ دوسرا خط تمھارا آیا خدا شاہد ہی کہ جیسی مسرت
حاصل ہوئی پروردگار تمکو ہمیشہ سوا اپنے کسی کا محتاج نکرے گا انشاء اللہ عنقریب
ترقی ہوگی ہر چند کہ تمھاری طینت اور طبیعت کا حال مجکو خوب معلوم ہی کہ تمھارے
نزدیک دو سو چار سو کی حقیقت کچھ نہین یہ گروہ جو حاکم ہین انکو اس بات کی کد از حد
رہتی ہی اور جو تقدیر مین ہوتا ہی بہر کیف ملتا ہی بلکہ ؎ گر نہ ستانی بستم میرسد
رزاق مطلق نے ہر فرد بشر کی روزی وجہ حلال سے قسمت کی ہی اگر طمع حرام نکرے
بذریعہ حلال پہونچے گی کوئی بندہ نہین مرتا ہی جبتک اپنا پورا رزق کہا نہین لیتا پس مناسب ہی
حرام پر نظر نکرے جو دولت خلاف طور بے مشقت حاصل ہوتی ہی جلد زائل ہوجاتی ہی
اور جو نعمت بوجہ حلال قوت بازو سے دستیاب ہوتی ہی قدم ثبات جماتی ہی جب ایسا دینے والا
خالق موجود ہو تو انسان کو لازم ہی کہ اُسی پر نظر رکھے احتیاط آٹھ پہر رکھے نیا عملہ نیا
معاملہ ہی جب اس گروہ کو اعتماد ہو جاتا ہی پھر مفسدون کا کہنا انکی خاطر مین نہین آتا ہی
دوسرے تم قانع ہو پچاس روپیہ بہت ہین آیندہ سمجھ لینا دوسرے پیادے
یا جمعدار نائب کوتوال جو تحت حکومت ہون انسے آشتی اور نرم زبانی سے پیش آنا کہ
بیدام رہین بندہ بیدام رہین مگر سمجھے رہنا انکی اطاعت پر بھول کے راز دار نکرنا اس
زمانہ کی خلقت بیوفا ناآشنا ہی غرض پر غلام ہین پھر نطفہ حرام ہین کارپرداز کو چار کام
ضرور اختیار کرنا چاہیے اول سرکار کو اپنے حسن انتظام اور خیر خواہی کے
التزام سے راضی رکھے دوسرے بنلے کا ادراستی اور امانت پر رکھے جھوٹ

فریب سے اجتناب کرے تیسرے شعلہ خشم وغضب کو آب حلم و بردباری سے بجھاتا رہے
حرص وطمع کو نفس پر غالب نہونے دے جو حادثہ پیش آئے اُسمین ثابت قدم رہے چوتھے
جسطرح اپنے نوکر سے امید نمک حلالی اور وفاداری کی رکھے اُسیطرح سرکار کا کام انجام
دے یاد نہین کس کس نے دغا کی بیوفائی کی کیسی کیسی کج ادائی کی اس عرصے ۲ مہینون
سے ڈرتا رہے عذر کرتا رہے دوسرے باغیون کی خبر سے پریشانی ہوئی میری جان سمجھ
بوجھکے یہ قول سعدی ہے ؎ گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد تو مرو در دہان اژدہا
سپاہ گری اسکا نام نہین کہ امجد علیخان کیصورت آگ مین کود پڑے تم جانتے ہو ہم بھی کبھی
ڈھال تلوار باندھتے تھے اور وہ کام کرتے تھے جسمین صدہا مرتے تھے ہاتھ منھ کٹتے تھے
بڑے ہوون کے دل بیٹھتے تھے اسکا تکلف یہ ہے کہ خود بچے حریف کو مارے
ہمت کہین نہارے اور یہ خیال رکھے کہ قضا کا وقت مقرر ہے وہ کبھی نٹلیگا رستم کا بس
نہ چلیگا کہ خدا فرماتا ہے اِذَا جَاءَ اَجَلُھُمْ لَا یَسْتَاخِرُوْنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ
یعنی جو تمھاری اجل کا وقت معین ہے اُسمین ایک لحظہ نہ دیر ہوگی نہ جلدی ہوگی اور
جسوقت وہ آئیگی لَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ اگر اونچے دھات کے برج مین ہوگے نہ بچوگے
لیکن یہ بھلا ہے کہ دانستہ کنوئین مین کود پڑے نہ ہاتھ پانون ٹوٹ گیا بیکار ہوگیا پس
انسان کو لازم ہے کہ ہر دم عنایت خدا پر نظر رکھے دوست دشمن کو دیکھتا بھالتا رہے
اڑی گڑی ٹالتا رہے ہان نیکنامی کی موت کو بدنامی کی زندگانی سے بہتر سمجھے کہ نام اُسکا
قیامت تک صفحۂ روزگار پر باقی رہے کردار نیک چلنی کو ذخیرۂ ابدی تصور کرے اسکے
علاوہ ہماری ضعیفی کا خیال رکھنا ہمکو خدا کے بعد تمھارا سہارا ہے غور کرو دنیا مین کون
ہمارا ہے تم نزدیک رہو یا دور رہو برس دن نہ ملو الله اسکا عالم ہے کہ ہماری جان ہر آن
تمھارے پاس ہے اور یہ بھی خوب جانتے ہو کہ اپنے وے [illegible] جو ہمکو
وہ ہمارا خدا بس ہے اللہ وہ دن کرے ہزار ہا روپیہ تم پاتے ہو [illegible]
مسرت کی بات ہے ہماری الفت یہ نہین کہ [illegible]
اُسکو محتاج نہ رکھ سکوگے جب [illegible] ہون گے [illegible] خیر ہوگے لیکن [illegible]

کیا کرین تمھاری مفارقت بیقرار کرتی ہی اسمین اختیار نہ تمھارا نہ ہمارا ہی مشیت ایزدی مین کسکو چارہ ہی ورنہ تمکو آنکھون سے نہان نہونے دیتے ہم کہین تم کہان نہونے دیتے ایک تمھارے خط نہ لکھنے سے کیا کیا طبیعت بگڑی کم اب کبھی نہ لکھین گے مگر چپ نہ رہا آیا پھر لکھا اور تمام سن مین اسوقت خدا جانے کیا جی مین آیا جو یہ گلے تمکو لکھے اسواسطے کہ اب ہم چراغ سحری ہین سیر رہگذری ہین ایسے وقت مین تمھارا جدا رہنا دل دکھاتا ہی کہ موت کا وقت مقرر نہین اختیار بشر نہین اور بہت سی باتین لکھنے کے لائق نہین جو خدا نے باہم کیا تو موقوف بملاقات ہین مگر خدا کیواسطے مہینے کے بعد خط تو لکھتے رہنا کہ وہ تسکین کا باعث ہوگا دہنے شانے مین پھوڑا ہوا تھا بہت تکلیف دی آب بایان پانٔون سو جا ہی کچھ کچھ شغل چلا جاتا ہی جس دن سے تم خط لکھکے چلے گئے کانپور کی خبر نہین ملی حکیم حفاظت حسین صاحب تمھارے آشنا جو کانپور مین تھے اُنھون نے لکھا تھا سب اچھی طرح ہین زیادہ دعا

تمت

رقعات فارسی مرزا مرحوم

بسم الله الرحمن الرحیم

رقعه ۵ جناب خانصاحب مجمع خوبیهای بیکران شفیق مخلصان دام لطفهم

ناله را هر چند میخواهم که پنهان بر کشم ٭ سینه میگوید که من تنگ آمدم فریاد کن ٭ داد از
بیمهری چرخ شعبده باز فریاد از نیرنگی این حیله ساز که هر دم داغ نو بر زخم کهن می نهد و
هر ساعت تفنگ جگر خراش سر می دهد خلاصه سرای سپنج بجز آفت و رنج ندیدم بهاری
نیست که پامال خزان شده بر باد نرفت و دامن وگریبان نه که مثل کتان بدست ظلم
پاره پاره و تار تار نگشت نخلی نوخیز نه که در بوستان جهان سر کشید بی گل و بار تا آره نرسید
و هزار ها ثمر نارسیده از صرصر حوادث بخاک فنا غلطید دلی نمانده که مثل لاله داغدار نه و
خاطری کو که غارغار نه الا بینندگان تنگنای وسمت را بجز صبر و شکیب چاره و سرگردان
کوی ناکامی را سوای سکوت یارا نیست خلاصه این سمع خراشی و نمک بر
جگر پاشی آنکه بتاریخ سیزدهم شهر ذیحجه ۱۲۶۳ه یوم یکشنبه آرام خاطر بیقرار و تسکین
بخش دل پر اضطرار بعارضه سابق الذکر ازین جهان گذران رخت هستی بر بست
کوه الم آن مغفوره جثه ضعیف مجور را بشکست بتحریرش دست و خامه لرزان و

طبیعت سودازده غلجان بخدای عزوجل درین مدت العمر این چنین سانحه جانکاه بر من بلانصیب نگذشته بود که دفعةً رو نمود هر چند که از عرصهٔ دو ماه امید زیست نمانده بود چراکه بعارضهٔ ده ماه خاک کوچه و برزن بیختم و بر سر ریختم سودی ننمود الا این ندانسته بودم چراکه تا نصف شب بگفتگوی این سودآن سو بسر بردم بلکه نماز تهجد همان مغفور ره بیدارم کنانیده اینقدر وقفه بمیان آمد که بنده نماز میخواند همین که بسلام رسیدم دینجا قصه تمام شد هنوز مثل مجانین شب و روز بسر میکنم و تمام عمر این ماتم از دلم نخواهد رفت که بدست آمدن موافق مزاج درین زمان سخت محال ست و دیده باید که تا کجا این بی کیفیتی سد سامعه بجز گریهٔ وزاری کاری ندارم و امریکه برای تفریح تجویز میکنم موجب مزید قلق و پریشانی میشود و کاری که پی دفع غلجان تشخیص میکنم صد هزار مد خفقان میکند خواسته بودم که ترک شهر و دیار نمایم مگر بموجب فهمایش چند غمخوار مجبور بگوشهٔ عزلت نشسته در رابر روی احباب بسته ام سانحه تازه اینکه باخر خجه در کانپور طبیعت مردمان خانه سخت علیل شده بلکه نوبت بکوچ رسیده بود چراکه هفت روز بیدانه و آب بر بستر بسان نقش بوریا ماندند از صبح و شام خبری نبود بدریافت این حال مجبور و ناچار بتاریخ هفتم شهر محرم بکانپور رسیدم و بعد سیزده صفر بشرط زندگی عزم لکهنؤ دارم آینده مرضی مولیٰ از همه اولی همین سبب در ارسال جواب عنایت نامه توقف بمیان آمد و درین عرصه از اخبار صحت مزاج مبارک اطلاع بهم نرسید دل خیریت طلب زیاده آشفته گردید لهذا با دراک خیریت عریضه مرسل خدمت فیضدرجت نموده ام امید که از کیفیت اینجا مع صحت و سلامت مزاج مبارک و حال صحت خداوند نعمت یعنی نوابصاحب بهادر ستم رسیده را مسرور و مبتهج فرمایند و قصور عدم تحریر بخیال این مصیبت معاف فرموده بنظر عنایت و الطاف بدستور قدیم برحال من آلام کشیده و صرصر حوادث دیده مبذول دارند و عذر پذیرا فرمایند که از دست زمانه مجبور و ناچار بودم و هستم والسلام

رقعه گل گلزار خوبی سرو جوی بار محبوبی نخلبند چمنستان مودت نوبادهٔ گلستان محبت عشوه سنج و کرشمه ساز همه تن سحر سراپا اعجاز زاد لطفها از عندلیب گرفتار دام محرومی

و دور از گلزار قمری پر آلام شومی مهجوران یار که تخلص غمگینش خوشنودی طبع صاحب ست بعد گلدستهٔ سلام و شکوه بخت نافرجام واضح باد تشریح اشتیاق ملاقات و بیان آن زهے حرف و حکایات خامهٔ خشکیده زبان را چه یارا که بحیز تحریر آرد و تمنای جوش و خروش هم آغوشی و هوس کنار و بوس گرمجوشی دست این همدست اندوه و الم را چه مجال که بر نگارد همه ستم دوری و فسانهٔ مهجوری موقوف بملاقات داشته بمدعاے ضروری می پردازد للہ الحمد که جان زار در سینهٔ بیقرار تا تحریر رقیمه وداد شاد و ناشاد بامید روز وصال باقیست هنگامیکه چشم منتظر مانند دیده نرگس بشاهراه باز بود و طالع برگشته را با مساعدت ساز بود که یکایک قاصد صبا رفتار خجسته پے مع مهربانی نامه محبت طراز ورود نمود و پای قاصد را که بکوی تو رسیده بود بسر نهادم و چشمش را که روی تو دیده بود در جگر بیتاب و دل پر اضطراب جا دادم مصرع تلطف نامه را چون بر کشادم ٭ عجائب و غرائب بنظر آمد سطور بیچان چون زلف پریشان و مضمونش تسکین بخش دل و جان نی نے غلط کردم خط نبود مرهم کافور جهت زخم سینه سوزان و هر حرفش نقش خاتم سلیمان بود عجیب عالم شد که از فرط بیتابی دل وارسته و تسلی خاطر پریشان و خسته ٥ کبھی رکھتا تھا اسکو چشم تر پر ٭ کبھی دل پر کبھی دل سے جگر پر ٭ کبھی سینہ پہ میں رکھتا تھا اسکو کہ بیتابی سے کچھ تسکین تو ہو ٭ غرضکه دیده کور را نور و خاطر غمگین را سرور بخشید و دمی دل بریان و خاطر پریشان روی راحت دید جناب احدیت باین یاد فرمائی خود رفتگان غریب الوطن گرفتاران رنج و محن با خاطر شگفته و شاد و همقرین مطالب و مراد داشته به مقاصد دلی رسانا د و بتصدق ائمهٔ معصومین علیه السلام وصل آن گلفام نصیبم کناد عزم سفر به بستم ربیع الثانی و تشریف ارزانی فرمائی باین سمت ویرانه نوکر یر خامه بهجت شمامه بود بخدائے عز و جل که همین صورت زندگانی این گم کرده خانمان ست اگر عنایت سابق آنصاحب را بایفای وعده آورد زیست دوباره حصول باشد اگر نالهٔ نیم شبے و مناجات سحری پریشان خاطران بدرگاه دادرس قبول شد چه عجب از بنده نوازیست که همین راه بهر سمت که خواهند تشریف برند و درین شهر قدم رنجه

فرمایند باقرب وجوار این دیار رسیده من مهجور را طلب نمایند ہ چه خوش بود که
برآید بیک کرشمه دو کار ع شاہان چه عجب گر بنوازند گدارا ؛ برای خدا و رسول این
عرض قبول گردد و گرنه بسر مبارک ہرگز بے ملاقات شما روی وطن نخواہم دید و ہر جا که
صاحب خواہند رفت انجا خواہم رسید بار عنان شدید خامه ازین سمت معطوف
ساخته شمه حال پر ملال می نگارم ہ نه چین جی کو نه تاب دل کو نه خواب چشم پر آب مین ہے
غم جدائی سے جان میری عجب طرح کے عذاب مین ہے ؛ موسم تنہائی عالم بے سر و پائی باعث
ہزاران آلام و به کشمکش رنج و غم و اندوه و الم جان ناکام ہ نه مونسے نه رفیقی نه ہمدمے
دارم ؛ حدیث دل به که گویم عجب غمی دارم ؛ روزم به اندوه و الم و کوچه گردی بسر
میشود و شب ہجران بکثرت غم و تعب ہرگز سحر نمیشود تمام شب بیداری و اختر شماری
با نالۂ جانکاه و فغان و آه با گریه و زاری باین ذلت و خواری ایام گذاری ست رحم
بحال زارم و دل بیقرارم ضرورست که این بے سر و سامان از دل نالان مجبورست
بکسی طور نمی فہمد بخدائے که گدائی روبروی آنصاحب بہتر از شاہی مفارقت ست
خداوندکه بقسوم من سرگشته چیست که بجز خیال محال وصال دیگرپیش نہاد نیست و ہر دو
جہانرا فراموش نموده بجز صورت دلفریب یاد نیست لله یکبار دیگر جلد از ملاقات خود شاد
نمایند و خاک این آواره کوی ناکامی را بصحرا نوردی برباد نفرمایند حالم لائق شنیدنی
و رویم قابل دیدنی شده اگر ملاحظه خواہند فرمود چه عجب که عجب کنند اگر ہزار جزو نویسم
سطری ہم از دفتر مہجوری و مصائب دوری تسطیر نشود مجبوری خامه برداشتم

رقعه ۳ عزیز القدر راحت جان سعادت توامان میرزا احمد علی سلمه الله تعالی
بعد دعا واضح باد دستم دم تحریر خط می لغزد خلاصه اینکه بروز پنجشنبه بست و ہشتم
شہر شعبان میر نصیر صاحب نزد فقیر آمده حال خرابی مقدمه بیان کردند بخدا که ہوش
و حواس بجا نماند اینهم خوبی قسمت ست دیگر چه نویسم اگر شرح خرابی غفلت آن
نور چشم نویسم نمک بر جراحت ست ازین چه سود که دست از کار و کار از دست رفت
مگر برگفته میر صاحب انچه شد شد تمام شہر از یگانه و بیگانه بفضل لله میدارد و احدی بنظر نمی آید

که صلاح نیک و بد آخر کار تدبیر آن چه فهمیده‌اند حالا میر دائم علی صاحب و منشی صاحب چه میگویند
و کدام تدبیرست که آبرو باقی ماند آنرا مفصل بنویسند و حالا هنگام آن نیست که ماه‌ها خط
ننوشتند بالفعل اگر هر روز نباشد بعد دو سه روز ضرور کیفیت مفصل و مشروحاً بنویسند چراکه
انچه فرد امانت نویسانیده بتهانه دار بود آنهم موجود نیست و صاحب بهادر برکوه سیاتو بر نام
کدام کس ڈگری جاری شده است و مهلت چند روزست و مدعی کجاست همه حقیقت
تفصیل وار تحریر نمایند برای همین روز سیاه میگفتم که باهم معامله خوب ست این بزرگواران
ضرر خود فهمیده نخواستند که فیما بین تصفیه شود سخت قباحت بنظر می آید لهذا درین پریشانی
و حیرانی انچه در عقل ناقص آمده است مینویسیم بعمل آرند اگر موقع و مصلحت باشد صادق علی
وکیل که بنده زرست این را بطلع جانب خود باید کرد دیگر میگویم که خود مع صاحب معامله
درینجا بیایند چراکه درینجا طاقت نیست که این معامله سماعت شود و انچه اسباب
نویسانیده بتهانه دار بود معلوم نیست که سپرد کرنیل صاحب بود یا ذمه دیگر و از دزدی
چه قدر کم شد یا هیچک نیست علاوه برین همه خرابی شراکت ست و گرنه بشما چه کار لاکن حالا
کناره نمودن هم مصلحت بنظر نمی آید و از جوانمردی نیز بعید است معلوم نیست که اطلاع
این معامله به کرنیل صاحب شد یا نه نوشته اند و از روزیکه روانه شده‌اند کدامی خط یا رسید از جای
نوشته اند یا نه و الله برای خدا و رسول غصه را راه ندهند که عقل را خبط میکند مثل
مشهورست که "گدھے کو اپنی غرض پر سالا کہتے ہیں" از دوست و دشمن درینوقت
آشتی ضرورست اگر فضل الٰهی ست بعد فهمیده خواهد شد حالا همین موقع ست که از
یگانه و بیگانه نرم گفتاری و خوشامد مصلحت ست دوم آنکه چنان نشود که بباعث اضطرار
زر نقد بکسی دهند تا که اطمینان کامل حاصل نشود اعتبار چیست انچه باقی بود رمالان بردند
عجب رنگ زمانه ناهنجار و طریقه مردمان بدشعار ست که درینچو محل بصورت دوست
آمده میگویند که اگر دو چهار صد روپیه صرف شود چنان و چنین میشود در قرب همچو
کسان نباید رفت که باغ سبز معائنه می کنانند دوست صادق کجا هر چند باسباب
ظاهر میر نصیر صاحب سخنان دوستانه و دلسوزی نمودند مگر فی الجمله شکایت

کرایہ مکان وتقاضای چہیدی ناگوار شد لہذا انچہ کنند خوب فہمیدہ و ہر قدر کہ وقت
فرصت است حالا در غفلت نباید گذرانید درین روز و شب وتا اینڈم کہ قریب
دوپہر روز آمدہ است تدبیر نیک بجز روپوشی بنظر نمی آید اگر موقع باشد برائے
چندے درین شہر بیایند بعدہ فہمیدہ خواہد شد انچہ در ذہن شما یا صلاح کسے
دوست باشد ازان مطلع کنند چراکہ بسبب اضطرار عقل من درست نیست یا انچہ
در امکان بندہ باشد بنویسند کہ تا جان دریغ ندارم خدا شمارا سلامت دارد ومن کہ
پا بر کاب نشستہ ام امروز نہ دم فردا ہمین معاملہ درپیش ست وحال دوست ودشمن بنویسند
چراکہ ہمین وقت امتحان ست یعنی کدام ثابت قدم ست کدام از شراکت گریخت
ہر چندکہ در شراکت نقصان کسے نیست کہ معاملہ انگریزیست بجز مدعی و مدعی علیہ از
دیگر ہیچک سروکار نمیشود البتہ اینکہ کسے دلسوزی نمودہ کدام فقط برائے خندیدن
موجود شد پس ازہمین دو سہ آدم مثل منشی مقصود علی ومیر محمود صاحب ومیر دائم علی
صاحب درینصورت مشورہ برائے ہر شخص پرسیدہ بہ بندہ بنویسند کہ چہ صلاح
کار فہمیدہ اند ودرین ہنگام کسے دشنام ہم بدہد اورا سلام باید کرد دنیا جاے
آزمایش ست حالا بجز سخن سازی ازمن چہ میشود کہ حال وقات گذاری تمام وکمال ظاہر
وروشن ست اگر درینوقت چیزے در کیسہ خود میداشتم البتہ مقام امتحان بود حکیم کہ فلک
کج بارتا اینجا رسانید مگر بخدا کہ خواب وخور وزندگی حرام ست تا وقتیکہ کدام صورت
نجات پیدا نمیشود للہ در نوشتن خط تامل نباید کرد بر تنہائی شما دلم کباب است کدامی
سرپرست بنظر نمی آید کہ دلداری شما نماید کہ وتنہا در بلوای عام ہستند بجز پروردگار
مددگار نیست بہر حال نظر بر عنایت او باید داشت چراکہ ہر کسے راکہ او آبرو وعزت
بدہد ذلیل وخوار نمیکند ہر دم مددگار شما خواہد ماند کہ در حق کسے بد نکردہ ایدا و عالم ودانا ست
ضرور مشکل آسان خواہد ساخت با منظار و بدحواسی نباید پرداخت ؎ بے رضای تو
یکے برگ نجنبد ز درخت ؎ اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے ؎ نہ برد رگے تا نخواہد خدای
بہر کیف رجوع بخدا باید بود کہ نفع وضرر در قبضۂ قدرت اوست اگر در تقدیر ہمین نوشتہ اند

مقام مجبوریست وگرنه یک جہان یک طرف شود بیشتم کنده نخواہد شد بہرچہ کنید
بدجمعی واستقلال چراکہ وقت میرود وسخن باقی می ماند ہدایت علی مدت العمر درجعل وفریب
بسر کرد تمام عالم دشمن او بودتا وقتیکہ مقدر بر انگشت کسی بررو نیامد ہزارہا روپیہ
صرف نمود وقتیکہ گردش طالع برروی کار آید بے سبب بتلای بلا شده ودرگذشت
دانا وہوشیار ہمانست کہ در وقت اضطرار ہوش وحواس از دست ندہد ودوم نزول
آفت ومکروہات ثابت قدم ومستقل باشد رسم ست گاہی ساقی روزگار ساغر کامرانی
میدہد وگاہی زہر ہلاہل بشربت راحت می آمیزد ؎ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند
اگر ہنگام سرور بحال خود نماند زمانہ رنج وغم ہم بسر خواہد شد عالم شمارا یاد خواہد بود کہ بعلت
خون گرفتار شدم تمام عالم میگفت کہ ازین مخمصہ جان بر نخواہد شد لیکن بفضل ایزدی
آسیبی بمن نرسید تا حال زنده وسلامت ہستم دیگر تا کجا نویسم ازعنایت خدا آن نورچشم
خود فہمیده ہستید چنان نشود کہ باعث خوشنودی دشمنان گردد رنگ زمانہ یک قرار
نمی ماند بخدای عزوجل کہ عالم وداناست ؎ از جان چہ عزیز است بگو آن ہم بتو بخشم
لیکن درچنین وقت از دوست ودشمن مدارا داشتنی بسیار ضرورست حافظ حقیقی نگہبان
شما وجان شما باد انشاء اللہ قریب کفش مخملی میفرستم لازم کہ جواب جمیع مدارج بنویسند

رقعہ نورچشم راحت دل وجان سعادت توامان مدا اللہ عمرہ وزید قدره
پس از دعاے صحت وعافیت آن عزیز القدر کہ وظیفۂ شام وسحر ست واضح راے
آن سعادت پیراے باد بناے این عالم ایجاد خراب آباد نقش برآب است ومعاملات
این بے بنیاد بدتر از سراب است ہرگلے کہ درین گلشن پرحوادث دم سحر بر قباے
خوش رنگ خود خندید تا شام ناکام از جور صرصر حوادث گریبان تا بدامن درید وگلے کہ
درین بوستان پایمال خزان مثل سرو سرکشید بیک دم از ستم تیر وجفاے اره بخاک
ناکامی بغلطید بلبل شوریده درین گلزار سراسر خار بے ثباتی گل نالان ست وشبنم
پاکدامن بر نیرنگی چمن بچشم عبرت اشک ریزان باغبان بتماشاے خزان وبہار
بادل خار خار ششدر وصیاد گرفتار دام تحیر واز بیمہری سپہر نیلی فام جگر تفتید ؏

وماه هرماه بصد آلام کاهیده این سرای فانی جای دلبستگی نیست چرا که گذشتنی وگذاشتنی
ست وآمادهٔ سفر بصد خوف وخطر محتاج وغنی ست ازین جاے پرمحن خوش عثمتان
کا فور وکفن برده اند وگرنه صدها پیر وجوان از مانده که این دون پرور بامید
نوش هلاهل حسرت وناکامی خود زده اند دفترها مملو از قصا نهاے چرخ کهن ست
که این جای پر آلام مقام راحت وآرام نیست پر محن ست حالات انبیای ذوی الاحترام
وحکایات اریکه نشینان پر احتشام برای عبرت کافهٔ انام کافیست که درین دار ناپایدار
چه صدمه هاے جانکاه کشیده اند وبمطلب نرسیده اند وعلی الخصوص جناب
خاتم المرسلین وائمه معصومین علیهم السلام که خلاصهٔ کائنات وفخر موجودات ذات
خجسته صفات اینها بود بلاے نیست که نکشیده اند والمی نه که ندیده اند محبوب خدا
جل وعلا که در شان ذات کبریا میفرمایند لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ باعث نمود
این بے بود وسبب خلقت جن وانس ذات گرامی بود بجز شصت مرحلهٔ زندگانی آن مورد
وحی آسمانی طی نکرد کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَکُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ
ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ. از عهد آدم علی نبینا وعلیه السلام تا قیام روز قیام هر شے که خلق
شد وخواهد شد انجامش فناست بقا براے ذات کبریاست ؎ اگر صد سال
مانی ور یکے روز ٭ بباید رفت زین کاخ دل افروز ٭ پس آن بهتر که
دل را شاد داری ٭ دران شادی خدا را یاد داری ٭ دل برین گنبد گردنده
منه کاین دولاب آسیائیست که برخون عزیزان گردد بس رنج والم آن شئے که
عالمی دران شریک باشد نتوان نمود وراهی که رهگذر خاص وعام است
بماتم رهروان بآب آلام بروی خود نباید گشود ؎ عرفی اگر به گریه میسر شدی
وصال ٭ صد سال میتوان بتمنا گریستن ٭ کسی کی مرگ پراے دل نه کیجے چشم تر هرگز
بهت سارے ویسے اُن پر جو اس جینے پہ مرتے هین ٭ وازان خوش نصیب تر کدام
خواهد بود که به تجهیز وتکفین مثل آن نور چشم مصروف باشد وبعلق مهاجرت
رخ زیبا از ناخن الم خراشد صدها بے گور وکفن بصد محن زیر خاک با دل پر حسرت

وچاک چاک رفتند گلے بجز داغ جگر و شمع سوائے سینہ سوزان میسر نشد مترصد ام
کہ پند پدر پیر بگوش دل وسمع قبول شنیدہ سر رشتہ حبل المتین صبر و رضا از دست ندادہ
تسکین و تشفی دیگران نمایند کہ خوشنودی پروردگار ست اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ
کلام رب العالمین ست جان من جوان و پیر یسان تیر منتظر حکم رب قدیر کمر بستہ نشستہ اند
چرا کہ گام فرسای مرحلہ عدم ناگزیر ست دیروز کہ چہار شنبہ بود مجمل از خط سید محمود علی صاحب
حال معلوم شدہ بود امروز از خط آن نور بصر تمام کیفیت ظاہر گشت در و پیغام اجل بود
پروردگار عالم صبر عطا فرماید بدلجوئی توجہ ضرور ست کہ بسیار مایوس بود میر مراد علی
از طرف بندہ گفتہ دہند کہ مادر و پدر کسی زندہ نمی ماند ہمین راہ در پیش ست از روزیکہ درینجا
رسیدہ ام بخدا کہ صحت ندارم غلبۂ ریاح و خفقان زیادہ است غذا بے رغبت
میخورم کہ ضعیف نشوم وگرنہ اشتہار کامل نمیشود بخدائے لم یزل و سر آن نور چشم
شب و روز در تفکر و تردد و خیال مرگ پیش نظر ست باید دید چہ میشود عالم تنہائی ست
بجز ذات پروردگار کہ کفیل بے مونس و موانست کسے نیست اگر موقع و محل بدست
می آید برای یک ہفتہ عزم آنجا دارم لازم ست ہر قدر کہ قل ہو اللّٰہ احد کہ برائے
اوشان خواہند خواند ثواب عظیم برائے روح آن مرحومہ و مغفورہ طاب ثراہا
خواہد شد در کتب معتبرہ مکرر دیدہ ام در حق موتی بہتر ازین سورہ نیست درینولا مزاج
سلطان عالم بصحت ست قریب غسل صحت میفرمایند امروز دارو غہ ارباب نشاط
غلام حیدر خان درینجا پیش آمد میر عابد علی صاحب بسیار یاد میکنند صبحی کہ پنجشنبہ
است در انجا خواہم رفت یقین کہ تمام جلسہ تاسف کنند درینولا خطوط جلد جلد
باید فرستاد بجمیع کسان دعا و سلام

رقعہ نور چشم عزیز از جان ہمہ تن سہو سراسر نسیان سلمہ اللّٰہ تعالے پس از
دفتر دفتر شکایت غفلت شعاری و سہل انگاری و بعد دعاے صحت واضح باد سخت
حیرانم کہ وقعۂ شمار اچہ میشود کہ بیجا و بے سبب دست از تحریر خطابر داشتہ و جواب
خطوط بر طاق نسیان گذاشتہ از عالم مطلق بیخبر با طمینان تمام صبح و شام بسر میکنید

نمیدانم که کدامی حرکت خلاف طبع شما از من بظهور میرسد که بپاداش آن ما ما در انتظار
لیل ونهار میگذرد اینوضع از لیاقت شما صدها فرسنگ دورست پروردگار عالم
گوش وهوش عقل وتمیز بآن عزیز عطا فرموده غلغلهٔ سعادتمندی زبان زد خاص وعام
ست آیا درین چه مصلحت اندیشیده اید مرا هم مطلع نمائید وگرنه ازین حرکت
دست کشیده بعد هفته نه در عرصهٔ یک ماه هم یک پرچه اینقدر سنگین ست که نمیرسد
سخت افسوس بحال خود میکنم هرچند که عزم نموده بودم که حالا من هم سلسله جنبان این ام
نشوم که خلاف طبیعت شماست لیکن از مهر خود مجبورم درینولا شنیده میشود که صورت
آب وهوای آنجا متغیر وناساز ودر قضا بازست لهذا ناچار نقض عهد خود نموده
مینویسم که تا مقدور از حرارت آفتاب احتیاط ساخته وقت دوپهر یا تمازت از جای
خود حرکت نباید کرد ودر غذا هم پرهیز شرط که سریع الهضم غذا باشد از بقولات دست کشند
در هر گوشهٔ مکان سرکه بپاشند ودر هر خانه دود لوبان هم نمایند واکثر اوقات شربت فالسه
وآلوی بخارا باستعمال باید آورد وصرف قلیه وپهلکه در غذا شود هرچند آنچه کاتب قدرت
نوشته است کمی وبیشی دران ممکن نیست مگر مقتضای بشری همین ست که از طرف خود
بے احتیاطی نباید نمود وکیفیت این خبر مفصل بنویسند که چیست درینجا عارضهٔ چیچک قتل عام
نموده صدها طفل یکساله تا دوازده ساله بمعرض هلاکت رسید نوبت باینجاست که اکثر
جوان وپیر درین بلا اسیر شدند مگر دیگر خیریت ست در آنجا صورت چیست تحریرش
ضرورست لله غفلت نباید کرد آنچه شد شد حالا ازان در گذشته بهفته عشره نویسان
حالات باشند وآنچه ستم از دست عوارض برمن گذشت چه تحریر کنم هنوز از تحریک نزله
فرصت نیست نوبت باینجاست که از بلغم دماغ بوی بدمی آید علاوه روزی پشت پا
خراشیدم بست روز حس وحرکت موقوف ماند حالا صحت ست وتا حال زر تنخواه وصول
نشده وکیفیت مقدمه بنویسند که چه شد که تسکین شود واگر این بار در جواب تامل شد بخدا
که باز نخواهم نوشت افسوس که شما را از حال من اینقدر غفلت است نمیدانید که غنیمت
ست چراغ سحری باید شمرد قافله ها راهی شدند من را چه اعتبار ست بسکه ضعف مستولی است

ہر بار بجز خیال مرگ دیگر تصور ہیچک نیست بجز در رسیدن خط جوابات ہر مقدمہ فوراً باید نوشت
کہ تسلی خاطر گردد خطی بنام قطب الدولہ بہادر میرسد خود این را نزد خانصاحب ممدوح
رسانند شب این ماجرا شنیدم صبحی خط نوشتم اینوقت انتشار خاطر ہم دارم کہ ہشت
پاس ست کہ ہیچک نخوردہ ام آیندہ بدلجمعی دیگر خواہم نوشت درینولا میر محمود علیصاحب
تشریف آوردہ اند و جلد قصد روانگی دارند شئے معلومہ خواہم فرستاد زیادہ دعا

رقعہ ۶ جان پدر مد اللہ عمرہ بعد دعای خیر واضح باد از نزد شما جدا شدہ شام
بہ اونام رسیدم صبحے آن در نوابگنج دیروز شنبہ قریب دوپہر وارد لکھنؤ گشتم ہنوز رنج و
کسل راہ فراموش نشدہ دو سہ روز جای نرفتہ ام درینولا عزم نواب عالی بسمت کانپور
است یقین کہ دیگر رؤسا روانہ شوند و اگر استعمال دوا کنند اول نزد حکیم کرامت علیخانصاحب
رفتہ بصلاح بخورند و حالش بنوک قلم آرند و گاہ گاہ نزد حکیم کرامت علیخانصاحب آمد و رفت
ضرورست بندہ وعدہ نمودہ ام آدم خوب ہستند دیگر مقدمہ اینست شخصی کہ بمحبت خود
مبتلا زبان زد شاہ و گدا شدہ باشد پاس خاطر او ضرورست چرا کہ باز بدست نمی آید
مثل مشہور قدر نعمت ست بعد زوال ⁂ و بعید از جوانمردی ست زیرا کہ برای این
قوم کج ست الا احسان فراموشی بعید از انصاف دور ملال ہر دم آخر کار صحبت بر آنگیشود
رفتہ رفتہ نوبت بقطع ملاقات میرسد آن زمان افسوس می آید کہ چہ کردم ؎ چرا
کاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ⁂ تا مقدور از جانب خود چنان نشود کہ موجب چشمک
ہمچشمان باشد و گرنہ تمام عمر یکسان بسر شدن نہایت دشوارست دو چار روز ہم غنیمت
ست العاقل تکفیہ الاشارہ در باب فرستادن کتاب فسانہ سعی بکار بردہ آن بار روانہ
کنانیدہ دہند و بمن اطلاع نمایند و عزم رسالدار صاحب بکانپورست رسم انسانیت
بجا آرند و بے پروائی نکنند و این عنایت علی بیگ کہ بخانہ شما مقیم ہستند کہ من گفتہ بودم
درینجا حسب و نسب شان دریافت نمودم پسر نور اللہ بیگ ہمشیرہ زادہ میر نواب
من شناختہ بودم چونکہ نہ شنیدم کہ نور اللہ بیگ سوداگر شبہہ گردید کہ سوداگر کدام است
ہمشیرہ نور اللہ بیگ بخانہ فرنگی بود اشٹانگری صاحب نام داشت باقی خیریت

بجلدی تمام نوشته ام بعد آمدن خط شما بدلجمعی خواهم نوشت پرچه میر محمود صاحب
لفافه نموده حواله کنند و خط حکیم کرامت علی خانصاحب جلد بخدمت شان خود رفته
رسانیده جوابش باید گرفت زیاده دعا

رقعه عزیز از جان سعادت و اقبال نشان سلمه الله تعالی بعد دعاے
صحت و سلامت واضح باد پرچه آن عزیز بدست میان اصغر صاحب رسید زبانی او
حال خانه خرابی شیخ مخدوم بخش شنیده صبحی که چهارشنبه بود اصغر را همراه گرفته نزد
مخدوم بخش رسانیدم و نفرین کردم که از من چرا اطلاع نکردی بجز حجاب جواب نداد
قریب شام اصغر باز آمد در ینجا شب باش شد بروز پنجشنبه شیخ مخدوم بخش بیچاره
آمده تمام سرگذشت بیان نمودند که انچه بر من گذشت بدولت برادر میان اصغر بود
که او را ورغلانیده مع اسباب و روپیه بر تھانه برده از من جدا کرد هر چند که خبرگیری آب
و نان او میکردم هیچیک خیال نکرد حال میان اصغر باید شنید که از ان روز بے اطلاع
رفتند دیروز که چهارشنبه چهارم شعبان بود قریب شام آمده گفتند که فردا میروم سخت
ناگوار طبیعت شد که گفته بودم برنج و غیره و شمشیر شما که تیار کنانیده ام خواهم فرستاد
همه را موقوف داشتم گفتند ناحق اینقدر زحمت برای خاطر مخدوم بخش کشیدم آنوقت
البته گفتم که بر مخدوم بخش احسان چیست فقط باحتیاط برادر خود آمده بودید حالا لازم که میر
مراد علی را روانه کرده دهند و مرزا آغا جان اگر پاپجامه تیار کرده باشند بدست
میر مراد علی بفرستند و گرنه بکدامی حیله گرفته آنرا دوخت کنانیده روانه کنند چراکه من
به اوشان فرمایش نکرده بودم بمنت خود گفتند که پاپجامه بمن دهید در یک روپیه چکن
تیار میشود به یک روز حالا یک ماه رفت و شل تو خریده هم فرستاده دهند و یک قطعه خط
اسمی میر محمود صاحب نوشته بودم و مولوی فیض علی صاحب را تاکید بود که زائچه قبله عالم که
در نوروز نموده اند آنرا جلد فرستاده دهند بست و یکم رجب بود که فرستادم امروز پنجم
شعبان است صدای برنخاست بپرسید که چه شد و زبانی اصغر معلوم شد که خواهش
چوری زردوزی ست اگر مطلوب باشد بنویسند که تیار کنانیده بفرستیم در بازار بهم نمیرسد

وشمشیر شما تیار ست بخدا هر مبصر یکه دید تعریف نمود که بے مثل ست همچو فرخ بیگے لالون دار
در ینولا کم بهم میرسد لائق بستن است بحفاظت داشتن چراکه شئے خوب مثل اسلحه هر بار بدست
نمی آید حالا قرولی و شمشیر هر دو خوب اند و در فکر هستم که اگر قبضه برج دار تحفه دستیاب
میشود میفرستم هرچند که قبضه این شمشیر نیز لاجواب ست مگر چسپان نیست همین شمشیر
هست که آهن وزره می تراشد و عزیز من اگر بعد یک ماه هم خط بنویسند بعید نیست امروز
سه چهار روز کم یکماه است که در لکهنؤ رسیده ام درین مدت یک پرچه آن نور بصر رسید
مناسب نیست حرج یکساعت بیش نیست دیروز ما بچه دختر نوابصاحب بود که با پسر محسن الدوله
منسوبست تا هفتدم نوبت برات وغیره خواهد رسید جلسه قابل دیدنست دو من برنج وجفت
زردوزی وظروف گلی یعنی جهجهر آبخوره وغیره موجود ست فقط برآمدن میر مراد علی موقوف ست
بجمیع خرد و کلان بقدر مراتب دعا سلام گفته دهند زیاده دعا

رقعه عزیز از جان نور چشم سعادت نشان مد الله عمره بعد دعاے صحت وسلامت
وتمنای دیدار فرحت آثار واضح باد سخت تعجب ست که بتاریخ چهارم صفر روز پنجشنبه قطعه خط
بجواب رقیمه آن قرة العین وقطعه دومی اسمی منشی نول کشور روانه نموده ام امروز جمعه
۱۲ صفر رسید چشم براه شام و بیگاه ماندم هرچند که درینجا باعث عدم بارش تلاطم عظیم
بود از گرانی غله عجیب پریشانی وسرگردانی رو نمود هرچند داد بیداد خلق سر بفلک
رسانید لیکن دیده ابر تر نشد دیروز که پنجشنبه بود قریب مغرب بارش شد
از انسان تا حیوان جان تازه یافتند حال راقم سخت ابتر بود یاری از عنایت باری
صورت زیست بنظر آمد امروز که جمعه است وقت نماز ابر تیره بود مگر ترشح گردید زیاده نوبت
نرسید هنوز ابر موجود است بحدے که بروز پنجشنبه دربار رفته بودم مهاراج بهادر
کلمات مضطربانه بزبان آوردند اگر دو سه روز بارش نمی شد خدا داند که چه کیفیت بظهور
می آید بیرون شهر در دیهات بے انتظامی رو داده که ده پانزده شخص جمع شده هرجا که
غله یافتند مع دیگر اسباب بغارت بردند پروردگار ارحم الراحمین ست عنایت فرموده
از سبب بارش دو ساعت صورتی دیگر پیدا گشت وگرنه امروز فساد تازه می شد

معلوم نگردید کہ خط رسیدند و نزد منشی صاحب رسانیدند چراکہ بروز دوم خط میرسد نکہ
امروز یوم نہم ست حضور جلد حال برنگارند و بخدمت منشی صاحب آمد و رفت بر ضرور
است کہ مثل وجواب خود نمیدارند اگر کیفیت معلوم شود بہرکیف خود را درانجا رسانم چراکہ
عزم انبالہ داشتم تہیدستی مانع شد آن نور چشم درانجا رفتہ زبانی بگویند کہ اگر بدولت
حضور والدم حاضر شوند بیک کرشمہ دوکار ست کہ بابایان مشتاق آمدن او شان و خود نیز متمنی
ملازمت حضور درین صورت طلبیدن نزد فقیر مصلحت ست کہ بدولت جناب
من ہم کامیاب خواہم شد فقط

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ رب العالمین کہ ان ایام فرخندہ انجام مین مجموعۂ اردو و فارسی رقعات
بلاغت و فصاحت مرقعات چکیدۂ خامۂ سحر نگار شاہ اقلیم انشا پردازی و سخنوری حضرت
مرزا رجب علی بیگ سرور لکھنوی مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین حسب ایماے
آقاے نعمت جناب منشی پراگ نرائن صاحب راے بہادر مالک مطبع ہذا بار پنجم بماہ جون ۱۹۱۶ء
برنگ انطباع روکش مرقع مانی ہوا رنگ آرائے روزگار پسندیدۂ عالم فرماوے آمین

قطعہ تاریخ طبع سابق نتیجہ فکر رسای مورخ باکمال منشی بھگوان دیال المتخلص بہ عاقل سلمہ اللہ تعالی ایجنٹ مطبع ہذا

طبع گردید بطرز احسن	این چہ انشاے طرب زای سرور
گفت دل سال اشاعت عاقل	بہجت جان بود انشاے سرور ۱۳۰۴ھ

انشاے مولانا جامی۔ ۲ر۶ پائی ۹
انشاے طاہر وحید۔ بلیغ مشہور درسی۔ ۴ر۹ پائی
انشاے فائق۔ مشہور درسی۔ ار
انشاے دولت رام۔ مشہور عام۔ ۹ پائی
انشاے صفدری۔ رقعات فارسی و مقابل مین رقعات اُردو عمدہ طرز تعلیم۔ ۲ر۹ پائی
ریاحین عظیم۔ مکتوبات عبارت رنگین از ملا غیاث الدین مصنف غیاث اللغات نادر فقرات۔ ۴ر
انشاے گلزار رحیم۔ مصنفہ مولوی قبول احمد فاروقی۔ ۴ر۳ پائی
دستور الصبیان۔ مشہور عام۔ ۹ پائی
دستور المکتوبات۔ ۶ر۹ پائی
انشاے دلاویز۔ تلازمۂ شطرنج از مولوی عبد العزیز آروی۔ ۱ر۶ پائی
انشاے عجیب۔ خالص فارسی الفاظ از منشی محمد جعفر۔ ار
رقعات احسن۔ مسمی بہ ارتنگ فرنگ از حکیم محمد احسن
ظہیر الانشاء۔ از منشی نامی ظہیر الدین بلگرامی۔ ۳ر۶ پائی
انشاے صفیر بلبل۔ مع صحت نامہ عبارت متین عمدہ بحر۔ ۳ر۶ پائی
انشاے دلکشا۔ مشہور درسی کتاب جامع ہر قسم تحریرات۔ ۱ر۶ پائی
انشاے ہر سہاے۔ عمدہ عبارت وطرز مفید۔ ۲ر
انشاے راحت جان۔ جامع اقسام تحریرات ۲ر۹ پائی
رقعات عالمگیری۔ شاہانہ عبارت سلطان عالمگیر ۱ر۹ پائی
رقعات عزیزی۔ از منشی عبد العزیز آروی۔ ۹ پائی
رقعات مرزا قتیل۔ مشہور درسی۔ ۳ر
رقعات ابو الفضل۔ وزیر سلطان اکبر۔ ۴ر۳ پائی

انشاے ابو الفضل۔ درسی مشہور۔ ۱۲ر
شرح ابو الفضل۔ از مولانا غیاث الدین مرحوم مصنف غیاث اللغات۔ عہ ر
تلخیص انشاے ابو الفضل۔ نہایت نفیس خلاصۂ فرامین و خطوط بعبارات بلیغ رنگین خوشخط و اصح۔ ۸ر
انشاے خیالات نادرہ۔ مضامین لطیف۔ ۲ر
انشاے فیض رحمانی۔ از حکیم حافظ عبد الرحمن حیرت بیمثال نہایت مفید اطفال۔ ۱۱ر
انشاے بے نقاط۔ مصنفہ منشی کامتا پرشاد متخلص بہ نادان۔ ۲ر۹ پائی
مجمع الانشاء۔ مشہور متقدمین و متاخرین اساتذہ مثل اُستاد ناصر علی سرہندی وغیرہم و خطوط سلاطین عظام مثل شہنشاہ عالمگیر وغیرہم کے خاص خطوط و فرامین بعبارت رنگین و بلیغ متین صنائع و بدائع کا عظیم الشان مجموعہ از منشی محمد امین بخط شکستہ نہایت مفید طلبہ۔ عہ ر
انشاے منیر۔ مصنفۂ میر صافی منیر لاہوری بخط نستعلیق ۱ر۹ پائی
ایضاً۔ حسب مراتب بالا بخط شکستہ۔ ۱ر۹ پائی
رقعات فیض آگین۔ از منشی نند کشور۔
سہ نثر ظہوری۔ مشہور درسی۔ ۳ر۶ پائی
شرح سہ نثر ظہوری۔ از ملا صہبائی نہایت عمدہ شرح۔ ۹ر
شرح نورس ظہوری۔ از مفتی علامہ سعد اللہ مرحوم ۲ر
پنجرقعہ ظہوری۔ مع دو شرح داخل درس۔ ۱ر۶ پائی
شرح پنجرقعہ۔ از مولانا صہبائی دہلوی۔ ۶ر

رقعۂ ولایت - از منشی ولایت حسین - ۲؍

رقعات گلزار ولایت - ۴؍

مینا بازار - ارادت خان مشہور درسی - ۲؍

شرح مینا بازار - از مولانا صہبائی دہلوی - ۴؍

شبنم شاداب - ظہیرائے تفرشی درسی - ۲؍

شرح شبنم شاداب - از مولانا صہبائی - ۶؍

رقعات بیدل - از استاد بینظیر میرزا بیدل - ۵؍

رقعات - لچھمی نرائن مشہور درسی - ۴؍

رقعات - امان اللہ حسینی مشہور درسی -

رقعات نظامیہ - مشہور درسی - ۶؍

رقعات گلستان حکمت - صنعت اقتباس عبارت گلستان سعدی - ۲؍

توقیعات کسریٰ - محشی درسی طباطبائی دستور نوشیروان عادل - ۴؍

حسن عشق نعمت خان عالی - مشہور درسی - ۹؍

حسن عشق - منصب علی ہمرنگ اول - ۳؍

مجموعۂ تحقیقات - استاد صہبائی دو جلدین (جلد اول) چار کتابوں کی شروح اور (جلد دوم) آٹھ شروح و قواعد بلاغت وغیرہ - ۸؍

کلیات نثر - مرزا غالب دہلوی سہ نثر مثل ظہوری - ۱۲؍

مظہر العجائب - مرادف فقرات از مرزا قتیل - ۸؍

منشآت برہمن - چندربھان بخط شکستہ - ۱۲؍

گفتگو نامہ - اطفال کی تعلیم فارسی گفتگو مطبوعۂ نظامی - ۹؍

رسائل طغرا مع رقعات محشی از ملا طغرا مشہور درسی - ۸؍

انشائے تحفۃ الحمید - ہمرنگ طاہر وحید قابل دید - ۵؍

تاج المدائح - رنگین فقرات مدحیہ از منشی انوار حسین استاد - ۳؍

نگارنامۂ منشی - از ملکزادۂ منشی شاہانہ کلام - ۶؍

صحیفۂ شاہی - از ملا حسین واعظ کاشفی بفرمائش سلطان حسین صفوی ہر قسم کے القاب و آداب و دعائین و اشعار عربی و فارسی -

کتب ابتدائی تعلیمی درسی مبتدیان

ترجمۂ مامقیمان - ترجمۂ لالہ کنھیا لال - ۶

تشریح الحروف - کلان اردو ناگری از منشی منالال -

تشریح الحروف - مولفۂ پنڈت دیبی پرشاد - ۶

رجسٹر حاضری - طلبائے اسکول - ۴

لڑکوں کا کھیل - دانش آموزی کے ڈھنگ کے نصائح مولفۂ پنڈت راج بہادر - ۱

حروف تہجی - مصنفۂ راجہ شیو پرشاد سی - آئی - ای ترجمۂ برن مالا ناگری - ۱

حلوائے بید ود - دستور التعلیم نیک چلنی کے مع حکایات مثالیہ -

کتب عروض و قافیہ

معیار البلاغۃ - علوم معنی و بیان و عروض و قافیہ و اقسام نظم و نثر مصنفۂ منشی دیبی پرشاد متخلص بہ سحر -

مطلع خورشید - خاص در فن قافیہ از مولوی منظور احمد -